سورة يٰسين

تعارف:

سورہ یٰسین سب سے زیادہ پڑھی جانے والی سورت ہے ہر گھر میں کوئی نہ کوئی اسے روز پڑھتا ہے مسلمانوں کے گھروں میں اس کی کثرت سے تلاوت ہوتی ہے خاص طور پر قُلوں پر، دسوں پر، چالیسوں پر۔ اگر کسی مُردے کی جان اٹک گئی ہو تو اُس کے قریب کھڑے ہو کر سورۃ یٰسین کی تلاوت کی جاتی ہے، کثرت سے پڑھا جاتا ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اس کو "سمجھ کر نہیں پڑھا جاتا" اور اس کے اعلیٰ مضامین سے ہماری قوم ناآشنا ہے۔

اس سورت کی فضیلت میں آقا ﷺ نے ایک حدیث فرمائی:

"اے میرے اُمتیوں میرا جی چاہتا ہے کہ سورۃ یٰسین میرے ہر اُمتی کے دل میں ہو"

حضور ﷺ نے دل میں کہا اور ہم اسے زبان پر پڑھتے رہتے ہیں فرمایا میرے ہر اُمتی کے دل میں ہو۔ دل میں تو تب جائے گی جب اس کی سمجھ ہوگی، اس کی اچھی طرح جانکاری ہوگی کہ یہ کیا ہے۔ پھر آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سورۃ یٰسین قرآن پاک کا دل ہے جو اسے ایک بار پڑھے گا اُسے دس قرآن پاک پڑھنے کا ثواب دیا جائے گا"

پھر ارشاد فرمایا:

"ہر چیز کے لئے اللہ تعالیٰ نے قلب پیدا کیا اور قرآن کا قلب سورۃ یٰسٓ ہے"

یہ رزق، برکتیں اور رحمتیں دینے والی سورت ہے جو اسے پڑھے گا اللہ اُس کے رزق میں اضافہ فرمائے گا اُسے عزتیں اور برکتیں عطا فرمائے گا، قبر میں شفاعت کرے گی، قیامت کے دن جنت کا راستہ بنے گی اور اللہ کے خاص قرب کے خزانے اس سورت سے نصیب ہو سکتے ہیں لہٰذا اگر فضیلتوں کی طرف جایا جائے تو اس کے لئے بہت بڑا دفتر درکار ہوگا، بہت بڑی اس کے لئے گفتگو کرنی ہوگی جو کہ ہمارا موضوع نہیں ہے، ہم فضیلتوں سے زیادہ اس کی تفسیر کی طرف تو جہ چاہتے ہیں یقیناً یہ بڑی برکتوں والی ہے کہا جاتا ہے جو سورۃ یٰسین کو مہینوں سے پڑھتا ہے اللہ اُسے صاحبِ اولاد کرتا ہے عام طور پر لوگ اسے مہینوں سے پڑھتے رہتے ہیں بلکہ سات مہینوں سے چھپی بھی ہوئی ہے۔

یٰسین پڑھنے والا صاحبِ اولاد ہوگا، رزق ملے گا، عزت ملے گی یہ سارا کچھ ہو جائے گا لیکن ہم نے یہ سورت آج اس نیت سے نہیں پڑھنی ہے کوئی بھی اس طرح کی نیت نہ کی جائے کیونکہ یہ تو ہمیں کہنے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں مل ہی جانا ہے، اس کو تو ہمیں مانگنے کو حاجت بھی نہیں وہ بڑا غفور و رحیم ہے اور اُسے علم ہے کہ میرے بندے کے دل میں کیا خواہش ہے یہ کیا سوچ کر بیٹھا ہوا ہے، یہ کیا لینے آیا ہے اور اس کو کیا چاہئے وہ خوب جانتا ہے ہم اُسے بار بار نہ جتائیں۔

"سورہ یٰسین کو صرف اللہ کی معرفت کے لئے پڑھا جائے"

صرف اللہ کا علم لینے کے لئے ، اللہ کے خاص خزانوں کو لینے کے لئے پڑھا جائے پورے قرآن کو ہی ایسے پڑھنا چاہئے لیکن کیونکہ ہم قرآن کے دل کو پڑھنے لگے ہیں لہٰذا آنسو بھی آئیں گے اور دل پھڑ پھڑائے گا بھی ، بڑی خاص روحانی کیفیات اس میں آپ کو نصیب ہوں گی جو لطائف کا ذکر کرتے ہیں اُن کے لطیفے اس میں جاگ اُٹھیں گے اور ایک ایک لطیفے سے اللہ اللہ کی آواز آئے گی ، بڑی خاص کیفیات ہیں اور جس کی جو جو منزل ہے اللہ اس کو نصیب فرمائیں گے بڑا خاص جواس کا وصف ہے وہ یہ کہ اللہ نے اسے کمال حکمت سے قرآن میں رکھا ہے۔ مشہور ہے ہے کہ:

جواس سورۃ کے علوم جان لیتا ہے اللہ اسے حقیقی عالم بنا دیتا ہے وہ حقیقی علم والا ہے جسے سورۃ یٰسٓ کے مضامین کا علم ہوتا ہے جو لوگ سورۃ یٰسین کو پڑھتے ہیں اُنہیں اس بات کا علم ہوگا کہ اس کی ایک ایک آیت پوری سورۃ سے Connect ہوتی ہے۔ جس طرح دل کا تعلق پورے جسم کے ساتھ ہے ، نسوں کے ساتھ ہے اور دل کا تعلق جسم کے ہر عضو کے ساتھ ہے اسی طرح یٰسین کی آیتوں کا تعلق پورے قرآن کے ساتھ جُڑتا ہے اور ایسے ہی نہیں کہہ دیا گیا اس کو پڑھنے سے دس قرآنِ پاک نصیب ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ایک ایک آیت پوری پوری سورت کا مضمون بیان کر دیتی ہے اس میں ایک آیت پڑھیں گے وہ پوری سورۃ البقرہ کا مضمون بیان کر دے گی ، ایک آیت ہم پڑھیں گے وہ سورۃ الانعام کا مضمون بیان کر دے گی ، ایک آیت ہم پڑھیں گے وہ سورۃ الرحمٰن کے اوپر ہو گی ، ایک آیت ہم پڑھیں گے اُس میں اللہ نے اپنے معرفت کے خزانوں کا انعام سورۃ ہود کی شکل میں اتار دیا ہوگا تو لہٰذا ہر آیت کسی نہ کسی سورت سے جا ملتی ہے اس طرح اس کا دل ہونے کا حق ادا ہوتا ہے اور یہ کہ سورۃ یٰسٓ کا تھوڑا سا حصہ بائیسویں پارے میں رکھا گیا اور زیادہ حصہ تیسوئیں پارے میں رکھا گیا یعنی تقریباً یعنی قرآن جب 70% مکمل ہوتا ہے تو اس وقت سورۃ یٰسین شروع ہوتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح انسانی جسم پاؤں کے ناخنوں سے شروع ہو کر جسم کے 70% حصے تک پہنچتا ہے تو دل کا آغاز ہوتا ہے اور اگر دیکھا جائے تو دل کو اللہ نے درمیان میں نہیں رکھا ہوا حالانکہ درمیان میں ہونا چاہئے تھا بلکہ اس کو 70% میں رکھا ہوا ہے یعنی کچھ حصہ بائیسویں پارے میں ہے اور کچھ حصہ تیسوئیں پارے میں ہے ، کچھ حصہ Even میں ہے اور کچھ Odd میں ہے اسی طرح دل تھوڑا سا Right side پر ہے باقی سارا Left side پر ہے یعنی odd ہے اور باقی Even ہے اللہ نے اس کو اسی طرح قرآن میں fit کیا ہے جس طرح دل کو انسانی جسم میں کیا ہے۔ اللہ نے کمال حکمت سے اس سورۃ کو ترتیب دیا ہے اس کا ہر موضوع ایک دوسرے سے Connect ہے آخر تک پہنچیں گے یوں لگے گا پورا گلدستہ آپ کے ہاتھوں میں آ گیا ہے اور آقا ﷺ نے جب اس کی ترتیب سیٹ کی ہو گی (اللہ ساری رحمتیں ہمارے نبی پر نازل فرمائے) اُس وقت کتنا اعلیٰ انداز حضور ﷺ نے اپنایا ہوگا اور امت کے لئے کتنا خوبصورت تحفہ بنا کر حضور ﷺ نے دیا ہے تو آیئے قرآن آسان کورس کو آج سات سال ہو گئے یہ پہلے سال ہی کیوں نہیں کروائی ، دوسرے ، تیسرے ، چوتھے ، پانچویں ، چھٹے سال بھی نہیں کروائی گئی ساتویں سال کراوائی گئی کیونکہ سات میں بڑی برکت ہے اور ہم اس کو کیسے بیان کریں یہ ایک ایک چیز گائیڈڈ ہے یہ استخارہ کے ساتھ چل رہا ہے سلسلہ اور اللہ جس طرح چاہے ہمیں لے کر چل رہا ہے ساتویں سال سے اس سورۃ کا آغاز کیا اور آغاز بھی سورۃ یٰسین سے ہوا ، سات مہینوں میں سورۃ یٰسین اور سات سالوں میں شروع ہوئی ہے ، سات زمینیں ہیں ، سات آسمان ہیں ، سات سے ستر پرسنٹ ہے اور اللہ کی بڑی حکمت ہے اس میں اور آج چودہ تاریخ ہے جو سات کا ضربِ دو ہے اور دوسرا ہفتہ ہے اللہ اور برکت عطا فرمائے **(آمین)**

آغاز سورۃ یٰسین

یٰسین

یہ حروفِ مقطعات ہیں اور اللہ نے اس سورۃ کا آغاز حروفِ مقطعات سے کیا یعنی:

''توڑ توڑ کر پڑھے جانے والے حروف''

وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ:

مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی

اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ:

بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ:

آپ سیدھے راہ پر ہیں۔

تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ:

یہ قرآن عزیز اور رحیم نے نازل کیا ہے۔

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ:

تاکہ آپ اُس قوم کو ڈرا سکیں جس کے باپ دادا کو طویل عرصے سے نہیں ڈرایا گیا

اور وہ اس لئے غفلت میں ہیں۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ:

اور ان میں سے بہت سارے ایسے ہیں جن پر بات لازم ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلٰلًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ:

ہم نے اُن کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں جو اُنکی تھوڑیوں یک پہنچ چکے ہوئے ہیں اس لئے ان کے سر اوپر کو اُٹھے ہوئے ہیں۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّافَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ:

اور ہم نے ان کے سامنے بھی ایک دیوار بنادی ہے اور ان کے پیچھے بھی ایک دیوار بنادی ہے
اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے پس وہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے۔

وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَ اَنْذَرْ تَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْ مِنُوْنَ:

تو برابر ہے ان کے لئے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اِنَّمَاتُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِيْمٍ:

آپ تو بس اُسے ہی ڈرا سکتے ہیں جو قرآن کا اتباع کرسکتا ہے اور اپنے رب سے بغیر دیکھے ڈرتا ہے تو
آپ اسے بشارت دے دیجئے مغفرت کی اور بہترین اجر کی۔

اِنَّانَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَاقَدَّمُوْ وَاٰثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَا مٍ مُّبِيْنٍ:

اور بے شک ہم ہی ہیں جو مُردے کو زندہ کرتے ہیں اور ہم لکھ لیتے ہیں اُن کے اعمال کو جو وہ آگے بھیجتے ہیں
یا پیچھے چھوڑ آئے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے لوحِ محفوظ کے اندر گن کر رکھا ہوا ہے۔

تفسیر:

پس منظر

یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی اور اس وقت آقاﷺ پر نازل ہوئی جب اوائلِ اسلام کا دور تھا اور حضورﷺ کی سعی جاری تھی، آپ کوشش کر رہے تھے اور اپنے رب کی طرف بُلا رہے تھے، شدید تکلیفوں کا دور تھا جب اس سورت کا نزول شروع ہوا۔

یٰسین

اس سورۃ کو اللہ نے حروفِ مقطعات سے شروع کیا اور یٰس سے اس کا آغاز کیا۔ حروف مقطعات کا علم قرآن میں کہیں نہیں لکھا ہے ہر جگہ جہاں حروفِ مقطعات آتے ہیں تو ترجموں والوں نے اسے اسی طرح لکھا ہے مثلاً الٓمٓ، کٓھٰیٰعٓصٓ کو ایسے ہی لکھ دیا گیا ہے، بزرگوں کا فرمان ہے کہ اس کا علم صرف اللہ اور اس کے رسول کو ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ:

''حروفِ مقطعات اللہ کے پوشیدہ خزانوں میں سے ہیں اور اس کا علم خاص خاص لوگوں کو ہی حاصل ہے''

اور بزرگوں نے یہ بھی لکھا اس اُمت میں جو راسخین فی العلم علماء ہیں جن کا علم راسخ حد تک جا چکا ہے اُنہیں بھی اس کا علم دیا گیا ہے اور وہ لوگ چُنے ہوئے بندوں میں سے ہیں جنہیں یہ علم دیا گیا۔

پیر کرم شاہ الازھری رحمۃ اللہ علیہ نے اور دیگر علماء نے ان حروف کی وضاحت کی ہے اور اپنی محبت کا اظہار کیا اور اللہ سے معافی بھی مانگی ہے کیونکہ قرآن کے علم کو کوئی باؤنڈ نہیں کر سکتا، کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسکے بعد کوئی دوسرا ترجمہ نہ کرو۔

علماء جب لکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ اس کا ترجمہ ہے، یہ ہماری محبت کا اظہار ہے ہم یہ نہیں کہتے لیکن ہمارا ذوق کہتا ہے کہ اس سے یہ مراد ہوگی۔

یٰسٓ میں یا کلمہ ندائیہ ہے، پکارنے کے لئے کہا گیا اور اس سے مُراد سیدُ الانبیاء ہیں، سیدُ المر سلین، سیدُ الاولیاء ہیں تو حضور ﷺ کو سین کے ساتھ مناسبت دے کر کہا میرا ذوق یہ کہتا ہے قرآن کی قسم اٹھا کر کہا کہ آپ رسولوں میں سے ہیں فرمایا میرا ذوق یہ کہتا ہے کہ اللہ نے حضور ﷺ کو بڑی محبت سے پکارا ہے یعنی Short Form میں حضور کا نام لیا ہے اے سیدُ الانبیاء!

حضرتِ اعلیٰ الحضرت نے بھی اپنے قلم کو اٹھایا ہے آپ نے یٰس کی نہیں لیکن کھیعص کی تشریع اپنے شعر میں کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ک گیسوں، ھ دھن، یا برو، آنکھیں عص......

کھیعص اُن کا ہے چہرہ نور کا

''آپ فرماتے ہیں میرا یہ ذوق کہتا ہے کہ اللہ نے کھیعص سے حضور ﷺ کا چہرہ مراد لیا ہے''

لٰہذا حروفِ مقطعات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے لیکن علماء نے اپنے ذوق کے مطابق اپنے اپنے قلم اٹھائے ہیں۔

وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ: اس کے بعد اللہ اس سورت کا آغاز قسم اٹھانے سے کیا ہے، قسم ہے مجھے قرآن کی اللہ اپنے کلام کی خود قسم اٹھا رہا ہے اور کہہ رہا ہے مجھے اس کلام کی قسم جس کا نام قرآن ہے اور یہ عام کلام نہیں ہے بلکہ حکمت سے بھرا ہوا کلام ہے، ایسا کلام جو حکمت سے بھرا ہوا ہے اب جو خود خدا ہے اُسے اپنے کلام کی قسم اٹھانے کی ضرورت نہیں.... لیکن بات آگے جو آنے والی ہے وہ اتنی بڑی ہے کہ اللہ نے اسے ثابت کرنے کے لئے اپنے کلام کی قسم اٹھائی ہے۔

یاد رکھئے! کہ اللہ کے اپنے کلامِ مقدسہ کی بات جب آتی ہے اُس کو کسی سے (Authenticate) تصدیق کروانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اُسے کسی کی دلیل کی ضرورت ہے لیکن جب وہ کسی بات پر اہمیت دینا چاہتا ہے تو پھر وہ قسم اٹھاتا ہے اور قسم اٹھا کر وہ یہ بات ثابت کرتا ہے کہ دیکھ میں خدا ہو کر قسم اٹھاتا ہوں اور عام دنیا میں بھی جب لوگ قسم اٹھاتے ہیں تو بڑی اہم بات کرنے کوشش کرتے ہیں اور اس کے پیشِ نظر یہ ہوتا ہے کہ یہ جو قسم میں اٹھاؤں گا تو سننے والے کا دل راغب بھی ہوگا اور دھیان کرے گا بندہ قسم اٹھا رہا ہے لگتا ہے بات بڑی اہم ہے، تو اللہ قسم اٹھائے اور وہ بھی قرآن کی تو یہ بہت بڑا معاملہ ہے اس پر علماء نے لکھا ہے اللہ نے قرآن کی عزت سے اس کو بلند کر دیا ہے کہ اگر میں قسم اٹھاتا ہوں تو قرآن کی قسم اٹھاتا ہوں اور اللہ نے کم ہی اپنے قرآن کی قسم

اٹھائی ہے، اگر آپ دیکھیں تو اللہ راتوں کی بھی قسم اٹھاتا ہے، دنوں کی بھی قسم اٹھاتا ہوں، مجاہدین کے گھوڑے جب بھاگتے ہیں تو اُن گھوڑوں کے بھاگنے سے جو گرد اُٹھتی ہے اللہ اُس کی بھی قسم اٹھاتا ہے قرآن میں یعنی ایسی ایسی قسمیں اٹھائی ہیں لیکن یہاں پر اللہ نے قرآن کی قسم اٹھائی ہے اور اتنی عظمت والا قرآن جسے اللہ نے پہاڑوں پر نازل کرنا چاہا تو پہاڑوں نے کہا ہم ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، سمندروں نے انکار کیا، ہواؤں، فضاؤں نے انکار کر دیا اور حضور ﷺ کے قلب پر اللہ نے نازل کر کے اللہ نے حق ادا فرما دیا اور اُس قرآن کی قسم اٹھائی پھر فرمایا:

اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ: بظاہر ایک بڑی چھوٹی سی بات نظر آ رہی ہے، بے شک آپ میرے رسولوں میں سے آپ میرے رسول ہیں مولا یہ تو کوئی بڑا جملہ نظر نہیں آتا بظاہر سادہ سا جملہ ہے کہ آپ میرے رسولوں میں سے ہیں لیکن جب آپ اس کا شانِ نزول دیکھتے ہیں تو سمجھ آتی ہے کہ اللہ نے اُس دور میں آیت اتاری جب آقا ﷺ کے بارے میں ایک ہی بات کہی جا رہی تھی ہم آپ کو صادق مانیں گے، عزت والا بھی مانیں گے، ہم آپ کو برکت والا بھی مانیں گے، حسین بھی مانیں گے، قریش کا چشم و چراغ بھی مانیں گے، آپ کی ہر شے تسلیم کرتے ہیں، کعبہ کی چابیاں بھی دے دیتے ہیں، آپ کی شادی بھی اعلیٰ رتبے والی عورت سے کرا دیتے ہیں، آپ کو سونا، چاندی اور مال بھی دے دیتے ہیں، یہاں تک کہ قریش کا سردار بھی مان لیتے ہیں، نہیں مانیں گے تو رسول نہیں مانیں گے (استغفر اللہ) ہم رسول نہیں مانیں گے۔ آپ کچھ بھی تسلیم کروائیں ہم سے، جھگڑا ہی اس بات کا تھا کہ ہم رسول نہیں مان سکتے، کچھ بھی کرلو، اسلام کے حالات اس قدر سخت تھے کہ آپ رسول کہہ کہہ کر تبلیغ کیا کرتے کہ میں اللہ کا رسول ہوں مجھ پر ایمان لاؤ ابوجہل کے پاس آقا ﷺ ستر (70) بار گئے اور جا کر اُسے کہا کہ تسلیم کرلو، تسلیم کرلو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

ایک بار تو حد ہو گئی کہ رات کے پچھلے پہر چلے گئے، تہجد کے وقت جا کر حضور ﷺ نے اس کا دروازہ (knock) کر دیا اُس نے اندر سے آواز دی کہ کون ہے اور رات کے اس پہر جو آیا ہے میں نے اندر سے دیکھا تو نہیں تمھیں لیکن یاد رکھو اس پہر آنے والے کو کبھی بھی محروم نہیں چھوڑوں گا جو مانگو گے دوں گا رکو میں آ رہا ہوں، بس کپڑے ذرا پہن لوں، بھاگا ہوا باہر پہنچا تو دیکھا کہ حضور ﷺ کھڑے ہیں اس نے پوچھا محمد رات کے اس پچھلے پہر خیر ہے کہا ہاں خیر ہے تم نے اندر کہا کہ جو مانگے گا اس کو ملے گا ابوجہل نے کہا ہاں میرا وعدہ ہے دوں گا بولو فرمایا مجھ پر ایمان لے آؤ مجھے رسول مان لو اُس نے اپنا سر جھکا دیا اس نے کہا اے محمد ﷺ! اس وقت اگر تم جان بھی مانگتے تو دے دیتا لیکن رسول نہیں مانوں گا یہ تسلیم نہیں کروں گا اور اس بات پر آ کر آقا ﷺ کی راتوں کی جو نیند تھی ختم ہو گئی اور ساری ساری رات آپ جاگا کرتے، نفل پڑھا کرتے، پاؤں مبارک سُوجھ جاتے اور اللہ کو قرآن میں اُتارنا پڑا۔

يَآَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ہ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً

''اے چادر اوڑھنے والے کم کھڑا ہوا کر''

تیرے تو پاؤں سوجھ جاتے ہیں ساری ساری رات تو کھڑا رہتا ہے تو دعائیں کرتا رہتا ہے اس قدر سخت ترین دور تھا اور لوگوں نے تسلیم کرنا چھوڑ دیا آقا ﷺ کو تو اللہ نے قرآن میں یہ خوبصورت آیت اتاری فرمایا اے نبی! کوئی بھی تجھے رسول نہیں مان رہا، کوئی بھی تیری بات تسلیم نہیں کر رہا سُن میں قرآن کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں

''تو میرے رسولوں میں سے ہے''

میں کہتا ہوں تو میرا رسول ہے میں خدا ہو کر تسلیم کرتا ہوں جب میں نے مان لیا تو بات ختم ہوگئی جب میں کہہ رہا ہوں تو میرا رسول ہے تو اس سے آگے کیا چاہیئے تجھے بلکہ آپ اس جملے کی محبت پر غور کریں

اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ:

''بتایا جارہا ہے کہ آپ میرے رسولوں میں سے ہیں''

یعنی جس طرح میرے اور بھی رسول ہیں آپ بھی میرے رسول ہیں یہ بتایا جارہا ہے نہیں اس کا زاویہ بدلیں:

''میرے رسولوں میں سے اگر کوئی ہے تو آپ ہی ہیں''

اگر کوئی رسول ہیں تو آپ ہی ہیں باقی تو آپ کی محبت میں ہیں باقی تو آپ کے پیچھے بھیجے ہیں اصل میرا رسول تو محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

تو حضور کو رسول ماننے کے لئے یہ تیار نہیں تھے اللہ نے اپنی تسلی اُتاری آقا ﷺ پر اور فرمایا اے نبی ﷺ آپ میرے رسولوں میں سے ہیں۔آپ کو ہماری ڈھارس اور تسلی کافی ہونی چاہیئے پھر یہ بھی اُس دور میں چونکہ بہت بڑا معاملہ تھا کہ حضور کو رسول نہیں مانتے تھے

ایک بت بڑا زاویہ اس میں سے یہ کھلتا ہے کہ یہ کیسے عجیب لوگ تھے پتھروں کو خدا مان لیتے تھے، کعبے کے اندر 360 بت پڑے ہیں، کوئی عقاب کی شکل کا ہے اُسے خدا مان لیا، کوئی درختوں کا ایک جُھنڈ ہے اُسے خدا مان لیا ہے، کوئی بکری کی شکل کا ہے اُسے خدا مان لیا ہے، کوئی گول پتھر ہے اُسے خدا بنا لیا ہے بلکہ صحابی جو بعد میں ایمان لائے کہتے ہماری تو حالت یہ تھی کہ ہمیں جب کوئی پتھر نہیں ملتا تھا خدا بنانے کے لئے تو ہم مٹی کی ڈھیری بناتے اُس کے اُوپر بکری کو کھڑا کرتے اور بکری کا دودھ نکالتے اُس ڈھیری کے اُوپر، ڈھیری جب سخت ہو جاتی تو ہم اسی کو سجدے کرنا شروع ہو جاتے (استغفر اللہ) یہ ہمارے ایمانوں کی حالت تھی۔ ماننے پہ آئیں تو پتھروں کو بھی خدا مان لین اور نہ ماننے پہ آئیں تو اس قدر خوبصورت، محبت، پیار، عشق، اتنی اچھی اداؤں، کالی زلفوں ،نورانی چہرے، میٹھی زبان، مستانی چال، قرآن والے نبی کو رسول نہ مانیں۔ جیتے جاگتے بندے کو رسول نہ مانیں اور چاہے تو پتھروں کو خدا مان لیں یہ بات سمجھ نہیں آتی اس پر ذرا دھیان کرنے کی ضرورت ہے۔

کیوں نہیں مانتے تھے رسول.............اس کی کیا وجہ تھی؟؟؟

آیئے سنئے! اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول کو اگر رسول مان لیا، تسلیم کر لیا تو پھر اُس کے پیچھے چلنا پڑتا، پھر اُس کے آگے سر جھکانا پڑتا، اُس کے آگے بیٹھنا پڑتا پھر جب بلائے تو آنا پڑتا ہے، جو کہے وہ کرنا پڑتا ہے، اُس کے خلاف جاؤ گے تو اللہ ناراض ہو جائے گا، اُس کے خلاف جاؤ گے تو دین برباد ہو گا لہٰذا یہ تنگی تھی کہ پتھروں کو بے شک خدا مان لو انہوں نے کونسا روکنا ہے۔ زنا کرو، قتل کرو۔ شراب پیو، اپنی زندگی کی خباثتیں کرتے جاؤ، ہر گندی شے کھاؤ ان کے سامنے کھاؤ اور خدا بھی راضی رہے خدا نے کونسا بولنا ہے، خدا نے کونسا تبلیغ کرنی ہے، خدا نے کونسا ہمیں روکنا ہے لہٰذا پتھروں کو خدا مان لیا صرف اس لئے کہ ہمیں کہیں پیچھے نہ چلنا پڑ جائے اور اس کے پیچھے چل کر کہیں اتباع نہ کرنی پڑ جائے آج بھی بہت سے لوگ اسی تکلیف میں مبتلا ہیں اللہ والوں کی خدمتوں میں نہیں جاتے، نیک جگہوں پر حاضری نہیں دیتے کیوں؟

کس قدر منحوس جملہ مشہور کر دیا گیا کہ ''اگر ہمیں علم ہو گیا تو ہمیں عمل کرنا پڑ جائے گا'' لہٰذا اسی طرح گندے کے گندے رہو کسی کا پٹہ اپنے گلے میں نہ ڈالو، کسی کے پیچھے نہ چلو، کسی کو پیر مرشد نہ بناؤ کیوں؟ جی مرشد بنا لیا تو پیچھے چلنا پڑے گا تو ساری زندگی گندگی میں گزادی تا کہ کسی کے پیچھے نہ چلنا پڑے۔ ابو جہل کا یہی مرض تھا۔

تاریخ عرب میں آتا ہے کہ ایک چھوٹا سا معصوم بچہ تھا وہ گزر رہا تھا اس بچہ نے جب ابو جہل کو دیکھا تو اُس کے قریب ہو گیا اور اس نے ہاتھ پکڑ کر سوال کیا اے عمر بن ہشام! تمہیں نظر نہیں آ رہا کہ محمد ﷺ کتنی دیر سے کہہ رہے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں، تم نے دیکھا کہ اُس کے ہاتھوں میں کنکروں نے کلمہ پڑھا، تم نے دیکھا کہ اُس نے ہاتھ اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا، سورج کو اشارہ کیا تو عصر کے مقام پر پلٹ گیا......... تم نے سارا کچھ دیکھا لیکن تم کلمہ کیوں نہیں پڑھتے ہو؟ آخر یہ سارا کچھ تمہیں نظر نہیں آ رہا کہ وہ واقعی رسول ہے تو اس نے کہا بچے تم نے سوال کیا میں سچ بولوں گا جھوٹ بولنا میری فطرت میں نہیں ہے صرف اس لئے رسول نہیں مانتا کہ اگر رسول مان لیا تو مجھے اس کے سامنے گردن جھکانی پڑے گی اس لئے پیچھے نہیں چلتا کہ اس کے سامنے بیٹھنا پڑے گا۔ میں سردار ہوں میری گردن اُونچی ہے ہم نے آج تک کسی کے آگے سر نہیں جھکایا تو اگر محمد ﷺ کے آگے سر جھکایا تو میری بے عزتی ہے اور اگر تم کہتے ہو محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو میرا دل گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو آج بھی لوگ اسی مرض کا شکار ہیں ایسی ایسی جگہوں پر چلے جائیں گے جہاں عمل کی کوئی دعوت نہیں ہے، جہاں دُھونی تو ہائی جاتی ہے کوٹ کوٹ کر پی جاتی ہے پلائی جاتی ہے وہاں چند بھنگی بیٹھے ہوئے ہیں اور چ جل رہا ، بھنگڑے ڈل رہے ہیں، گاڑیاں اور رش بہت ہے، وہاں بڑی پبلک بیٹھی ہوئی ہے اور لوگ دور دور سے آ رہے ہیں، لنگر چل رہا ہے اور دیگیں بھی کھڑک رہی ہیں۔

جہاں اخلاص والے اور سچے لوگ ہوں گے وہاں رش نظر نہیں آئے ،لوگ بھی کم ہوں گے، بالکل ایک چھوٹی سی جماعت ہوگی لیکن ہوں گے صائب اور اللہ کے رستے پر چلنے والی جماعت، نیک لوگ ہوں گے، قرآن والے، حدیث والے، چہرے نورانی، خوبصورت داڑھیاں، خوبصورت ادائیں، خوبصورت اللہ کے کرم والے اُن کے معاملے ہوں گے وہاں جاؤ گے تو ہر طرف نور ہی نظر آئے گا، وہاں جاؤ گے تو ہر طرف محبتِ مصطفیٰ ہی نظر آئے گی لیکن یاد رکھو وہ لوگ تھوڑے ہوں گے لیکن ایسے لوگ جو کوٹ کوٹ پیتیاں تے رب نال نیتیاں وہاں آپ کو کثرت نظر آئے گی لہٰذا کبھی متاثر نہیں ہونا ایسی جگہوں پر جا کر دور سے سلام کرنا ہے آپ کے حضرت نے آپ کی تربیت کی ہے، ہمارے حضرت نے ہمیں محبتِ مصطفیٰ سکھائی ہے لہٰذا ایسی جگہوں سے دور ہو جائیں۔

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ: اللہ نے فرمایا آپ سیدھے راستے پر ہیں لیکن کفار یہ بھی کہا کرتے آپ رسول نہیں ہیں اور پھر کہتے آپ سیدھے رستے سے بھٹک گئے ہیں ایک جملہ یاد آیا جو اُمیہ بن خلف نے وفد سے کہا تھا جب اس سے ایک وفد ملنے آیا شراب کا دور چل رہا تھا اور اس وفد نے کہا اے اُمیہ یہ کیا میں سن رہا ہوں، یہ تمہارے علاقہ میں کیا نیا سلسلہ شروع ہو گیا ہے کہ ایک نوجوان ہے اور وہ اپنے آپ کو نبی کہہ رہا ہے تو اُس نے جواب میں کہا چھوٹا سا بچہ ہے بہک گیا ہو گا (استغفر اللہ) نوجوان ہے بہک گیا ہو گا، سیدھے رستے پر نہیں ہے ہم لے آئیں گے اُسے سیدھے رستے پر، آپ تسلی رکھیں، شراب پیئں آرام سے، ہم محفوظ ہیں، ہمارا دین محفوظ ہے، ہمارا قبیلہ محفوظ ہے، یہ عرب و حرم محفوظ ہے، کوئی نیا دین ہمیں کچھ نہیں کہہ سکتا ہے، بہک سا گیا ہے (استغفر اللہ) اللہ کو اس قدر نا گوار گزرا فرمایا تم میرے نبی کا بہکا ہوا کہتے ہو میں قرآن میں دلیل دیتا ہوں **عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ:**
اے نبی ﷺ آپ سیدھے رستے پر ہیں آپ کا رب کہہ رہا ہے آپ بظاہر دیکھیں آیات بڑی سادہ تھیں لیکن اس میں محبت کا سمندر ہے، محبتوں کے پیغام

بھرے ہوئے ہیں، عشق ومحبت کی داستان بیان ہورہی ہے کہ سیدھے رستے پر اگر کوئی ہے تو وہ محمدِ مصطفیٰ ہیں باقی سارے ان کے پیچھے چل کر سیدھے راستے پر آئیں گے ان کی تقلید میں سیدھے راستے پر آسکتے ہیں اگر میں نے کسی کو سیدھے راستے پر رکھا ہے تو وہ محمدِ مصطفیٰ کی ذات ہے۔

تَنۡزِيۡلَ الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِ: پھر یہ کہا کرتے یہ جو قرآن ہے یہ رات کو بیٹھ کر خود لکھ لیتا ہے یہ اپنی بنائی ہوئی اس کی باتیں ہیں اور صبح اُٹھ کر ہمیں سنانے لگتا ہے، کبھی موسیٰ کی باتیں کرتا ہے، کبھی آدم کی باتیں کرتا ہے، کبھی لوط کی باتیں کرتا ہے، کبھی نوح کی باتیں کرتا ہے لگتا ہے یہ رات کو قصے لکھتا ہے کفار یہ بھی کہا کرتے قرآن قصے کہانیوں کا نام ہے یہ طبع کو fresh کرنے کے لئے ہے جس طرح رات کو بچوں کو قصے کہانیاں سنائے جاتے ہیں یہ کہانیاں گھڑتا ہے یہ اپنے قریب بیٹھنے والوں کو متاثر کرتا ہے اُن کو متاثر کرنے کے لئے کہ دیکھو مجھے کتنی اچھی اچھی کہانیاں آتی ہیں تو یہ لوگوں کو سناتا رہتا ہے اللہ نے اس آیت میں قرآن کے نازل ہونے کا اصل مقصد بیان کیا تو اللہ نے اس کا جواب دیا کہ یہ کیا بیوقوف باتیں کررہے ہیں **تَنۡزِيۡلَ الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِ:** ارے یہ کسی اور نے نازل نہیں کیا بلکہ اللہ نے نازل کیا ہے یہ میرا نازل کیا ہوا کلام ہے یہ ہم نے نازل کیا ہے، کسی اور کی طرف اس کو منسوب نہ کرو یہ میری ذات کا کرشمہ ہے، یہ میرا کلام ہے، یہ میری عزت ہے، یہ میری برکت ہے جو میں نے نبی پر اتاری۔

لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُهُمۡ فَهُمۡ غٰفِلُوۡنَ: اللہ نے فرمایا یہ کہانیاں نہیں ہیں ہم نے اسے نازل کیا تاکہ تم ڈر جاؤ، تمھارا دل اللہ سے ڈرے اس کا مقصد ہے کہ تم اللہ سے ڈرو اور تمہارے آباؤ اجداد جو بڑی دیر سے نہیں ڈرائے گئے ہم نے قرآن کو نازل کر کے اُن کو ڈرا دیا ہے اس کا مطلب ہے کہ قرآن ڈرانے کے لئے آیا ہے اللہ کا ڈر دل میں پیدا کرنے کے لئے اترا اور جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا تھا کہ قرآن کو پڑھتے ہوئے آپ کی ایسی حالت نہیں ہوتی آپ کے دل میں ڈر پیدا نہیں ہوتا، آپ کی زبان پڑھ رہی ہو اور آپ کے حال پر کپکپی طاری نہ ہو اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری نہ ہوں تو آپ قرآن نہیں پڑھ رہے ہیں آپ کہیں اور چلے گئے ہیں یہ اور معاملہ بنا ہوا ہے یہ دل میں ڈر کا پیدا ہونا اصل میں قرآن کا پڑھنا ہے تو فرمایا ہم نے قرآن اسی لئے اتارا تاکہ تمہارے دلوں میں ڈر پیدا کر سکے۔ حضرت عمرؓ نے قرآن کی دو آیات سُنیں۔

طٰهٰ ۚ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ۙ اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى

ہم نے قرآن اس لئے نہیں اتارا اے نبی! کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ بلکہ ہم نے قرآن اس لئے اتارا تاکہ تم اس کا ذکر سن کر لوگوں کو ڈراؤ جب تیسری آیت آپکی بہن نے پڑھی تھی تو آپ مسلمان ہونے کے لئے چل دیئے تھے، دل میں کپکپی طاری ہوگئی۔ حضرت عمرؓ جب قرآن پڑھتے ہیں تو روتے ہیں اللہ سے ڈرتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ اونٹ کے اوپر ایک لڑکے سے قرآن پڑھتے ہوئے سنتے ہیں اور اس سے پوچھ بیٹھتے ہیں یہ تم نے کیا پڑھا ابھی اس نے کہا حضرت بڑی معذرت مجھے پتہ ہے آپ لوگوں کو لوٹتے ہیں آپ میرا اونٹ لے لیں کہا تم نے جو پڑھا یہ کیا تھا جواب دیا قرآن پڑھا تھا کہا میں نے قرآن کی تلاوت کی ہے کہا دوبارہ پڑھو، مجھے بہت سکون ملا ہے اس کی آیت سن کر پھر پڑھا اُس کا ترجمہ یہ تھا: لوگو!

"کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تم گناہ سے توبہ کرلو اس سے پہلے پہلے کہ اللہ تمہاری گردن کو پکڑ لے"

اس سے پہلے پہلے گناہ چھوڑ دو تو کیا وہ وقت نہیں آیا حضرت فضیل بن عیاضؒ چیخ مار کر زمین پر سجدے میں چلے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں مولا وہ وقت آ گیا ہے میں توبہ کرتا ہوں اپنی ہر گندگی سے معافی مانگتا ہوں تو قرآن تو ڈرانے کے لئے آیا ہے.........لیکن یہ انداز ہم نے نہیں اپنایا ہم نے اس کو فیشن میں بھی پڑھا ہے، آہستہ بھی پڑھا ہے، تیزی سے بھی پڑھا ہے لیکن اصل مقصد جو قرآن کا تھا وہ ڈر تھا۔

لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ عَلٰۤى اَكۡثَرِهِمۡ فَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ کافر اپنے کفر کے باعث اس حد تک جا چکے ہیں کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے (استغفر اللہ) ایسا وقت نہیں آنے والا اے نبی ﷺ ان پہ اتنی محنت نہ کریں، اتنی کوشش کرتے ہو دن رات ان کے لئے مارے مارے پھرتے ہو ارے طائف میں جا کر کبھی پتھر کھاتے ہو، کبھی کعبے میں لڑائی ہو جاتی ہے، تمہارے چہرے کے اوپر تکلیف آتی ہے خون بہہ نکلتا ہے اے نبی ﷺ! ان پر اتنی محنت نہ کرو یہ کفر کے باعث تمہارے اوپر ایمان نہیں لانے والے ہیں یہ اللہ کا وہ پیار بھرا جملہ ہے کہ جب آپ تکلیف میں دیکھتے ہیں کسی کو محنت کرتا اور پتہ بھی ہے آگے دروازہ بند ہے تو اُسے کہا جاتا ہے کدھر جاتے ہو دروازہ بند ہے نہ جاؤ، دروازہ کھلنے والا نہیں ہے......

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا حضور ﷺ نے اپنی تبلیغ چھوڑی؟ نہیں چھوڑی حالانکہ آقا ﷺ کو کہا گیا یہ ایمان لانے والے نہیں لیکن حضور ﷺ نے فرمایا:

''اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیا جائے تو پھر بھی محمد تبلیغ کرتا رہے گا''

ہم یہ چھوڑیں گے نہیں چاہے کوئی کتنا ہی تنگ آ جائے، کتنا ہی کوئی تکلیف میں آئے آگے سے پتھر اور کانٹے بچھاتا رہے میں اپنا کام کرتا رہوں گا لہٰذا ایک مبلغ کو تعلیم دی گئی کہ لوگ چاہے تمہارے خلاف ہو جائیں اور تمہیں پتہ چل جائیں کہ یہ تمہاری بات نہیں مانیں گے تو تمہیں پھر بھی قرآن کی تعلیم آگے پہنچانی ہے تم نے نیکیوں کا پیغام ضرور دینا ہے۔

''کسی کی کوئی ڈانٹ کسی کی کوئی تعریف تمہیں متاثر نہ کرے''

لگے رہو اور منزل کی طرف چلتے رہو رکو نہ حضور ﷺ نے اس آیت کو پڑھا بھی ہوگا اور سنا بھی ہوگا اس کے باوجود آقا ﷺ نے اپنی تبلیغ کو نہ چھوڑا۔ حضور ﷺ نے اپنے آخری دن تک تبلیغ کو جاری رکھا۔

اِنَّا جَعَلۡنَا فِىۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ اَغۡلٰلًا فَهِىَ اِلَى الۡاَذۡقَانِ فَهُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ:

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ طوق کیا ہے؟ اس کی مثال یہ ہے کہ جب کسی کی گردن میں تکلیف ہو تو ڈاکٹر اسے پلاسٹک کا ایک آلہ پہناتے ہیں تو گردن تھوڑی سی اوپر اٹھ جاتی ہے کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ گردن ہلے نہ اب اگر گردن ہلے گی تو تکلیف زیادہ ہو جائے گی تو وہ اُس کو بند کر دیتے ہیں اللہ فرما رہا ہے میں نے ان کے اس کفر کے باعث جو یہ تیرے ساتھ ظلم کرتے ہیں، زیادتی کرتے ہیں، تیری بات سُنتے نہیں ہیں اے نبی میں نے بھی اب دیکھ کیا کیا ہے میں نے ان کی گردنوں میں طوق پہنا دیئے ہیں (استغفر اللہ)

میں نے ان کا حال اس طرح کر دیا ہے کہ ان کے آگے بھی دیوار، ان کے پیچھے بھی دیوار اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ آپ سوچیں ذرا تصور کریں کہ ایک شخص ہے اُس کے آگے دیوار بنا دی گئی اور بالکل پیچھے دیوار بنا دی گئی، اُس کے اوپر موٹا سا پردہ ڈال دیا گیا بتایئے کدھر جائے وہ کہیں بھی نہیں جا سکتا ہے، ایک انچ بھی وہ ہل نہیں سکتا کیونکہ آگے پیچھے دیوار ہے اور اوپر موٹا سا پردہ ڈال کر اُس کے چہرے کو بھی ڈھانپ دیا گیا اب اُسے چلتا ہوا سورج بھی نظر نہیں آتا، اُسے چمکتا ہوا چاند بھی نظر نہیں آ سکتا اُسے کچھ نظر نہیں آ سکتا۔ فرمایا ایسے لوگ جو میرے نبی کے نافرمان ہیں بد بخت ہیں اُنہیں راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتے جاؤ لیکن میں خود اُنہیں اس راستے پر نہیں آنے دوں گا اور اُس کی وجہ اُن کی اپنی نافرمانی ہے اُن کا اپنا گندہ عمل ہے میں نے خود نہیں کیا میرا قصور نہیں ہے اُنہوں نے اتنی گندگی کھائی ہے کہ اُن کے لئے سارے راہِ راست کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں تو آپ نے دیکھا ہو گا آپ کی زندگی میں بہت سارے لوگ ایسے ہوں گے آپ اُن کو قرآن کی جتنی مرضی قرآن کی آیات سُنا دیں گے، اُنہیں جتنی مرضی احادیث سنائیں، جتنا مرضی اچھا کلام سنائیں ،اُنہیں آپ جتنی مرضی اچھی تقریروں میں لے کر آئیں ،علماء کے درسوں میں لے کر آئیں وہ بجائے وہاں سے کچھ لینے کے وہاں سے اعتراض لے کر جائیں گے کہ میں نے دیکھا ہے اُنہوں نے فلاں آیت غلط پڑھی ہے، ایسے دیتے ہیں بھلا درس؟

وہ وہاں سے اچھی بات لینے کی بجائے بری بات لے کر جائیں گے تو اس سے پتہ چلا اللہ نے اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اُس کے لئے سورج اور چاند برابر ہو گئے، خوشبو اور بدبو برابر ہو گئی، جنت دوزخ برابر ہو گئی تو اللہ فرما رہا ہے کہ اُن کی آنکھوں پر ایک تو پردہ ڈال دیا اور دوسرا اُن کی گردنوں میں طوق ڈال دیا ہے۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ!

جب آقا ﷺ ایک دن نمازِ ظہر ادا فرما رہے تھے ابو جہل نے آپ کو جب عبادت کرتے دیکھا تو دور سے آواز دی اے محمد ﷺ میں نے آپ کو منع نہیں کیا تھا کہ آئندہ آپ مجھے حرم میں عبادت کرتے نظر نہ آئیں تم پھر عبادت کر رہے ہو لیکن حضور ﷺ تسلی سے عبادت کرتے رہے اور اُس وقت گفتگو نہ کی یہ آگے بڑھا اس نے ایک پتھر اٹھایا اور جا کر حضور ﷺ کے سر پر مارنے کی کوشش کی جب قریب پہنچا تو اس کا پتھر اس کے ہاتھ سے چمٹ گیا یہ اُس کو اپنے ہاتھ سے الگ کرے مگر الگ نہ ہو نیت جب ترک کر دی تو پتھر اس کے ہاتھ سے گر گیا دوڑتا ہوا یہ واپس آ گیا تو ساتھوں نے پوچھا اے ابو جہل! تمہیں کیا ہوا بھاگتے ہوئے واپس کیوں آئے ہو؟ کہا نہیں مار سکا تو ولید بن مغیرہ نے کہا تم بڑے بزدل ہو تم سے سر نہیں پھوڑا گیا کہا میں تمہیں سر پھوڑ کر دکھاتا ہوں اس نے پتھر پکڑا اور حضور ﷺ کے قریب جانے لگا تو اللہ نے اُس کی بینائی سلب کر لی، اندھا ہو گیا نیت جونہی چھوڑی تو اللہ نے اُس کی بینائی واپس کر دی چہرے پر ہوائیاں اُڑ گئیں ساتھیوں نے کہا تم بھی واپس آ گئے کہا ہاں چھوڑ دو بس جو ہوا۔ تیسرا کہنے لگا نہیں میں کروں گا وہ بھاگتا ہوا گیا تو وہ بھی ہانپتا ہوا واپس آ گیا کہا کیا ہوا کہا جونہی میں قریب گیا ایک بہت بڑا بیل، سانڈ دُم لہراتا ہوا میرے سامنے کھڑا ہو گیا اتنا بڑا اُس کا منہ تھا کہ مجھے لگا کہ مجھے کھا جائے گا تو میں بھاگتا ہوا واپس آ گیا تو یہ سارے حضور ﷺ کی طرف بدعمل لے کر جاتے تھے تو اللہ نے سزا دی کہ میں اب تمہارا کبھی بھی حضور ﷺ سے محبت کا راستہ نہیں کھلنے دوں گا لہٰذا یہ سارے وہ لوگ تھے جو بدر کے میدان میں قتل ہو گئے یہ سارے مارے گئے ان میں سے کسی کو اسلام قبول کرنے کی توفیق نہ ملی اور قرآن کا یہ کلام سچ ثابت ہوا کہ ہم نے ان کو تمہارے راستہ سے دور کر دیا ہے، بڑے بد بخت اور نافرمان ہیں۔

وَسَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ:

برابر ہے ان کے لئے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں یہ ایمان نہیں لائیں گے یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں تم جتنا چاہو مرضی ان کو نیکی کی تعلیم دے دو۔

اِنَّمَا تُنۡذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکۡرَ وَ خَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ ۚ فَبَشِّرۡہُ بِمَغۡفِرَۃٍ وَّ اَجۡرٍ کَرِیۡمٍ:

ہاں نبی آپ اُسے ضرور ڈرائیں جو قرآن کی اتباع کرتا ہے۔فرمایا اے نبی ﷺ تم ڈرانا چاہتے ہو میری طرف لانا چاہتے ہو،لوگوں کو تلقین کرنا چاہتے ہو کہا ہاں کرنا چاہتا ہوں تو فرمایا آؤ میں تمہیں علامت نہ بتاؤں اُس کی جو میری طرف آنا چاہتا ہے وہ وہی ہوگا جس کو قرآن سے محبت ہوگی جو قرآن کی اتباع کر رہا ہوگا۔اس کلام کو محبت سے پڑھنے والا،اس کلام کو پیار سے پڑھنے والا جو ہوگا بس اُسی کو تمہاری باتیں اثر کر سکیں گی باقی تمہاری باتیں بڑی پیاری ہیں لیکن یہ سب پہ اثر نہیں کریں گی اس کے لئے قرآن کی بنیاد ضروری ہے اس کے لئے قرآن کا بنیاد میں ہونا ضروری ہے۔

حضور ﷺ کے ایک صحابی تھے جو نابینا تھے حضرت عبداللہ ابن مکتومؓ یہ حضور ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے تو ان کا گھر نیچے وادی میں تھا لیکن نابینا تھے تو بڑی مشکل سے آپ پتھروں پر چل کر وادی سے گزر کر حضور ﷺ کے گھر تک پہنچتے اور اکثر جب حضور ﷺ کے پاس آتے تو حضور ﷺ بڑی محبت سے ان کا استقبال فرماتے اور ان کو اپنے قریب بٹھاتے اور جب قرآن کی کوئی آیت آتی تو تشریف لاتے اور حضور ﷺ محبت سے اُنہیں سناتے اور وہ پیار سے سنتے تو لہذا جو خود سے قرآن کی محبت میں آپ کے پاس آیا ہے تو اللہ کے نبی کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ اُسے ضرور ڈرائیں،سارے آپ سے علم نہیں لے سکتے،سارے آپ سے محبت نہیں لے سکتے اور یہ ایک مبلغ کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ جب وہ تقریر کر رہا ہو،جب وہ درس دے رہا ہو،جب وہ اچھی بات سنا رہا ہو تو پہلے سوچ لے کہ وہ کسے سُنا رہا ہے اگر کوئی محبت سے پوچھنے والا ہے تو اُس کو اپنا سینہ کھول کر دیدے اُس کو ضرور بتائے اور جو ٹچکریں کرنے آیا ہے،جو بد نصیب اعتراض کرنے آیا ہے اُس کے سامنے حکمت کے موتی رولنے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں اور یہ مناظرے کرنا،غیر مقلدین کو سیدھا کرنے کی کوشش کرنا اس کا کوئی نہیں معاملہ ورنہ اللہ اور رسول نے ایسا حکم دیا ہوتا،کوئی ضرورت نہیں اس کی۔

قرآن کہہ رہا ہے کہ آپ اُسے محبت کی بات سُنائیں جو محبت سے آیا ہے جو محبت سے آیا ہے اُس کے اوپر واری واری جائیں،محبت سے اُس کو سکھا دیں اُس کو بتا دیں لہذا آپ جب بھی کسی جگہ نیکی کی بات کریں تو پہلے دیکھ لیں۔کل ہماری محبت والی لاہور سے آئیں کہا مجھے تبلیغ کی عادت پڑ گئی ہے جو بھی میرے پاس آتا ہے میں اُسے نیکی کی بات سنانا شروع کر دیتی ہوں،نماز کی تلقین شروع کر دیتی ہوں،اچھی باتیں سُنانا شروع کر دیتی ہوں تو میں نے بہت محبت سے ہاتھ جوڑ کر کہا آپ خدا کے لئے باز آ جائیں یہ طریقہ نہیں ہے کہ آپ ہر بندے کو تبلیغ شروع کر دیں ہاں جو آپ سے خود کہے اماں جان آپ نیک خاتون ہیں آپ مجھے بتائیں میں کیا کروں زندگی میں تو اُسے آپ ضرور بتائیں کیونکہ اُس کے دل میں تیر کی طرح آپ کی بات لگے گی وہ سمجھ جائے گی باقی کوئی نہیں پوچھ رہا تو آپ کو کیا ضرورت پڑی ہے نیک بننے کی۔ہاں اگر نیکی کا ماحول بنا ہوا ہے تو آپ ضرور بات کریں۔میرے پاس لوگ گفتگو کر رہے ہوتے ہیں اور بڑی بڑی غلط آیات اور احادیث پڑھ رہے ہوتے ہیں لیکن میں نہیں بولتا ضرورت کیا ہے بولنے کی اگر وہ پوچھنا نہیں چاہتا تو مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں اپنے آپ کو رانا ثناء اللہ ثابت کروں اور اپنے آپ کو بڑا مولوی بنا کر پیش کروں یہ غلطی ہوتی ہے بہت بڑی......قرآن فرما رہا ہے اے نبی! تم صرف اُسے ڈراؤ جو قرآن کی طرف محبت سے آ رہا ہے اُس ضرور بتاؤ

وَ خَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ:

اور آپ سے کوئی دلیل نہیں مانگتا غیب سے ہی اللہ سے ڈرتا ہے دلیل نہیں مانگتا یہ نہیں کہتا کہ ثابت کر کے دکھاؤ یہ نہیں کہتا کاروبار کر کے دکھاؤ بچہ پیدا کر کے

دکھاؤ پہلے پھونک مارکر میرا مرض ٹھیک کر کے دکھاؤ یہ نہیں کہہ رہا فلاں میری پیٹ درد ٹھیک کر کے دکھاؤ حضرت صاحب پھر میں پیر مانوں گی یہ فضول باتیں وہ نہیں کرتے وہ جب آتا ہے تو محبت سے بغیر دیکھے ہوئے آتا ہے پیار سے آتا ہے کتنی پیاری دلیل دی ہے کہ کسی قسم کی کوئی شرط نہیں ہے اُس کی آپ کے ساتھ وہ غیب سے ہی اللہ سے ڈر رہا ہے ارے آج دیکھا نہیں تو ڈر رہا ہے اور جب کل دیکھے گا تو کیا بنے گا اُسے جب آپ بتائیں گے تو اُس کا سینہ کھل جائے گا محبت سے اُس کے اندر رحمت اُتر جائے گی لہٰذا اُن لوگوں کی طرف دھیان دیا جائے۔

دو علامتیں بیان کیں:

ایک تو یہ کہ وہ کوئی حُجت بازی نہیں کرتے کوئی دلیل نہیں مانگتے کسی قسم کی آپ سے (Authentication) نہیں چاہتے وہ تیری محبت میں آ کر تیرے پاس بیٹھ جاتے ہیں بس اُنہیں ضرور بتاؤ۔

فَبَشِّرۡهُ بِمَغۡفِرَةٍ وَّ اَجۡرٍ کَرِیۡمٍ:

ایسے بندے کو مغفرت کی خوشخبری دے دو صرف اتنا ہی نہیں بلکہ بڑے کرم والا اجر بھی دوں گا مولا کیا کیا ہے اُس نے کیا اُس نے سوجھ کیے ہیں، مولا کیا کیا ہے کیا اُس نے سو ہزار رز کوتیں دی ہیں؟

صرف محبت سے آ کر بیٹھا مغفرت بھی مل گئی اجر بھی مل گیا پیار سے بیٹھا ہے سر جھکا کر، کوئی حجت نہیں ہے، کوئی دل میں شک نہیں ہے، کوئی ظاہر اور باطن میں تضاد نہیں ہے

مبلغ کو کہا جا رہا ہے تم دھیان رکھو سارے تم سے محبت والے نہیں بیٹھے ہوئے۔ یہ مائیک بڑی ظالم چیز ہے یہ جب سامنے آتا ہے تو دل میں اک بڑی ہوک اُٹھتی ہے بہت سارے لوگ سُن رہے ہیں تجھے لہٰذا ایسا جملہ بلواتا ہے کہ ساری زندگی معافیاں مانگتا ہے اور

تڑپتے گزر جاتی ہے تو آج کل بہت سارے علماء اس مائیک کا غلط استعمال کر کے ساسی زندگی گزر گئی توبہ کرتے مگر توبہ قبول نہیں ہوئی تو بولے کیوں تمہیں نظر نہیں آ رہا تھا سامنے کون بیٹھا ہے دھیان سے بات کرنی تھی سارے تو نہیں نہ ہوتے قبول کرنے والے۔

حضرت صاحب ایک دن فرمانے لگے بیٹا جب تم درس دیتے ہو تو کتنے لوگ ہوتے ہیں فرمایا حضرت جمعہ میں اتنے ہوتے ہیں کبھی سو ہوتے ہیں اور کبھی ہزار ....فرمایا چلو میں مثال دے دیتا ہوں کہ ایک ہزار بندہ تمہاری تقریر سُن رہا ہے تو اُن میں سے دو لوگ تم سے محبت کرنیوالے ہوں گے لہٰذا ضرب دے دو اگر دو ہزار ہوں گے تو چار ہوں گے، اگر تین ہزار ہیں تو چھ ہوں گے ایویں ہی نہ بولتے جانا ایویں ہی نہ قیمتی موتی رولتے جانا، ایویں ہی نہ اپنے علم کو بکھیرتے جانا ایویں ہی نہ سارا کچھ پھٹ کر اپنے آپ کو سامنے لے آنا

کچھ روک کر بھی رکھنا تا کہ علم کی قدر رہے، محبت رہے، پیار رہے، عشق رہے اللہ سے یہ نہ کرنا میں نے کہا حضور سمجھ آ گئی

فرمایا صرف دو لوگ باقی ایویں ہی آئے ہوتے ہیں محبت سے پیار سے بیٹھے ہوتے ہیں لیکن اُن کا وہ معاملہ نہیں ہوتا، اللہ اور رسول کا وہ عشق نہیں ہوتا جو بات تم سنانا چاہتے ہو وہ بات صرف دو جذب کر رہے ہوتے ہیں اور اُنہیں تم کچھ بھی نہ کہو وہ تیرا چہرہ دیکھتے ہی جذب کر لیں گے اُنہیں تیرے بولنے کی بھی حاجت نہیں اور باقیوں کو تھوپنا پڑے گا سنانا پڑے گا۔

فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں تمہیں ضرور تبلیغ کرنی چاہئے، قرآن والے ہیں اور بغیر دلیل کے عمل کرتے ہیں۔

آیت نمبر 12۔27

اللہ تعالیٰ جب کسی کو خاص بنانا چاہتا ہے تو پھر اُسے اُسی طرح کی مجلس عطا فرما دیتا ہے اگر کوئی ڈاکٹر بننا چاہے تو اللہ اُسے گھر بیٹھے ڈاکٹر نہیں بنائے گا اس کے لئے اُسے میڈیکل کالج میں داخلہ لینا ہوگا اُس کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں ڈاکٹر ہوں گے اور ایک وقت آئے گا وہ ڈاکٹر بن جائے گا اور اگر کوئی انجینئر بننا چاہتا ہے تو اُسے بھی اللہ انجینئروں میں بھیج دے گا وہ وہاں جائے گا اُٹھے، بیٹھے گا تو ایک وقت آئے گا انجینئر بن جائے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ کسی کو کاروباری بنانا چاہتا ہے بزنس مین بنانا چاہتا ہے تو اللہ اُس کو بزنس فیلڈ میں بھیج دیتا ہے وہ وہاں حساب کتاب سیکھتا ہے وہاں لوگوں میں اُٹھتا، بیٹھتا ہے تو ایک وقت آتا ہے کہ وہ بزنس مین بن جاتا ہے۔

''جس کو اللہ، اللہ والا بنانا چاہتا ہے اُسے اللہ، اللہ والوں میں بھیج دیتا ہے''

اُسے اللہ نیک لوگوں میں بھیج دیتا ہے اور جسے اللہ قرآن کی محبت دینا چاہے اُسے اللہ قرآن والوں کے پاس بھیج دیتا ہے۔ یہ اللہ کی عادت ہے وہ گھر بیٹھے کوئی بھی شے کسی کو نہیں دے گا جو کوشش کرے گا اللہ اُسے ضرور عطا فرمائے گا۔

اِنَّانَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَنَکۡتُبُ مَاقَدَّمُوۡ وَاٰثَارَھُمۡ وَکُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰهُ فِیۡۤ اِمَا مٍ مُّبِیۡنٍ:

اور بے شک ہم ہی ہیں جو مُردے کو زندہ کرتے ہیں اور ہم لکھ لیتے ہیں اُن کے اعمال کو جو وہ آگے بھیجتے ہیں یا پیچھے چھوڑ آئے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے لوحِ محفوظ کے اندر گن کر رکھا ہوا ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ واضح فرما رہے ہیں کہ میں ہی ہوں جو مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ کفار نے حضورﷺ پر اعتراض کیا کہ آپ کہتے ہیں اللہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے مگر ہم اسے نہیں مانتے، ہڈیاں جب چورہ چورہ ہو جائیں اور وہ قبر میں مٹی کے ساتھ مل جائیں تو پھر وہ کس طرح زندہ ہو سکتی ہیں تو اللہ نے اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے فرمایا یہ میں نے کرنا ہے میرے نبی نے نہیں کرنا تو اللہ نے اپنی طرف نسبت کر دی لہٰذا اللہ میں کسی کمی اور کجی کی گنجائش نہیں۔

اللہ کس طرح مُردوں کو زندہ کرتا ہے اس پر سائنس حیران ہے کہ یہ کس طرح ہوگا چھوٹی سی مثال ہے کہ جب سے آدمؑ سے لیکر اب تک کروڑوں لوگ اس دنیا میں آئے اور وہ زمین کی تہوں میں اترے، کئی ایسے ہیں جنہیں سمندروں میں موت آئی، کئی ایسے ہیں جنہیں دریاؤں اور نہروں میں موت آئی، کئی ایسے ہیں جن کے جسموں کو جلا دیا گیا، کئی ایسے ہیں جن کو ہواؤں میں تحلیل کر دیا گیا بہت سارے ایسے ذرائع ہیں جن سے اللہ تعالیٰ انسانوں کو موت دیتا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کس طرح زندہ کرے گا؟ اس کی ایک چھوٹی سی مثال ہے کہ ایک شخص ہے اُس کی موت سمندر میں ہوئی ایک مچھلی آئی وہ اُس کے بازو کا گوشت لے گئی، ایک آئی وہ اُس کے پاؤں سے گوشت اتار کر لے گئی، ایک آئی اُس کے چہرہ کا لے گئی اور اس طرح اُس کا جسم مچھلیوں کے کے پیٹ میں چلا گیا اور اُس کے گوشت کے ٹکڑے مختلف جگہوں پر بکھر گئے اب وہ جو مچھلیاں تھیں وہ بھی اپنی عمریں پوری کر کے مر گئیں اُس مچھلی کو کسی اور مچھلی نے کھا لیا اب وہ مچھلی بھی اپنی عمر پوری کر کے مر گئی اس طرح اربوں سال گزر گئے اور قیامت تک وہ ذرے کہیں نہ کہیں موجود ہیں، کسی نہ کسی جگہ موجود ہیں ، زمین کے

اُوپر، پانیوں کے اندر وہ ذرے، وہ سیل موجود ہیں وہ کیسا علم والا خدا ہے جس کو ہر سیل کا نمبر یاد ہے کہ کس سیل کا نمبر کس شخص کا ہے اور وہ کہاں اس وقت موجود ہے (سبحان اللہ) اللہ فرما رہا کہ وہ میں کروں گا۔ اللہ جہاں جہاں وہ جُز ہیں اُنہیں اکٹھا کرتا ہوا کس طرح سے سیل اکٹھے ہوں گے، ہڈیاں جڑیں گی اور

پھر اُن ہڈیوں پر گوشت چڑھے گا، پھر اللہ اُسے زندہ کرے گا یہ اُس کی قدرتوں کا بہت بڑا اظہار ہے۔ اب اگر ہندوؤں کی مثال لیں تو ہندو تو ایسا کرتے ہی نہیں وہ مُردوں کو جلا دیتے ہیں اور جلا کر ہڈیوں اور راکھ کو اکٹھا کر کے گنگا اور جمنا کے اندر بہاتے ہیں یہ اُن کی مذہبی رسم ہے، لاکھوں ہندو اس طرح گنگا، جمنا کی نذر ہو چکے ہیں، اب وہ کہاں کہاں بکھر گئے اور وہ پانی کہاں کہاں گیا، وہ دریا کدھر کدھر سے گزرتا رہا اور زمین کے اندر تحلیل ہوتا ہوا کتنی سبزیوں اور پھلوں میں وہ پانی گیا لیکن اُس کا سیل اُسی جگہ موجود رہا اور اللہ دیکھتا رہا کہ اس کا سیل کدھر کدھر کو Travel کرتا رہا اور پھر قیامت کے دن وہ سیل دوبارہ اکٹھے کر کے اُس ہندو کو پھر کھڑا کر دے گا لہٰذا اللہ کی حکمتیں بہت بڑی ہیں وہ کہہ رہا ہے میں ہی ہوں جو مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

"اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی"

اس میں زندہ کرنے سے دو مرادیں ہیں:

"ایک تو جسم کا زندہ کرنا ہے اور دوسرا دلوں کو زندہ کرنا ہے"

فرمایا مُردہ دلوں کو زندہ کرنے والا بھی میں ہی ہوں یہ جو دل مُردہ ہو جاتے ہیں، گناہوں کی طرف راغب ہو جاتے ہیں اُن کو جو میں نیکی کی طرف لاتا ہوں تو یہ بھی میری ہی بہت بڑی ادا ہے اور میں دلوں کو زندہ کرنے والا ہوں تو یہ دونوں مُرادیں اس آیت کے اندر ہیں پھر فرمایا کہ میں لکھ رہا ہوں جو تم نے آگے بھیجا ہے، تم جتنی نیکیاں کر رہے ہو وہ میں لکھ رہا ہوں، حساب کر رہا ہوں، اُس کا پورا حساب میرے پاس ہے تم کسی کو نیکی کی طرف لگاتے ہو اور وہ نیکی کرتا ہے تو اُس کے دفتر کے ساتھ تیری بھی نیکیوں کا دفتر کُھل جاتا ہے اور تیری نیکیاں بھی شروع ہو جاتی ہیں اس طرح دنیا میں جتنی بھی لوگ نیکیاں کر رہے ہیں اُن سب کا ایک حصہ حضور ﷺ کے پاس جمع ہو رہا ہے آقا ﷺ کی طرف جمع ہو رہی ہیں اور حضور ﷺ کے درجے بلند ہو رہے ہیں کیونکہ دنیا میں جتنی بھی نیکی ہے وہ آپ ﷺ کے سینۂ مقدس سے فیض پا رہی ہے تو اللہ فرما رہا ہے میں جاری رکھوں گا تمہاری نیکیاں یہاں تک کہ تم قبر میں اتر جاؤ گے میں پھر بھی یاد رکھوں گا تمہاری نیکیاں **وَنَكْتُبُ مَاقَدَّمُوْ وَاٰثَارَهُمْ** میں اُسے لکھ رہا ہوں جو تم آگے بھیج رہے ہو مولا! ہم تو قبر میں اُتر گئے تو پھر تو کیسے بھیجے گا نیکیاں، تو کس طرح آگے بھیجے گا؟

اللہ تعالیٰ کیسے ہماری نیکیاں آگے بھیجے گا؟

فرمایا: جو تیری اولاد نیکی کرے گی وہ بھی تجھے عطا کی جائے گی جو تیرا شاگرد نیکی کرے گا وہ بھی تجھے عطا کی جائے گی تیری نیکیوں کے جتنے سرچشمے ہوں گے جو تو دنیا میں چھوڑ آیا تھا ہم اُسے بھی یاد رکھیں گے اور اسی طرح جو برائی کا آغاز کرے گا، کسی برے اڈے کا آغاز کرے گا، کسی برائی کی جڑ بنے گا اُس کی برائی بھی اللہ فرما رہا ہے میں لکھتا جاؤں گا وہ دنیا میں بھی رکھے گا اُس کا معاملہ اور جب وہ فوت ہو جائے گا تو پھر بھی قیامت تک وہ برائی اُس کے نام پر لکھی جائے گی لہٰذا جس نے برا کام شروع کیا وہ بھی اُس کا خمیازہ پائے گا، جس نے نیکیوں کے کام شروع کیے اللہ اُسے بھی جزا دیتا جائے گا وہ جب تک چلتا جائے گا، وہ شاگرد پڑھتے رہیں گے اللہ اُس کو کرم اور فضل دیتا جائے گا۔

وَاٰثَارَهُمْ اور جو تم پیچھے چھوڑ آئے، پیچھے جو تمہارے بہن، بھائی تھے، بچے تھے، تمھارے شاگرد تھے اُنہوں نے کوئی نلکا لگوا دیا، کوئی کتاب چھاپ دی، تم نے کوئی نیکی کا مدرسہ شروع کر دیا، کوئی جامع شروع کر دیا، کوئی مسجد بنا دی **وَاٰثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ**: جو تم

پیچھے چھوڑ آئے ہم پوری طرح سے حساب کرنے والے ہیں ہم نے اُسے لکھ دیا ہے، ہر چیز کو ہم نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے،کوئی شئے تمہاری نظر انداز نہیں کریں گے اور جب کل قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ سے کسی کو اجر ملے گا تو وہ شخص حیران ہوگا پہاڑوں سے بھی زیادہ اُس کے پاس نیکیوں کے انبار لگادیئے جائیں گے تو وہ پوچھے گا مولا! میری تو اتنی عمر ہی نہیں تھی، میں نے تو اتنی نیکیاں نہیں کی ہیں تو جواب ملے گا تو نے اک ایسا نیک کام کیا تھا آج بھی لوگ اُس نیکی کو کرتے جارہے ہیں اور اُس کا ثواب ہم تجھے دیتے جارہے ہیں تو یہ پہاڑوں کے پہاڑ نیکیاں ہم تیرے لئے رکھ رہے ہیں۔

اللہ نے یہاں اپنی دو قدرتوں کا اظہار کیا کہ ایک تو میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں، دلوں کو بھی اور جسموں کو بھی اور ہر چیز کو میں پوری طرح شمار کر رہا ہوں لکھ رہا ہوں۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثلاً اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ اِذْ جَآءَ هَاالْمُرْ سَلُوْنَ:

اوران سے گاؤں والوں کا قصہ بیان کرو جب ان کے پاس پیغمبر آئے۔

اس آیت کو قرآن پاک کا دل کہا گیا ہے یہ قرآن کے مغز کا مغز ہے اس آیت کی وجہ سے سورۃ یٰسین کو فضیلت ملی ہے کہ اسے قرآن پاک کا دل کہا گیا ہے یہ مضمون سورۃ یٰسین کا اصل ہے۔اس آیت کی مدد سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تسلی عطا فرمائی:

ایک تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی ﷺ یہ لوگ آپ کی بات نہیں سُن رہے عجیب وغریب باتیں کرتے ہیں،کبھی کہتے ہیں آپ رسول نہیں ہیں،کبھی قرآن کو بھی تسلیم نہیں کرتے ہیں، آپ کی شخصیت پر بھی انہیں اعتراض ہے تو پھر آپ انہیں چھوڑ دیں:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثلاً اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ اِذْ جَآءَ هَاالْمُرْ سَلُوْنَ:

ہم آپ کو ایک مثال سناتے ہیں یہ واقعہ شام کے شہر انطاقیہ کا ہے اس شہر کی کہانی اللہ نے سورۃ یسین میں بیان کی ہے اور اس طرح کی کہانی پورے قرآن میں کہیں نہیں ہے باقی واقعات کسی نہ کسی سے جُڑتے ہیں لیکن اس واقعہ جیسا انداز اللہ نے پورے قرآن میں کہیں نہیں رکھا۔ملک شام کے شہر انطاقیہ میں اللہ نے دو رسول بھیجے جن کے نام صادق اور مصدوق تھے اور جو تیسرا ان کی مدد کے لئے آیا اس کا نام شمون تھا یہ حضرت عیسیٰ ؑ کے پیروکار تھے اور حضرت عیسیٰ ؑ کے مذہب کی تبلیغ کرنے کے لئے ملک شام کے شہر انطاقیہ گئے تھے ان تین رسولوں کو حضرت عیسیٰ ؑ نے بھیجا تھا اور حضور ﷺ کو یہ مثال اس لئے دی کہ تا کہ آپ کو تسلی ہو کہ اگر آج آپ کی مدد کوئی نہیں کر رہا تو یاد رکھئے پہلے لوگوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔حضور ﷺ کی محبت اپنے شہر کے ساتھ بہت زیادہ تھی مکہ شہر سے بہت محبت تھی اور کعبہ شریف جہاں ہو، جہاں اللہ کا گھر ہو، بیت اللہ ہو اُس سے زیادہ خوبصورت جگہ کون سی ہوسکتی ہے اور ۵۳ برس حضور ﷺ کے مکہ میں گزرے۔آپ کی عمر ۶۳ برس ہے اس میں سے ۵۳ برس مکہ میں جبکہ ۱۰ برس مدینہ میں گزرے لہٰذا مکہ کا ذرہ ذرہ آپ کو پہنچانتا ہے، مکہ کا ایک ایک پتھر آپ کو جانتا ہے، مکہ کی ایک ایک گلی آپ کو پہچانتی ہے لیکن حضور ﷺ کا زیادہ سے زیادہ پیار مدینہ والوں کے لئے تھا

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثلاً اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ اِذْ جَآءَ هَاالْمُرْ سَلُوْنَ: یہ پوری مثال اس لئے پیش کی گئی کہ اے نبی یاد رکھئے آپ سے پہلے بھی ایسے لوگ گزرے ہیں، یہ کوئی نہیں بات نہیں،تم سے پہلے بھی میرے رسولوں کو جھٹلایا گیا تو حضور ﷺ نے جب مکہ چھوڑا تھا اُس وقت آپ نے فرمایا:

''مکہ تو مجھے بہت پیارا ہے لیکن یہ تیرے رہنے والے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے''

لہٰذا میں ہجرت کرنے پر مجبور ہوں، حضورﷺ کو بھی تسلیم نہیں کیا گیا تو حضور کو اپنے شہر سے مدینہ آنا پڑا اور حضورﷺ کو مدینہ سے کتنی محبت ہے کہ جب غزوہ حنین ہوا اور مالِ غنیمت آیا تو آقاﷺ نے وہ سارا مالِ غنیمت مکہ والوں میں تقسیم کر دیا تو حضرت سعد بن عبادہؓ مدینہ والوں کی طرف سے حاضر ہوئے کہا ہم اعتراض تو نہیں کرتے جو آپ کرتے ہیں لیکن میرے شہر والے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ایک دمڑی بھی نہیں ملی، غزوہ حنین ہم نے بھی لڑا ہے مدینہ والے بھی اُس میں شامل تھے اور مکہ والے بھی شامل تھے آپ نے سارا مال ہی اُنہیں دے دیا۔ حضور ہمارے لئے کیا ہے تو ارشاد فرمایا آؤ میں تمہیں بتاؤں تمہارے لئے کیا ہے حضورﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے سارے مہاجرین وانصار کو بلایا اور مکہ کے سب لوگوں کو بلا کر فرمایا سُنو !!!!

''میں نے مکہ کے لوگوں کو مال دیا ہے انہیں مال مبارک ہو یہ مال لے جائیں اور تم محمدﷺ لے جاؤ''

ہمیشہ کے لئے حضورﷺ نے مدینہ کو منتخب فرمایا۔

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ:

''جب ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے تو اُنہوں نے ان کو جھٹلایا تو پھر ہم نے تیسرے سے تقویت دی تو اُنہوں نے کہا ہم تمہاری طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں''

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِث:

ہم نے کچھ رسول بھیجے اس گاؤں کی طرف اور وہ دو تھے پہلے لیکن اُن کو جھٹلا دیا گیا اُن کی بات کو تسلیم نہ کیا گیا اُنہوں نے کلمہ پڑھنے کو کہا، نیکیوں کی دعوت دی لیکن لوگ نہ مانے تو اللہ نے تیسرا رسول بھیج دیا اور یہ بھی اللہ کی حکمتیں ہیں کہ ایک ایک محلّہ میں دو دو رسول پیدا کر دیئے ایک ایک علاقہ میں تین تین رسول بھیجے۔

فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْن

اُنہوں نے کہا کہ ہم اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے آئے ہیں، ہم مُرسل ہیں، ہمیں بھیجا گیا ہے، یہ خود اپنی زبان سے رسولوں نے کہا تو پتہ چلا کہ رسالت کا اعزاز ہے کہ وہ خود اپنی زبان سے اظہار کرتی ہے ولایت کو حکم ہے کہ وہ چھپائے۔

نبی کو حکم ہے کہ وہ اپنی رسالت کا کھل کر اظہار کرے کہ میں رسول ہوں معجزے بھی دکھائے، چاند کو بھی دو ٹکڑے کرے، سورج کو بھی پلٹائے، پتھروں سے بھی کلمہ پڑھوائے یہ سارا کچھ کرے کیونکہ وہ نبی ہے جبکہ ولی کو حکم ہے کہ وہ اپنی ولایت کو چھپائے، اپنے اوپر پردے ڈالے اللہ اگر اُسے کھول دے تو وہ اور بات ہے اپنی زبان سے اظہار نہ کرے آج ایسا نہیں ہے، آج اشتہار چھپوائے جاتے ہیں، ولی دوراں، قطبِ زماں لکھا جاتا ہے اور پہلے یہ تھا:

''نیکی کر دریا میں ڈال اب یہ ہے کہ نیکی کر Facebook پر ڈال''

پردہ کا حکم تھا تو لوگوں نے اسے اس طرح کا بنا دیا اور باقاعدہ اسے کاروبار کی شکل دے دی گئی رسولوں سے کہا جا رہا ہے کہ کہو کہ تم اللہ کے بھیجے ہوئے ہوتا کہ جب کوئی تمہاری عزت کرے تو وہ تمہاری نہ ہو بلکہ اللہ کی عزت ہو، جب وہ تمہاری بے عزتی کریں تو تمہاری نہ ہو بلکہ اللہ کی ہو لہٰذا اگر کوئی بھیجے ہوئے کی بے

عزتی کرتا ہے، بھیجے ہوئے میں کمی نکالتا ہے،کوئی نقص نکالتا ہے وہ کمی اُس کے اندر نہیں بلکہ وہ کمی اللہ میں نکالے گا لہٰذا قیامت کے دن اس کا خمیازہ بھی بھگتے گا۔

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ:

''وہ بولے تم تو ہماری ہی طرح کے رسول ہو اور خدا نے کوئی چیز بھی نازل نہیں کی تم محض جھوٹ بولتے ہو''

اُنہوں نے پہلی کمی یہ نکالی کہ تم تو ہمارے جیسے ہی بشر ہو،تم انسان ہو،تم رسول کیسے بن گئے یہ پہلا اعتراض ہے جو بڑا Common سا ہے حضورﷺ کو بھی کفار یہی کہتے تھے بلکہ دنیا کے ہر نبی اور رسول کو یہ اعتراض سننا پڑا کہ تم تو عام بندے ہو اسی طرح تمہاری دو آنکھیں ،دو کان ،تمہیں بھی تکلیف ،بخار ،روٹی ،پانی والے معاملات سارے تمہارے بھی ہیں اور ہمارے بھی ہیں تم کہاں سے رسول بن گئے تو یہ پہلا اعتراض ہے جو ہر نبی پر ہوا ہے اور یہ انتہائی گھٹیا علامت ہے کہ لوگ جو اپنی سوچ کے ساتھ سوچتے ہیں تو دوسروں کو بھی اپنے جیسا سمجھ لیتے ہیں اب یہ رسول جو عیسیٰؑ کے ساتھ تھے اور عیسائیت کے پیروکار تھے اُنہیں مِثْلُنَا کہہ رہے ہیں تم ہمارے جیسے ہو رسول تو عام بندوں جیسا نہیں ہوسکتا ،کبھی بھی نہیں ہوسکتا ،رسالت کے معاملات بڑے اعلیٰ ہوتے ہیں ،ایک عام بنی عام بندوں جیسا نہیں ہوسکتا تو کہاں محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے ،کہاں حضورﷺ کا درجہ اور مقام ہے تو ہر نبی کا رتبہ اور مقام اور ہے۔آج بھی لوگ نیک بندوں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں کہ او جی !!!! پتہ ہے ہمیں کیا کرتا ہے بچپن سے دیکھا ہے اسے آج سُنا ہے کوئی پیر صاحب بنا ہوا ہے تو اس طرح کے جملے لوگ آج بھی کہتے ہیں وہ اپنی سوچ کیساتھ اس کو Maintain کرتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے اللہ نے ہر رتبہ کا مقام پیدا کیا اور ہر رتبہ کے انسان بنائے ہیں۔

تو پہلا اعتراض تھا کہ تم ہمارے جیسے انسان ہو اور ساتھ یہ کہا تم پر کچھ بھی نہیں اترا ،ہم تسلیم ہی نہیں کرتے کہ تم پر کچھ اترا ہے بلکہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔اب یہ تین بڑے بڑے Alligations ہیں جو انہوں نے لگائے۔

(۱)بشر

(۲)تمہارے اوپر کچھ بھی نہیں اترا

(۳)تم جھوٹ بول رہے ہو

تو نبی نہ جھوٹ بولتا ہے، نہ کچھ چھپاتا ہے اور نہ ہی عام بشروں جیسا ہوتا ہے تو یہ تینوں اعتراضات غلط تھے پھر اُنہوں نے کتنا خوبصورت جواب دیا:

قَالُوْ رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّآ اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ:

اُنہوں نے کہا کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

ارے تم مانو یا نہ مانو ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم نبی ہیں تمہارے ماننے یا ماننے سے کیا فرق پڑتا ہے ہم نہیں چاہتے کہ تم مانو یہ تو ہم اللہ کا دیا ہوا فرض ادا کر رہے ہیں تم ہمیں نبی مانو یا نہ مانو ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم رسول ہیں تو جس کو یہ پتا ہو کہ اس کا رب جانتا ہے تو اُس کے لئے اس سے بڑھ کر کیا تسلی ہوسکتی ہے۔

مبلغ کے لئے سنہری اصول:

مبلغ کو حکم ہے کہ جب وہ تبلیغ کر رہا ہو تو وہ جانے کہ اس کا رب count کر رہا ہے اُس کو رب دیکھ رہا ہے کہ تم کیا بات کر رہے ہو کسی پہ اثر ہوتا ہے، نہیں ہوتا ہے، سُنتا ہے، کوئی نہیں سُنتا ہے، کوئی دیکھتا ہے، نہیں دیکھتا ہے، اعتراض کرتا ہے، کوئی نفرت کرتا ہے، محبت کرتا ہے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ تو یہ پیارا جواب دیا کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم اس کی طرف سے بھیجے گئے ہیں یہ عزت افزائی وہ بھی جانتے تھے کہ ہمیں اللہ نے رسول بنایا اور اللہ ہی ہمارا سب کچھ کرنے والا ہے تم مانو یا نہ مانو ہم اللہ کے رسول ہیں۔

وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ:

’’اور ہمارے ذمہ تو صرف اتنا ہے کہ ہم صاف صاف پہنچا دیں‘‘

صرف اتنا ہمارے اُوپر ہے کہ ہم اُنہیں دعوت دے دیں، ہم تمہیں تبلیغ دے دیں، اچھی بات بتا دیں یہ ہمارے اُوپر ہے وہ ہم کر رہے ہیں، سمجھا رہے ہیں باز آ جاؤ، نیکی کے اُوپر آ جاؤ وہ ہم کر رہے ہیں اور اس سے زیادہ ہماری ڈیوٹی نہیں ہے، دلوں کو بدلنا اللہ کے اختیار میں ہے، نیتوں کو ٹھیک کرنا اللہ کے اختیار میں ہے، معاملات کو بہتر کرنا اللہ کے اختیار میں ہے ہمارے ذمہ صرف پیغام پہنچانا ہے، اچھی بات سچی نیت سے سُنا دیں اِنہوں نے جب پیغام دیا تو آگے سے اُن کا جواب سنیں۔

قَالُوۡۤا اِنَّا تَطَيَّرۡنَا بِكُمۡ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهُوۡا لَنَرۡجُمَنَّكُمۡ وَلَيَمَسَّنَّكُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ:

اُنہوں نے کہا کہ تم ہمارے لئے منحوس ہو اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تمہیں ہم سے دُکھ دینے والا عذاب پہنچے گا۔

اُنہوں نے کہا تم تو ہمارے لئے بڑے منحوس ثابت ہوئے (استغفراللہ) رسولوں کو منحوس کہا، منحوس وہ ہوتا ہے جو نجس اور ناپاک ہوتا ہے اللہ نے اس کائنات میں کسی کو منحوس نہیں بنایا، نہ کوئی دن منحوس ہے، نہ کوئی گھڑی منحوس ہے، نہ کوئی چیز منحوس ہے، نہ کوئی وقت منحوس ہے اللہ نے ہر شے خود پیدا کی ہے بلکہ اللہ نے جو چیز بنائی ہے وہ عزت والی اور اچھی بنائی ہے اُس کا کوئی فائدہ ہی ہے یہ جو لوگوں نے منحوس ہونے کے قاعدے بنائے ہیں یہ غلط ہیں ان کی کوئی کہانی نہیں، اللہ نے جو نحوست کا معاملہ دیا ہے وہ ایسا نہیں ہے جو ہم نے سمجھا ہوا ہے۔

جن چیزوں کو منحوس سمجھا جاتا ہے؟

مثلاً اگر کوئی بلی گزری ہے سامنے سے تو یہ منحوس ہو گیا یہ بھی ظلمِ عظیم ہے ایسا کچھ نہیں ہے اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے، بُدھ کے دن کپڑے نہیں دھونے، صفر، محرم میں شادی نہیں کرنی یہ منحوس ہوتے ہیں یہ سب ہماری اپنی بنائی ہوئی بیڑیاں ہیں جو ہم اپنے پاؤں میں ڈالے ہوئے پھر رہے ہیں اللہ نے کوئی بھی شے منحوس نہیں پیدا کی، کوئی دن، کوئی گھڑی، کوئی شے منحوس نہیں ہے ہاں اک چیز ہے کہ:

''اگر کوئی برائی کرتا ہے، کسی گھر کے اندر کرتا ہے یا خود کرتا ہے تو وہ اُس کا خمیازہ ضرور بھگتے گا، گھر میں کوئی ظلم ہوا ہو زیادتی ہوئی ہو تو اس کا اظہار ضرور ہو گا وہ گھر منحوس ہو گا بلکہ اُس جگہ اللہ کا ذکر ہو گا تو وہ جگہ پاک ہو جائے گی لہٰذا نحوست کا کوئی تعلق دین و دنیا سے نہیں ہے''

اب انہوں نے کیوں کہا تھا تم ہمارے لئے منحوس ثابت ہوئے ہو؟ بات بڑی توجہ طلب ہے کہ رسولوں کے اس جگہ پر آنے سے پہلے یہ وادی بڑی سرسبز وشاداب تھی، بہترین Greenery تھی، لوگ بڑے خوشحال تھے لیکن جونہی یہ لوگ آئے بارشیں برسنا بند ہو گئیں اور غربت چھا گئی، پریشانیاں، بیماریاں شروع ہو گئیں تو ان ساروں نے اعتراض اُٹھا دیا تم عجیب لوگ آئے ہو ہمارے شہر میں، جب سے آئے ہو ہمارا سب کا کام خراب ہو گیا ہے، تم بڑے منحوس لوگ ہو۔ ایسا کیوں ہوا؟ اللہ والے جب کسی جگہ جاتے ہیں تو وہاں اللہ کی رحمتیں برستی ہیں اور یہ صرف اللہ والے نہیں بلکہ یہ تو رسول تھے، یہ تو اللہ کے بھیجے ہوئے تھے ان کے جانے سے ایسا کیوں ہوا؟ یاد رکھئے!!!

''اللہ تعالیٰ کی عادتِ کریمہ یہ ہے کہ جب وہ کسی کو نیکی کو توفیق دیتا ہے تو پہلے اُس کے اندر سے برائیاں نکالتا ہے''

اس کی برائیاں باہر نکلتی ہیں مثلاً اگر کسی جگہ بارش ہوتی ہے اور نیچے روہڑی ہو تو روہڑی پر جب بارش ہوگی تو وہ گند صاف ہو گا یا مزید گندا ہو گا؟ روہڑی کے اُوپر جب بارش ہو تو مزید بدبُو پیدا ہو گی اُس کے اندر سے مزید گند اور بُو نکلے گی، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ بارش کے پانی سے جگہ صاف ہو جاتی، گندگی ساری ختم ہو جاتی مگر ایسا نہیں ہوا وہ نیچے جو گند تھا وہ مزید عیاں ہوا مگر جب بارش مزید برسے گی اور برسے گی تو ایک وقت آئے گا وہ جگہ صاف ہو جائے گی پہلی بارش سے بدبُو اُٹھے گی اُس کے بعد پھر اگلی، پھر اگلی، اُس سے اگلی اور مسلسل بارش ہو گی تو ایک وقت آئے گا اُس جگہ باغ بن جائے گا اُس روہڑی کی جگہ اللہ باغ اُگا دے گا لیکن اگر Continuous بارش اُس جگہ اگر برستی رہے گی تو باغ اُگے گا۔ اسی طرح جس جگہ اللہ کا ذکر ہو اُس گھر کی گندگیاں باہر آئیں گی اُس گھر کے گناہ باہر آئیں گے، لوگوں کے پردے پھٹ جائیں گے تو پتہ چل جائے گا کہ اُس گھر کی کیا برائیاں تھیں، اس گھر میں کیا ظلم ہو رہا تھا، ادھر کیا تنگی تھی اور جو چھوٹی سوچ والا ہے وہ کہے گا اچھا پیر صاحب ہے جو آیا ہے تو گھر میں تنگی ہو گئی ہے کچھ نہیں ہوا بلکہ اب تیرا علاج شروع ہوا ہے۔ جس طرح کینسر اگر جسم میں رہے اور پتہ نہ ہو.....تو کیا یہ نعمت نہیں کہ تجھے پتہ چل گیا ہے کہ مجھے کینسر ہے اگر پتہ چل گیا تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ نے تم پر کرم کر دیا ہے اب اس کا علاج ہو گا، اب اس کی دوائی کھاؤ گے اور اگر اندر رہتا اور ایک دن تمہاری موت واقع ہو جاتی تو تم یہ کہتے کاش مولا مجھے پتہ ہوتا کہ میرے اندر کینسر ہے تو اسی طرح اگر کوئی گھر میں اللہ کا ذکر یا کوئی جسم اللہ کا ذکر کرے، کوئی روح اللہ کا ذکر کرے تو اللہ پہلے وہاں سے گندگیاں نکالے گا لہٰذا نیکیاں کرتے جائیں اللہ پہلے اُس جگہ سے گندگیاں صاف کرے گا، گندی جگہ پر گلاب کا پھول لگائیں کیا وہ اچھا لگے گا؟ نہیں پہلے آپ روہڑی صاف کریں، پھر اُس کے نیچے جگہ صاف ہونی چاہئے، پھر گوڈی ہونی چاہئے، پھر بیج لگنا چاہئے، پھر پانی اور پھر وہاں گلاب کا خوبصورت اُگے گا۔ کچھ وقت لگے گا، کچھ ٹائم دینا پڑے گا دو تین سال لگے گے اور پھر پیر صاحب کا رنگ چڑھے گا، پھر جا کر حضرت صاحب کے فیض کی reflection ہو گی، پھر چہرہ نمایاں ہو گا، پھر انداز نمایاں ہوں گے اور پھر پتہ چلے گا یہ تو بڑے کامل پیر کا مُرید ہے پہلے دن ہی تو نہیں سمجھ آنی۔

تو یہ لوگ کیا کہتے ہیں کہ حضرت صاحب آئے تھے تو کام خراب ہوا، کام اس لئے خراب ہوا کیونکہ یہاں گند تھا اور اگر پہلے سے باغ ہوتا تو حضرت صاحب کے آنے سے مزید بہاریں آنی تھیں، پھول لگنے تھے اس لئے ذہن میں رکھ کر زندگی گزاریئے گا کہ وہاں پہلے سے گند تھا اور وہ لوگ جب

وہاں آئے تو وہاں مزید نیکی آنے کی بجائے کام مزید خراب ہونا شروع ہو گیا اُنہوں نے کہا تم ہمارے لئے منحوس ہو۔

اور اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں نقصان پہنچائیں گے بڑی سختی سے ماریں گے۔ یہ وہ بدبختیاں تھیں جب کوئی قوم اپنے رسولوں کے ساتھ کرتی ہے تو پھر اُس کا جنازہ قریب ہوتا ہے اور وہ پوری قوم برباد کر دی جاتی ہے جب وہ رسولوں کے ساتھ ایسا عمل کرتی ہے۔

قَالُوْ طَآ ئِرُ کُمْ مَّعَکُمْ اَئِنْ ذُکِّرْ تُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ:

''اُنہوں نے کہا ہم منحوس نہیں ہیں ہم تو تمہیں اچھی بات بتاتے ہیں بلکہ تم ایسی قوم ہو جو حد سے تجاوز کر گئی ہو''

ہم منحوس نہیں ہیں ہم تو تمہیں صرف اچھی بات سُناتے ہیں تم تو عجیب قسم کی مخلوق کو آگے سے ہمیں دھمکیاں دیتے ہو۔

ہم اچھی بات سُناتے ہیں تم آگے سے ہمیں دھمکیاں دیتے ہو تو پوری قوم کو رسولوں کے خلاف اکٹھا کیا اور پوری قوم میدان میں اکھٹی ہو گئی اور ان سب نے ارادہ کر لیا کہ اب ہم انہیں قتل کر کے ہی رہیں گے۔

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَۃِ رَجُلٌ یَّسْعٰی قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ:

اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہنا لگا کہ اے میری قوم پیغمبروں کے پیچھے چلو

اب یہاں سے وہ مضمون شروع ہوتا ہے جسے صاحبِ یٰسین کہا جاتا ہے اس کا نام حبیب نجار تھا یہ شہر کے کنارے پر رہتا تھا، شہر کے اندر نہیں رہتا تھا بلکہ انطاقیہ شہر کی سرحد پر پہاڑ تھا یہ وہاں رہتا تھا اس کے ساتھ ایک عجیب واقع ہوا تھا یہ ایک عجیب بیماری میں مُبتلا تھا یہ رسول جب شہر میں آئے اور ان کی تبلیغ جب سُنی تو یہ ان سے ملنے کے لئے آیا اور اس نے کہا تھا میں تمہارا کلمہ پڑھ لوں گا میں کئی سالوں سے ایک بیماری میں مبتلا ہوں، میری بیماری بہت زیادہ سنگین ہے تو کوئی علاج نہیں ہو سکا تو کیا میں اگر تمہارا کلمہ پڑھوں تو ٹھیک ہو جاؤں گا؟ تو رسولوں نے کہا تم کلمہ پڑھو ہم اللہ سے دعا کریں گے اس نے کلمہ پڑھ لیا رسولوں نے دعا کی۔ رسولوں کی دعا قبول ہوتی ہے اللہ نے شفا عطا کر دی لہٰذا یہ بڑی محبت کرتا تھا اور اکثر حاضر ہوتا تھا اور ان کی خدمت کرتا تھا اس نے رسولوں کی مدد بھی کی تھی جگہ جگہ جا کر ان کا پیغام پہنچاتا تھا اب اس نے اُوپر پہاڑ سے یہ منظر دیکھا کہ ساری قوم اکٹھی ہو گئی ہے اور پتھروں سے مارنے کے لئے تیار ہے۔

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَۃِ رَجُل

شہر کے پرلے کنارے سے ایک مرد دوڑتا ہوا آیا اللہ یہاں رَجُلٌ کا لفظ استعمال کر رہا ہے اللہ والوں کی مدد کے لئے جو چلتا ہے اللہ اُسے مرد کہتا ہے، نیک لوگوں کی مدد کے لئے جو آتا ہے اُسے اللہ مرد کہتا ہے سارے مرد نہیں ہوتے کچھ مردوں کے روپ میں عورتیں اور ہجڑے ہوتے ہیں اور کچھ عورتوں کے روپ میں مرد ہوتے ہیں اللہ نے سارے ایک جیسے نہیں رکھے ہوئے اور اللہ کتنا خوش ہوا اُس شخص کے آنے کا ذکر قرآن میں کر دیا اُس کے آنے کی ادا کو قرآن میں بیان کر دیا مثلاً اللہ فرما دیتا وہ آیا یہ نہیں کہا بلکہ کہا وہ دوڑتا ہوا آیا نیک لوگوں کی مدد کے لئے باہر نکلنا پڑے گا یہ نہیں کہ گھر بیٹھے ہی کہہ دیا حضرت صاحب میں ساتھ ہی ہوں آپ کے، آپ جائیں اکیلے تو وہ شخص دوڑتا ہوا آیا آہستہ چلتا ہو نہیں آیا، دوڑتا ہوا آیا کہ کہیں نقصان نہ ہو جائے، جلدی پہنچا کہ کہیں انہیں تکلیف نہ ہو جائے۔

آپ قرآن کی گہرائیوں پر جائیں کہ اُس کے دوڑنے کا ذکر کر دیا مولا! کیا وہ رسول ہے؟ کیا وہ نبی ہے؟ کیا وہ تیرا فرستادہ ہے؟ وہ کون تھا ؟ کیا وہ سید تھا؟ بڑی ذات والا تھا؟ نہیں فرمایا:

وہ میرے رسولوں کا مددگار تھا وہ بڑی تیزی سے آیا اور کہا:

''اے میری قوم! ان رسولوں کی پیروی کرو''

اس بات پر غور کریں اُس نے آ کر یہ نہیں کہا کہ اللہ سے ڈرو، نماز پڑھو، روزے رکھو، یہ نہیں کہا کہ سچ بولو بلکہ یہ کہا:

''یہ جو سامنے رسول کھڑے ہیں ان کی پیروی کرو''

ان بندوں کے پیچھے چلو حالانکہ اتنی دور سے آیا تھا یہ کہنا چاہئے تھا اللہ کی پیروی کرو یہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا ان بندوں کے پیچھے چلو جو اللہ کے بھیجے ہوئے

ہیں تو پتہ چلا کہا

اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

''اللہ کی رحمت محسنین یعنی نیک لوگوں کے قریب ہوتی ہے''

اللہ اللہ کیے جانے سے اللہ نہ ملے
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اتَّبِعُوۡا مَنۡ لَّا یَسۡـَٔلُکُمۡ اَجۡرًا وَّ ہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ

پیروی کرو اُن کی جو تم سے کچھ صلہ نہیں مانگتے اور وہ سیدھے راستہ پر ہیں

لہٰذا یہ بہت بڑا راز کھولا کہ رسولوں کی اتباع کرو ان کے پیچھے چلو اس لئے ان کی اتباع کرو کہ یہ تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے۔کوئی پیسہ،کوئی مزدوری،کوئی بدلہ،کوئی گندم، دانا کوئی چاول، روٹی نہیں مانگتے لہٰذا یہ ثابت ہو کہ دین کی دعوت بے لوث ہونی چاہئے، بغیر اجر کے، کسی قسم کا اجر مانگنے کا معاملہ نہیں ہونا چاہئے۔ جب سے یہ اجرت مانگنے کا معاملہ ہوا ہے ہمارے دین کا بہت بُرا حال ہو گیا ہے۔

فرمایا ان کی پیروی کرو یہ تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور یہی تو ہیں جو ہدایت والے ہیں، ہدایت تو انہی کے پاس ہے۔

وَمَا لِیَ لَاۤ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ

اور مجھے کیا حق پہنچتا ہے، میں کیوں نہ عبادت کروں اُس کی جس نے مجھے پیدا کیا اور اُسی کی طرف مجھے لوٹ کر جانا ہے

میں کیوں اُسے چھوڑ دوں تم مجھے مارنا چاہتے ہو مار دو اگر میرا رحمٰن مجھے تکلیف پہنچانا چاہتا ہے تو کوئی بھی نہیں روک سکتا، کوئی بھی نہیں بچا سکتا اور اگر میں شرک میں پڑ جاؤں تو کھلی گمراہی میں ہوں۔

ءَ اَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنۡ يُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ عَنِّىۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَيۡـئًا وَّلَا يُنۡقِذُوۡنِ:

کیا میں اُن کو چھوڑ کر اوروں کو معبود بناؤں؟ اگر خدا مجھے تکلیف پہنچانا چاہتا ہے تو ان کی سفارش مجھے کچھ فائدہ نہیں دے سکے گی اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں گے

اسے کہتے ہیں شیر، اسے کہتے ہیں آگے بڑھ کر دین کے لئے آنے والا سُنو مارنا چاہتے ہو پہلے مجھے مارو میں ہوں ان کے رب پر ایمان لانے والا یہ تو رسول ہیں اور ساتھ ہی اس نے ایک بھڑک ماری وہ بھڑک بھی اللہ نے قرآن میں لکھ دی:

اِنِّىۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّكُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ

میں تمہارے رب پر ایمان لے آیا ہوں سو میری بات غور سے سُنو۔

کان کھول کے سُنو !!! میں ان کے رب پر ایمان لے آیا

جب اُس نے بھڑک ماری تو سارے ظالموں نے اُسے پتھر مارنا شروع کر دیئے پہلے اُس شخص کو مارا یعنی حبیب نجار کو اور پھر رسولوں کو بھی مار دیا جب تینوں رسول قتل ہو رہے ہیں اور یہ شخص بھی مر رہا ہے تو اب دیکھیں قرآن کا لہجہ:

قِيۡلَ ادۡخُلِ الۡجَـنَّةَ ‌ؕ قَالَ يٰلَيۡتَ قَوۡمِىۡ يَعۡلَمُوۡنَ

حکم ہوا جنت میں داخل ہو جاؤ بولا کاش میری قوم جان لیتی۔

ہم نے حکم دیا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ اُدھر روح پرواز کر رہی ہے اور ساتھ ہی اللہ کا حکم آ گیا، رسولوں کے لئے نہیں آیا رسول تو پہلے ہی جنتی تھے یہ اُس کے لئے آیا جو رسولوں کی مدد کرنے آیا اُدھر یہ معاملہ ہے کہ پتھروں سے جان نکل رہی ہے اور شدید تکلیف ہے، دکھ ہے کہ نبیوں کو بھی قتل کیا گیا ہے لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور روح پرواز کر رہی ہے اب وہ اُس عالم میں کیا کہہ رہا ہے؟

قَالَ يٰلَيۡتَ قَوۡمِىۡ يَعۡلَمُوۡنَ

مولا! ''کاش میری قوم جان لیتی، دیکھ لیتی کہ تو مجھے جنت دے رہا ہے''

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ جب اس کو پتھر مار کر ہلاک کر رہے تھے تو یہ اُنہیں کوئی بد دعا دیتا کہ اتنے ظالم ہو تم نے نبیوں کو مار دیا مجھے بھی مار دیا تمہارا بیڑہ غرق ہو۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ بد دعا دیتا تم نے اچھا نہیں کیا۔

دیکھیں قرآن کا لہجہ اتنی سخت تکلیف دی اُس کے باوجود کہا کاش! یہ مجھے دیکھ لیں کہ میں جنت میں جا رہا ہوں اور یہ بھی میری پیروی کریں۔

یادرکھئے! آپ کے ساتھ جتنے بھی محبت والے ہوتے ہیں اُن سے آپ محبت کریں اور جونفرت کرنے والے ہیں اُن سے بھی محبت کریں۔اور اللہ والوں کا یہی اصول ہے کہ جتنا کوئی بُرا ہے اُس سے اتنی ہی محبت کرواُس سے اتنا ہی پیار کرو، اتنی ہی اُس کوتوجہ دو، اُتنا ہی اُس کو سینے سے لگاؤ یہ سارا کچھ ہمارے نبی کی سُنتیں ہیں۔حضورﷺ نے محبتوں کی انتہا کردی ہر ایک سے پیار کیا، جس نے بُرا کہا اُس سے بھی پیار کیا۔

ایک دن صحابی نے عرض کی یارسول اللہ! یہ آپ کو بُرا کہتے ہیں فرمایا بُرا کسی اور کو کہتے ہوں گے میں تو محمد ہوں، حضورﷺ نے تو محبتوں کے انبار لگادیئے تو لہٰذا ہمیں حکم ہے اُستاد کوحکم ہے کہ اپنے شاگردوں سے محبت کرے، پیر کوحکم ہے مُریدوں سے پیار کرے، عالم کوحکم ہے کہ اپنے سامنے بیٹھنے والوں سے پیار کرے یہاں حال یہ ہے کہ آہستہ سے سبحان اللہ کہیں تو ااُس پر ڈانٹنا شروع کردیتے ہیں اُونچی کہوسبحان اللہ یہ کیا کررہے ہو لوگوں کی عزتِ نفس ہے، پیار کا معاملہ ہے، محبت کا معاملہ ہے۔

تو کتنا خوبصورت جواب دے رہا ہے کہ مولا روح تو میری نکل رہی ہے مگر مجھے مزا بہت آرہا ہے کاش یہ دیکھ لیں کہ اللہ نے مجھے کتنا نوازا ہے، کتنی برکت مجھے دی ہے۔

بِمَا غَفَرَلِیۡ رَبِّیۡ وَ جَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُکۡرَمِیۡنَ

رب نے مجھے بخش بھی دیا ہے اور عزت دارلوگوں میں مجھے شامل بھی کرلیا ہے

اللہ والوں کے ساتھ چلنے والوں اور اللہ والوں کے ساتھ محبت کرنے والوں کے اعزاز دیکھیں سورۃ یٰسین میں، یہ کسی نبی، رسول کی گفتگو نہیں پڑھی یہ اُس رسول کی گفتگو پڑھی ہے جو اللہ والوں کے ساتھ محبت سے چلا تھا، پیار سے چلا تھا، وفادار بن کر چلا تھا اور اپنی جان بھی سپرد کردی تو اللہ نے قیامت تک قرآن کے سینے پر نقش کردی اُس کی داستان وہاں نقش کی جو سورۃ یٰسین یعنی قرآن کا بھی دل ہے اور جو قرآن کے دل کا دل ہے اسے اس کا حصہ بنادیا۔

حبیب نجار کی قبر آج بھی انطاقیہ کے اُسی بازار میں ہے اور ایک مسجد کے اندر اس کا مزار ہے اور اُس مسجد کو مسجد حبیب کہا جاتا ہے لوگ آج بھی جا کر اس کی قبر کی زیارت کرتے ہیں اور جا کر دعا مانگتے ہیں کہ یہ صاحبِ یٰسین ہیں جن کے لئے اللہ نے سورۃ یٰسین میں اتنا خوبصورت واقعہ بیان کیا لہٰذا یادرکھو جان قربان کرنے کے دعویٰ کرنے والے بہت ہیں لیکن اللہ کو وہ پسند ہے جو آگے بڑھ کر مدد کرنے آئے، جو آگے بڑھ کر آئے اور کہے حضرت آپ بعد میں پہلے میری طرف لوگ آئیں گے اور اُس کے بعد آپ کی طرف آنے دوں گا یہ وہ اصل ادا ہے جو صحابہ کرام کی ادا ہے اور حضورﷺ کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں رہتے۔ جب مدینہ ہجرت ہورہی تھی

حتو حضرت ابو بکرؓ کبھی دائیں ہوتے، کبھی بائیں ہوتے، کبھی آگے ہوتے، کبھی پیچھے ہوتے تو حضورﷺ نے فرمایا اے ابو بکر!! کیا بات ہے تو اُنہوں نے فرمایا یارسول اللہ پتہ نہیں کہاں سے تیر آجائے تو پہلے ابو بکر کے سینے پر لگے، آپ کو تکلیف نہ ہو تو یہ ادائیں ہیں جو قرآن چاہتا ہے اور قرآن نے کہا اے نبیﷺ انہیں بتاؤ کہ اصل محبت کیا ہے، پیار کیا ہے یہ تو آج چند لمحوں کی زندگی کے لئے بھاگتے پھر رہے ہیں ہم نے دیکھو قیامت تک کی عزتیں اُسے دی ہیں جو میرے نبیوں پر اپنی جان وار گیا ارے! جو نبی کے اُوپر اپنی جان وار گیا اُس کا ذکر اللہ نے قرآن میں اپنی سورۃ یٰسین میں رکھ دیا اور جو محمد مصطفیٰ کے دین پر اپنی جان کو قربان کردے، اُن کے لئے تقریریں کرے، نعتیں پڑھے، اپنا مال قربان کردے اللہ اُسے قیامت کے دن کتنے درجے عطا فرمائے گا۔

سورۃ یٰسین

جوکوئی قرآن کے قریب آتا ہے وہ بدل جاتا ہے جواس کو پڑھتا ہے وہ قاری بن جاتا ہے، اگرکوئی حفظ کرتا ہے تو لوگ اُسے حافظ کہتے ہیں، اگر وہ اس کی تشریح بیان کرتا ہے تو لوگ اُسے عالم کہتے ہیں، اگر وہ اس کی تعلیمات پرعمل کرتا ہے تو لوگ اُسے باعمل کہتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں جتنے درجے اور مقام ہیں وہ قرآن اُسے دیتا چلا جاتا ہے۔

حضرت صاحب سے عرض کی کہ حضرت صاحب طریقت کے اندر آخری مقام میں ایک سالک کو کیا وظیفہ ملتا ہے۔طریقت میں بہت سے وظائف ہیں سالک جب اُن وظائف کو پڑھتا ہے تو اُس کی منزلیں طے ہوتی ہیں اللہ کے قرب کی منازل ملتی ہیں تو فرمایا بیٹا یاد رکھنا!!!

طریقت کی آخری منازل میں صرف ایک وظیفہ رہ جاتا ہے اور وہ ہے قرآن پڑھنا، قرآن کو اُس کا اوڑھنا، بچھونا بنا دیا جاتا ہے، اُس کو ہر طرف قرآن ہی اپنی نعمتیں اور کرم دیتا ہوا نظر آئے گا اور اللہ اُس کو قرآن کیساتھ اتنا شوق اور محبت دے دیتا ہے کہ اُس کی نعتیں بھی قرآن بن جاتا ہے اور تلاوت بھی قرآن بن جاتا ہے لہٰذا یہ سعادت ہے کہ اللہ نے ہمیں قرآن پڑھنے کی سعادت عطا کی ہے۔

وَمَآ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی قَوۡمِهٖ مِنۡ بَعۡدِهٖ مِنۡ جُنۡدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنۡزِلِيۡنَ.

اُن (کی شہادت) کے بعد ہم نے کوئی لشکر آسمان سے نہیں اتارا اور نہ ہی ہم اتارنے والے تھے۔

اِنۡ كَانَتۡ اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمۡ خٰمِدُوۡنَ.

وہ صرف ایک چیخ تھی اور وہ بجھے ہوئے کوئلے بن کر رہ گئے

يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ.

صد افسوس ہے اُن بندوں پر اُن کے پاس جب بھی کوئی رسول آیا ہے تو وہ اس کے ساتھ مذاق کرنے لگ گئے۔

اَلَمۡ يَرَوۡا كَمۡ قَبۡلَهُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّهُمۡ اِلَيۡهِمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ.

کیا انہیں علم نہیں ہے کہ اس سے پہلے ہم نے کتنی ہی اُمتوں کو ہلاک کر دیا اور وہ آج تک
اُن کے پاس واپس لوٹ کر نہیں آئے۔

وَاِنۡ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيۡعٌ لَّدَيۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ.

ایک دن آئے گا کہ ان سب کو ہمارے سامنے حاضر کر دیا جائے گا۔

پوری قوم نے جب مل کر نبیوں اور حبیب نجار کو شہید کر دیا تو سب بہت خوش تھے کہ ہم نے ان کا کام تمام کر دیا ہے اور اب ہمیں کوئی روکنے والا نہیں لٰہذا وہ جب واپس آ رہے تھے تو اللہ نے ان پر عذاب نازل کر دیا اور وہ عذاب اس شکل میں تھا کہ جبرائیلؑ کو بھیجا گیا، جبرائیلؑ ان کے شہر میں داخل ہوئے اور ایک چیخ ماری اور وہ چیخ اتنی طاقت ور تھی کہ وہ ساری کی ساری قوم وہیں ڈھیر ہوگئی اور اُن کی جانیں نکل گئیں کوئی ایک بھی ان کا فرد نہ بچا۔ اللہ نے اُن سب کو ہلاک کر دیا یہاں اللہ ایک حقیقت سے پردہ اُٹھا رہا ہے کہ

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ.

یعنی ہم نے اُن پر کوئی لشکر آسمان سے نہیں بھیجا اللہ جب کسی قوم پر عذاب بھیجتا ہے تو اُس کے لئے زیادہ فرشتے اتارنے کی ضرورت نہیں ہے اُس کا ایک ہی فرشتہ کافی ہے یہ ہمارا اصول ہی نہیں ہے جب ہم عذاب دیتے ہیں تو ہمارا ایک فرشتہ ہی کافی ہوتا ہے لشکر اتارنے کی ضرورت نہیں تو جبرائیلؑ اس سے پہلے بھی بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں۔

کئی بار ایسا ہوا کہ آپ کو حکم ہوا کہ جائیں اور بستی والوں کو ہلاک کر دیں تو آپ نے اپنے پر کی نوک سے پوری قوم کو زمین کے خطے سے اکھاڑا اور آسمان کی بلندی تک لے گئے اور الٹا کر کے اُسے زمین پر دے مارا کئی بار ایسا ہوا کہ بہت سی بستیوں میں گئے اور اپنے مُنہ سے ہوا خارج کی اور آندھی کی شکل میں ہوا اس طرح بڑھی کہ سارے اس میں ہلاک ہوگئے، کئی بار آپ نے اپنے پاؤں سے پورے کا پورا علاقہ پیس کر رکھ دیا تو اس طرح کے بہت سے معاملات اللہ نے حضرت جبرائیلؑ سے کروائے ہیں۔

ایک طرف تو یہ حال ہے کہ جو اللہ کے نافرمان ہیں ان کے لئے اللہ کا ایک فرشتہ کافی ہے اور دوسری طرف ایک عجیب منظر نظر آتا ہے کہ جب بدر کا میدان سجا تھا تو اس وقت اللہ نے پانچ ہزار فرشتے اتارے تھے جب مدد آتی ہے تو ایک نہیں آتا بلکہ ہزاروں آتے ہیں جھنڈ اترتے ہیں، گروہ در گروہ اترتے ہیں، احد کے میدان میں بھی اللہ نے اتارے، خندق میں بھی اتارے اور مفسرین لکھتے ہیں کہ جب خندق کا میدان لگا تھا اور فرشتے جب اتارے تو وہ کفار کے خیموں کی رسیاں کھولتے رہے، ہوا تیز تھی، خیموں کی رسیاں کھلتیں اور وہ خیمے اُڑ جاتے۔ تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہاں بھی ایک ہی فرشتہ آتا اور مدد کر جاتا لیکن مسئلہ یہ ہے نافرمان قوم کے لئے ایک ہی فرشتہ کافی تھا اور یہاں محمد مصطفیٰ تھے باقی فرشتے اُن کے پروٹوکول کے لئے اتارے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب بڑا آدمی یا وزیر اعظم جاتا ہے تو بہت ساری آرمی اور پولیس اس کی حفاظت کے لئے متعین کی جاتی ہے حالانکہ ہوتا ایک بندہ ہے تو ایک بندے کے لئے آپ دو سو لوگوں کو مصروف کر دیں یا دو ہزار بندوں کی آپ ڈیوٹی لگا دیں تو سمجھ نہیں آتی، سمجھ اس لئے نہیں آتی کہ بندہ تو ایک ہی ہے لیکن اُس کا پروٹوکول دو سو والا ہے تو ایسے ہی اللہ نے حضور ﷺ کے لئے فرشتے ان کے پروٹوکول میں اتارے اور دوسری بات یہ سامنے آئی کہ اللہ جب دیکھتا ہے کہ کوئی قوم اپنا ٹیلنٹ ضائع کرتی ہے تو پھر عذاب اُس کا مقدر بن جاتی ہے، روشنی کے چراغ تھے، روشنی کے مینار تھے یہ نبی جن کو انہوں نے شہید کر دیا اور ظالموں نے جو سلوک کیا وہ بہت برا تھا تو اللہ نے دیکھا کہ اس قوم نے اپنے ٹیلنٹ کو ضائع کر دیا ہے تو اللہ نے ان پر عذاب نازل کر دیا اور قوم خود سے اُن لوگوں کی تحقیر کرنا شروع کر دیتی ہے جو اُنہیں ہی اچھائی کی طرف بلانے آئی تھی۔ جب اچھے لوگوں کی بے عزتی کی جائے، ان کا جینا مشکل کر دیا جائے اور ان کے جینے کا تصور ختم کر دیا جائے تو پھر اللہ ایک اور کام بھی کرتا ہے جو اس سے بھی زیادہ سخت ہے عذاب تو دیتا ہے اللہ لیکن ایک اور بڑا معاملہ یہ کیا کہ اس قوم پر صدیوں تک کوئی رسول نہیں اتارا، کیونکہ جب کوئی قوم اپنے نیک لوگوں کی بے عزتی اور ہتک میں آگے آتی ہے تو پھر اللہ یہ بھی عذاب اتارتا

ہے کہ اب تمہیں ہدایت سے محروم کردوں گا، اب ہدایت نہیں اترے گی اور یہ زیادہ بڑا عذاب ہے کہ کسی کو ہدایت سے محروم کر دیا جائے لہٰذا اللہ نے فرمایا کہ مجھے ضرورت نہیں کہ میں کسی قوم پر اپنا لشکر بھیجوں۔

اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمْ خٰمِدُوْنَ.

وہ تو صرف ایک چیخ تھی اور ایک چیخ سے وہ بجھے ہوئے کوئلے بن گئے۔

جس طرح جلتے کوئلے پر پانی ڈالا جاتا ہے تو وہ دھکتا ہوا کوئلہ بجھ جاتا ہے اور بالکل اُس کی زندگی کی رمق ختم ہو جاتی ہے تو اللہ فرماتا ہے میں نے اُن کا یہ حال کر دیا کہ وہ بجھے ہوئے کوئلے کی مانند ہو گئے کیونکہ انہوں نے میرے رسولوں کی ہتک کی، بے عزتی کی، اس قدر ظلم کیا تو آج کے دور میں موجودہ حالات کے مطابق اگر اس آیت کو جوڑا جائے تو یہ آیت عین آج کے دور کی عکاسی کرتی ہے اور مایوسی کی انتہائیں ہیں، کبھی ختمِ نبوت پر حملہ ہوتا ہے، کبھی سورۃ اخلاص ہمارے وزیر کو نہیں آتی ہے یہ ظلمِ عظیم ہے، ٹیلنٹ کو ضائع کر دیا گیا اور پوری قوم مشکلات کی چکی میں پس رہی ہے، کہیں خود کشیاں ہو رہی ہیں، کہیں مہنگائی کے رونے ہیں، کہیں نوکریوں کا رونا رو رہے ہیں، کہیں پر مسلک کے اختلاف کی وجہ سے لڑائیاں جاری ہیں یہ سب اس لئے ہے کہ ہم نے اللہ کے دیئے ہوئے ٹیلنٹ کو ضائع کیا ہوا ہے اور پورے عالم اسلام میں کوئی بھی ایسی شخصیت نظر نہیں آتی جو عالمِ اسلام کی نمائندگی کرنے والی ہو اور ہم جانتے ہوں یہ وہ بندہ ہے جو پورے عالمِ اسلام کا نمائندہ ہے ایسا کچھ بھی نہیں یہاں تک کہ خادم الحرمین الشریفین جو کعبہ و مدینہ کے خادم ہیں وہ بھی اس کے اہل نہیں ہیں وہ بھی پورے عالمِ اسلام کو Represent نہیں کرتے اُدھر دیکھیں تو پورا کفر مجتمع ہے اور ایک مُٹھی کی طرح ہوا ہے اُن کا pop موجود ہے۔ ایک International شخصیت ہے لوگ اُس کے پیچھے چلتے ہیں ہمارے پاس کوئی International شخصیت نہیں ہے تو پورا عالمِ اسلام اس بات کا رونا روتا ہے کہ ہمارے ٹیلنٹ کو ضائع کرتے ہو تو پھر ہمارے حالات کیسے بہتر ہوں گے؟

حالات کیسے بہتر ہو سکتے ہیں؟؟؟؟؟

''حالات اس طرح بہتر ہو سکتے ہیں جس طرح آپ تعلیم حاصل کر رہے ہیں''

یہ واحد راستہ ہے یہ اوپر سے نہیں آنا یہ نیچے سے اُٹھنا ہے اور یہ اس طرح کی چھوٹی چھوٹی مجالس ہوں گی جو عوام میں شعور پیدا کریں گی اور ان بدبختوں کو تخت سے اتار کر پھینک دیں گے۔ یہ اوپر سے نہیں آنا اوپر سب گند، منداور مجھے کیوں نکالا کا شور ہے اور ظلمِ عظیم ہے لوگوں پر لہٰذا یہ اوپر سے انقلاب نہیں آنا، نیچے سے آنا ہے اور ہم نے ہی انقلاب لانا ہے یہ چھوٹی چھوٹی مجالس اگر قائم رہیں گی تو ایک دن ضرور انقلاب آئے گا پاکستان اپنی اصلی حالت میں آئے گا۔

''حجاج بن یوسف سے جب کہا کہ تم نیک ہو جاؤ اور عمر جیسی حکمرانی کرو تو اُس نے کہا تم ابوذر جیسی عوام بن جاؤ میں عمر جیسا حکمران بن جاؤں گا''

تو قصور اصل میں ہمارا ہی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حکمرانوں کے دل اللہ کے ہاتھ میں ہوتے ہیں جب عوام اچھی ہو تو اللہ اُن کے دل عوام کے لئے اچھے کر دیتا ہے اور اگر عوام بری ہو جائے تو اللہ ان کے دل عوام کے لئے سخت کر دیتا ہے۔

یہ آج جو کچھ نظر آ رہا ہے ہمارا اپنا قصور ہے کبھی بھی حکمران کو گالی نہ دی جائے کیونکہ حکمران اللہ کا متعین کردہ ہوتا ہے وہ بُرا، ہوا چھا ہو اللہ نے اُسے متعین

کیا ہوتا ہے لہٰذا اس کو گالی دینا بُرا کہنا یہ بہت بڑا ظلم اور زیادتی ہے اپنی طرف دیکھئے ہم جب خود اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں گے تو انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں ہے پاکستان جیسا کوئی ملک دنیا میں نہیں ہوگا۔

حضرت عمرؓ تشریف فرما تھے کہ حضرت علیؓ حاضر ہوئے اور اسی وقت ایک خادم اندر آیا اور اُس نے کہا حضور باہر خزانہ آیا ہے، مصر فتح ہوا ہے اور وہاں سے خزانہ پہنچ گیا ہے تو فرمایا خزانہ لاؤ اور خزانہ کے ساتھ ایک لسٹ بھی پیش کی گئی اور اس کے اوپر تفصیل بھی لکھی تھی کہ حضرت ہم نے یہ سارا خزانہ گنا ہے اس کی ایک ایک سوئی، ایک ایک ہیرا، ایک ایک ہار ہم نے گنا ہے آپ تسلی کر لیں، گن لیں ایک ایک چیز کی تفصیل لکھ دی ہے حضرت عمر نے گنوایا تو وہ پورا نکلا اُتنی ہی تعداد میں وہ خزانہ تھا تو حضرت علیؓ مسکرا کر فرمانے لگے اے عمر! تمہیں پتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟ تیرے خزانے سے ایک ہیرا بھی کسی نے چرایا نہیں؟ فرمایا اس لئے کہ تم ایسے نہیں ہو تم ایماندار ہو، تم ٹھیک ہو لہٰذا تمہارے ٹھیک ہونے سے سارا نظام ٹھیک ہوگیا ہے یہ اصل معاملہ ہے اللہ کی رحمتیں ہوں ہمارے ملک پر اللہ ہمیں عمر جیسا حکمران عطا کر دے گا ورنہ یہ جو حالات اللہ قرآن میں کہہ رہا ہے کہ اللہ نے پوری قوم اڑا کر رکھ دی صرف اس لئے ظالم وہ نیکوں کی قدر نہیں کرتے تھے انشاء اللہ ہمارے ساتھ ایسا نہیں ہوگا ہم محمد مصطفیٰ کی امت ہیں ہمیں اجتماعی عذاب نہیں آئے گا، پوری قوم کو اللہ نہیں اڑائے گا کیونکہ قرآن نے وعدہ کیا اللہ نے وعدہ کیا کہ اے نبی!! جب تک تیری ذات ان میں موجود ہے میں انہیں عذاب نہیں دوں گا حضور ﷺ کی ذات مقدسہ آج بھی اس وقت مدینہ شریف میں موجود ہے ہمیں اجتماعی عذاب نہیں مل سکتا لیکن چھوٹے چھوٹے عذاب، لوگوں کا مرنا، حادثات کا ہونا زلزلے آنا ایسے عذاب اللہ قیامت تک دیتا رہے گا۔

يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ.

صد افسوس ہے اُن بندوں پر اُن کے پاس جب بھی کوئی رسول آیا ہے تو وہ اس کے ساتھ مذاق کرنے لگ گئے۔

افسوس ہے اُن بندوں پر..... سوال پیدا ہوتا ہے یہ کس نے کہا؟ اس کے متعلق کئی قول ہیں۔ پہلا قول کہ یہ خود اُن نبیوں کی روحوں نے کہا ہوگا اُن نبیوں کی روحوں نے کہا کہ یہ بڑا ہی افسوس ہے ان بندوں پر جنہوں نے ہمیں قتل کر دیا، انہوں نے بڑا ظلم کر دیا ہمارے ساتھ، ہم نے تو بڑی اچھی باتیں سُنائی تھیں اس کے سوا ہم نے کچھ نہیں کیا انہوں نے تو ہمیں قتل کر دیا تو یہ نبیوں کی روحوں نے کہا کہ ان بندوں پر بڑا دُکھ ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ خود خدا کا قول ہے فرمایا کہ مجھے اُن بندوں پر بڑا ہی دُکھ ہے جن کو میں نے کتنی نعمت دی تھی کی تین تین رسول عطا کیے، لیکن انہوں نے قدر نہیں کی اور افسوس ہے ان بندوں پر حالانکہ میں نے انہیں عذاب دے کر مار دیا ہے لیکن مجھے دُکھ ہے کہ میرے بندے مارے گئے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ یہ اُن کافروں کا قول ہے جو اُس علاقے کے قریب رہتے تھے، جنہوں نے بعد میں آ کر اُن کی لاشیں دیکھیں اور اُنہیں جلا ہوا دیکھا اور جگہ پر عذاب دیکھا تو دیکھ کر کہا ہمیں بڑا افسوس ہوا، نبیوں کو انہوں نے قتل کیا اور دیکھو اب خود بھی مارے گئے۔

یہ بھی قوموں کا وطیرہ ہوتا ہے کہ پہلے نبیوں کا قتل کر لیتے ہیں بعد میں توبہ کرتے ہیں........

کی میرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ
ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

تو اس کے بعد فائدہ کوئی نہیں ہے افسوس پہلے ہی ہے اگر اتنا ہی افسوس تھا تو پھر کلمہ پڑھ کر مسلمان کیوں نہیں ہوئے تو یہ اللہ کا انداز ہے اللہ نے اس پر افسوس کا اظہار کیا کہ اتنی بڑی زیادتی انہوں نے میرے نبیوں کے ساتھ کر دی کی مجھے یہ عمل کرنا پڑا۔

اُن کے پاس جب بھی کوئی رسول آیا ہے تو وہ اُسے مذاق کرنے لگ گئے یہ بھی قرآن کا اسلوب ہے یہ بھی قرآن نے ہمارے سامنے ایک بہت بڑی تعلیم رکھ دی ہے کہ یہ پہلے سے وطیرہ چلا آ رہا ہے کہ رسولوں کو مذاق کا نشانہ بنایا جا رہا ہے حالانکہ رسول ایک ایسی عظیم شخصیت ہوتا ہے جس کے اندر کوئی عیب نہیں ہوتا اللہ نے اُسے معصوم پیدا کیا ہوتا ہے اُس کی شخصیت داغدار نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود کوئی بدنصیب اُس کا مذاق اڑائے تو اس سے پتہ چلا کہ وہ خود ہی اس قابل نہیں ہے ورنہ رسولوں کے اندر کوئی عیب نہیں ہوتا ہے تو فرمایا کہ انہوں نے مذاق اڑایا رسولوں کا

تو اس سے مبلغ کو یہ تعلیم ملتی ہے کہ محترم تم کتنے ہی نیک کیوں نہ ہو جاؤ یہ لوگ باز کبھی نہیں آئیں گے تمہارے لئے تکلیف کے جملے کہتے رہیں گے۔ تمہیں مسیٹر بھی کہیں گے، تمہیں مولوی، حافظ صاحب بھی کہیں گے، تمھارا مذاق بھی اڑائیں گے یہ سارا کچھ دنیا کرتی رہتی ہے اور اس سے باز کبھی بھی لوگ نہیں آئے۔

خود آقا ﷺ کو بڑی باتیں سُننی پڑیں دنیا کے ہر نبی کو باتیں سُننی پڑیں کون سا ایسا رسول ہے جس کو مذاق کا نشانہ نہیں بنایا گیا آج اگر آپ دیکھیں تو بہت سارے لوگ دین سے دور ہیں وہ دین کے بڑے بڑے اعلیٰ اصول نہیں اپناتے ؟ کیوں جی لوگ مذاق اڑاتے ہیں، لوگ مذاق کرتے ہیں لہٰذا دین کے بڑے اعلیٰ اصولوں کو ترک کر دیتے ہیں یہ داڑھی شریف ہے، نماز کی عادتیں ہیں، امامہ پہننا ہے، ٹوپی سر پر رکھنا ہے، نظریں جھکا کر چلنا ہے، نرم آواز میں بات کرنا ہے بڑے بڑے اچھے اصول ہیں مگر لوگوں نے ترک کر دیئے ہیں، یہ بڑے بڑے پیارے اصول ہیں دین کے...

لیکن لوگ اس پر عمل نہیں کرتے اُنہیں سب سے بڑا ڈر لوگوں کا ہے لوگ مذاق اُڑائیں گے، داڑھی رکھی تو لوگ کہیں گے کہ تم نے اب داڑھی رکھ لی ہے اوہ! تیرا تاں ہون ویاں نہیں ہونا... مذاق کریں گے لوگ اور اسی طرح نماز..... حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ میرے ایک کزن تھے جب ہم اُن کے پاس جاتے اور ہم نماز پڑھنے جاتے تو انہیں بھی نماز پڑھنے کا کہہ دیتے تو شرموشرمی وہ چلے جاتے نماز پڑھنے لیکن کچھ دن بعد وہ پھر چھوڑ دیتے ہم نے اُن سے پوچھا آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے ؟ مسلسل پڑھا کریں اس کو نہ چھوڑا کرو تو انہوں نے جو جواب دیا وہ اس آیت کے ساتھ جُڑتا ہے اُس نے جواب دیا یار میرا دل بہت چاہتا ہے میں نے چند روز پڑھی تھی تو لوگ میرا مذاق اڑانے لگ گئے میں حیران ہوا کہ نماز کا کون مذاق اڑاتا ہے جواب دیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں پتا ہے تم کتنے برے ہو اور نمازیں شروع کر لی ہیں لہٰذا اس طرح کی نماز کا کوئی فائدہ نہیں تو میں نے نماز ہی چھوڑ دی تو بہت سارے دین کے اصول ایسے ہیں جن کو ہم لوگوں کے لئے چھوڑتے ہیں اور یاد رکھئے !!!

یہ لوگ کبھی بھی آپ سے محبت نہیں کریں گے یہ لوگ پھر بھی آپ کا مذاق اُڑائیں گے تم جب نیکی سے باز آ جاؤ گے اور چھوڑ دو گے نیکی تو کہیں گے بس اینا ہی نیک بنناسی پھر بھی لوگ تمہارا مذاق اڑائیں گے تو راضی پھر نہ ہوئے تو لہٰذا رسولوں نے لوگوں کے مذاق کو سہا ہے تم کس باغ اور کھیت کی مولی ہو؟ تم نے کونسی نیکی کی جنگیں لڑلی ہیں؟ تم نے کونسے بڑے بڑے مدرسے، جامعہ کھول لیئے ہیں جو لوگوں کے مذاق سے ڈرتے ہو؟ اور آج اگر لوگوں کو نیکی کے لئے بُلائیں تو سب سے بڑا بہانہ ہوتا ہے جی لوگ کیا کہیں گے؟ لوگ رات کے وقت

بچیوں کو درس لینے نہیں بھیجتے کہ یہ کوئی درس کا وقت ہے؟ مہندی کے لئے رات بارہ بارہ بجے کا وقت ہے اُس وقت نہیں کوئی روکتا، شادیوں کے لئے رات دو

دو بجے کا وقت ہے اور وہ جائز ہے؟ تو یہ مذاق اڑاتے ہیں کہ رات کا وقت کوئی درس کے لئے ہوتا ہے بھلا؟ دن کے وقت رکھیں تو لوگ کہیں دن کا وقت ہے یہ تو کام کا وقت ہے اس وقت درس رکھ لیا ہے آپ نے، صبح صبح رکھیں آپ اور اگر صبح صبح رکھیں تو کہیں گے لو جی! ہون سُتا اُٹھ کے آ یئے؟ یعنی کسی طرح بھی لوگ راضی نہیں ہو سکتے تو قرآن کہہ رہا کہ تم میرے رسولوں کو دیکھو وہ بھی مذاق کا نشانہ بنتے رہے۔ اُنہیں بھی مذاق ہوتا رہا تو تم چیز کیا ہو؟ تم دو جملے نہیں سُن سکتے اپنے نبی کے لئے تو تم چیز کیا ہو؟ آقا کے دین کے لئے دو جملے نہیں سُن سکتے اور حضور کی طرف دیکھو حضور کو ہر طرف طعنوں اور مذاق کا نشانہ بنایا گیا، پتھر برسائے گئے، کبھی جادوگر کہا گیا، کبھی کہا گیا کہ یہ تو کہانیاں بڑی اچھی سناتا ہے، کبھی کہا گیا کہ یہ تو دل بڑی جلدی جیت لیتا ہے اور عجیب وغریب باتیں حضور کے لئے کہی گئیں لیکن حضور برداشت کرتے گئے، حضور نے کوئی لفظ نہیں کہا، دنیا کے ہر ولی کو، ہر نیک شخص کو یہ باتیں سُننی پڑیں اور نیکیوں پر چلنا کوئی اتنا آسان راستہ ہے؟ یہ خزانہ ہے اللہ کا اور یہ خزانہ تمہیں ایسے ہی مل جانا ہے؟

قرآن آسان کورس میں بڑے آئے اور بڑے گئے یہ چھوٹی چیز نہیں ہے یہ بہت بڑا خزانہ ہے۔ بہت سارے چہرے ہیں جو آج ہیں اور کل نہیں ہوں گے بھاگ جائیں گے تو اللہ قرآن کو سمجھنے کے لئے خاص لوگوں کو چُنتا ہے اور وہ آ کر اللہ کا کرم لوٹتے ہیں تو قرآن کہہ رہا ہے کہ اتنا زبردست ظلم کیا ہے انہوں نے کہ میرا کوئی رسول آیا انہوں نے مذاق چھوڑا نہیں، ہر رسول کو مذاق کا نشانہ بنایا لہٰذا یہ لوگوں کی فطرت ہے تو

''کسی کے لئے کوئی کام نہ کرو ہمیشہ اللہ کے لئے کام کرو''

اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ جب کوئی تمہارا مذاق اُڑائے گا تو اُسے کہیں بھئی! تیرے مذاق سے مجھے کیا فرق پڑنا ہے؟ میں تیرے لئے تھوڑی کرر ہا ہوں میں تو اپنے رب کے لئے کرر ہا ہوں،، میں تو اپنے رسول اور اللہ کے لئے کرر ہا ہوں تو مذاق کرتا رہ، تیرے مذاق سے مجھے کیا فرق پڑنا ہے؟ اور اگر تعریف کرے تو کہیں کوئی بات نہیں تعریف بھی اللہ ہی کی ہے، تنقید کرر ہا تو بھی کہیں کوئی بات نہیں کر لے تنقید میں تیرے لئے تھوڑی کرر ہا ہوں تو بہت سارے لوگ ہمیں بھی آج طعنہ وتشنیہ کرتے رہتے ہیں تو کرتے رہیں ہم اُن کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے لئے کرر ہے ہیں ہمیں عادت ہوگئی ہے، ہم اپنا کام قرآن کا جاری رکھتے ہیں، کوئی جتنا مرضی بات کرتا رہے جس دن سامنے آئے گا دیکھ لیں گے، پیٹھ پیچھے جو کرتے ہیں وہ بزدل ہیں جس نے کرنی ہے وہ سامنے آ کر کرے گیارہ سال ہو گئے پیٹھ پیچھے بڑے اعتراض کیے مگر سامنے آ کر کسی نے بات نہیں کی اور نہ کبھی کوئی کرے گا انشاءاللہ....

دین کے آگے کون کھڑا ہو سکتا ہے اُس نے حشر کے دن اپنا کیا حال کروانا ہے لہٰذا دین کے آگے کوئی کھڑا نہیں ہوتا پیچھے بڑی باتیں کرتے ہیں لوگ اور قرآن کہتا ہے میرے رسولوں کو باتیں ہوئی ہیں آپ کیا چیز ہیں، میرے رسول بھی اس سے مُبرا نہیں ہوئے تو آپ پھر کیا ہیں آپ چُپ کر کے برداشت کرتے جائیں۔

اَلَمْ یَرَوْ اکَمْ قَبْلَھُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّھُمْ اِلَیْھِمْ لَا یَرْ جِعُوْنَ.

کیا انہیں علم نہیں ہے کہ ہم نے اس سے پہلے کتنی اُمتوں کو ہلاک کر دیا، کتنی اُمتیں ہلاک ہوئیں قیصر وکسریٰ آئے ہلاک ہو گئے، فرعون کا آج نام و نشان نہیں ہے، بڑے بڑے خانوادے، بڑے بڑے شہزادے اس دنیا میں آئے، مصر کے فرعون آئے آج اُن کے مقبروں کے نشان بھی مٹ چکے ہیں اللہ کہہ رہا ہے میں نے ہلاک کر دیا کچھ بھی نہیں چھوڑا اُن کا، اس دنیا پر ایسے ایسے بادشاہ آئے جنہوں نے آدھی آدھی زمین پر حکومت کی اور آج اُن کا نام ونشان نہیں، ہمارا چھ مرلے کا مکان ہے اور وہ چھ ہزار مُربہ میل پر حکومت کرنے والے لوگ تھے مٹ گئے، قرآن کہہ رہا کہ میں نے کتنی اُمتیں ہلاک کر دی ہیں

، بتاؤ تم کیا چیز ہو؟ تمہارا کیا حال ہونے والا ہے اللہ نے تو بڑی اُمتیں ہلاک کر دی ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ حضورﷺ کے دور میں جو قیصر و کسریٰ تھے انہیں صرف لقب ملا ہوا تھا نام ان کا کوئی اور تھا اور موسیٰؑ کے دور میں جو فرعون تھا اُس کا نام فرعون نہیں تھا بلکہ فرعون اُس کا لقب تھا، کوئی تاریخ کا طالب علم اُٹھے اور مجھے اُس کا نام بتائے؟ نہیں پتا ہو گا، قیصر و کسریٰ کا نام نہیں پتا ہو گا لیکن اگر کوئی یہ پوچھ لے کہ حضورﷺ کے موذن کا کیا نام تھا؟ تو نام ہے حضرت بلالؓ تو بتائیں کون زندہ ہوا؟ بلال زندہ ہوا جس کا نام نہیں مٹا، جس کا نام آج بھی زندہ ہے

اس سے ثابت ہوا کہ دین اصل میں زندگی دیتا ہے، تیرا کاروبار، تیری دولت تجھے مٹا دیتی ہے۔ دین زندگی عطا کرتا ہے تو فرمایا ہم نے کتنی اُمتیں ہلاک کر دی ہیں اور اُن میں سے کوئی نہیں بچا۔

کہا کوئی اپنی بادشاہت سمیت کہے کہ مجھے واپس بھیجو تو میں اُسے واپس نہیں بھیجوں گا، موت ہلاک کر چکی اُسے، اب وہ کبھی واپس آنے والا نہیں ہے اور کل قیامت کے دن کیا کروں گا؟

وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ.

اے نبی! ہم اپن سب کو اپنے سامنے کھڑا کر دیں گے، جتنے بھی بڑے بڑے بادشاہ گزرے، ہماری نافرمانیاں کرتے ہوئے گئے ہم انہیں اپنے سامنے کھڑا کریں گے، حاضر کریں گے، ادھر آؤ اب جس کا عقیدہ یہ ہے کہ اُسے قیامت کے دن حاضر ہونا ہے تو اُس کے چہرے پر فکر کے آثار نظر آتے ہیں، اُس کو ہر وقت نماز، قرآن کی فکر ہو گی، اُس کو ایک ایک لمحے کی فکر ہو گی کیونکہ اُسے پتا ہے اللہ فرما رہا ہے میں بڑے بڑے بادشاہوں کو حاضر کروں گا تو مولا! ہم کیا چیز ہیں ہم تو نہ تین میں ہیں اور نہ تیرہ میں ہیں، ہماری تو مولا کوئی اوقات نہیں ہے۔ مولا تو ان لوگوں کو کھڑا کر سکتا ہے جو بڑے بڑے جابر تھے تو مولا ہماری تو کوئی اوقات نہیں ہے۔ جو یہ ذہن میں رکھے گا اُس کی ہر وقت ٹکٹکی اللہ کی طرف لگی رہے گی لہٰذا یہ جذبہ ہمیں سورۃ یٰسین سے حاصل ہو رہا ہے کہ جب بھی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا خیال آئے تو ذہن میں رکھنا رب تجھ سے ایک ایک لمحے کا سوال کر سکتا ہے اور قرآن اگر قیامت کے دن پوچھ لے کہ میرا حق ادا کیا یا نہیں؟ تو اُس وقت جب تم کٹہرے میں کھڑے ہو گے تو جواب دیئے بغیر تمہارا گزارا نہیں ہو گا، جواب دیئے بغیر چھٹکارا نہیں ہونے والا ہے۔

قرآن پاک ایک ایسی عظیم الشان کتاب ہے ایک ایسا عظیم الشان تحفہ ہے جو اللہ نے اُمتِ محمدیہ کو دیا ہے حضورﷺ نے ساری زندگی اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے اور خود بھی اس پر عمل کیا ہے رمضان جب آتا تو حضورﷺ حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ مل کر قرآن کا دورہ فرمایا کرتے تھے جبرائیلؑ حضورﷺ کو قرآن سنایا کرتے تھے اور حضورﷺ جبرائیل کو قرآن سناتے اس طرح دونوں مل کر Revision کرتے۔ حضرت عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضورﷺ سے سورۃ البقرۃ دس سال میں سیکھی اس سے پتہ چلا صحابہ کرام نے قرآن کو بڑی گہرائی سے جانا، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جب قرآن کی آیت نازل ہوتی تو جب تک ہم پڑھ کر، سمجھ کر، عمل میں نہ لاتے اگلی آیت نہ پڑھتے تو یہ خوبصورت طریقہ صحابہ کرام کا رہا کہ صحابہ کرام پڑھ کر، سمجھ کر عمل میں لاتے اور پھر اگلی آیت کی طرف روانہ ہوتے اور ہم نے قرآن کے ساتھ ایسا محبت والا انداز نہیں بنایا اللہ ہمیں قرآن سے شغف عطا فرمائے تو قرآن آسان کورس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے اندر قرآن کو سمجھ کر اور درست تلفظ کے ساتھ پڑھنے کا شعور پیدا کیا جائے اللہ ہماری یہ کوشش قبول فرمائے (آمین)

یہاں سے اللہ اُن لوگوں سے مخاطب ہونے لگا ہے جو عقلی دلیلیں مانتے ہیں، پہلے اللہ اپنی ذات کی دلیلیں دیتا رہا اور اب یہاں سے اُن لوگوں کو مخاطب کیا جا رہا جو کہتے ہیں ہمیں کچھ دکھاؤ، ثبوت دکھاؤ اور اللہ کی ذات کے جو ظاہر ثبوت ہیں اُن کی طرف جو دلیلیں مانگتے ہیں سورۃ یٰسین اُن کا پیٹ بھرنے کے لئے بہت خوبصورت گفتگو کرنے لگی ہے اور اُن کے لئے ایسی ایسی دلیل دینے لگی ہے کہ اُن کے مُنہ بند ہو جائیں گے اور اللہ کی توحید کی اور اُس کی فطرت کی ایسی دلیلیں قرآن پاک میں سورۃ یٰسین میں رکھی ہیں اس کے بعد انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، قرآن کی آیات دو چیزوں کی طرف راغب کرتی ہیں ایک ظاہری معنٰی بیان کرتی ہیں اور دوسرا باطنی معنٰی بیان کرتی ہیں لیکن یہاں پر جو آیات بیان ہوئی ہیں ان کا تعلق ظاہری معنٰی سے ہے مفسرین نے کہا ہے کہ آپ چاہیں تو اس سے باطنی معنی کو نکال لیں لیکن اللہ نے ان آیات کو ظاہر کی چیزوں کے لئے اتارا ہے اور اس سے ظاہری معنی اخذ کیے ہیں، وجود کا اثبات کیا ہے اور یہ ساری باتیں اللہ کی ذات کی پہچان دیتی ہیں اللہ کی ذات کی پہچان کا باب کھلنے لگا ہے اور قرآن غور و فکر کی دعوت دینے لگا ہے کہ دھیان رکھنا اس کے بعد میری ذات کا انکار نہیں ہو سکتا ان آیات میں ہمارے لئے ہمارے ایمان کی روشنی پیدا ہوگی، ہمارے ایمان کا نور پیدا ہوگا اور ہمارے ایمان میں اللہ مزید برکت ڈال دے گا اور ہمیں اور اللہ کی ذات پہ یقین اور اللہ کی ذات سے محبت اور اللہ کی ذات کے ساتھ ایک خاص اُنس پیدا ہوگا۔

وَ اٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ اَحْیَیْنٰهَا وَ اَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْ كُلُوْنَ.

اور اللہ کی ایک نشانی مردہ زمین ہے، پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور پھر ہم نے اس میں سے غلہ نکالا تو
تم لوگ اس میں سے کھاتے ہو اور غلہ تم استعمال کرتے ہو۔

وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَا بٍ وَّ فَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ.

میں نے اس کے اندر باغات پیدا کر دیئے کھجوروں کے باغ، اعناب کے باغ اور ہم نے اس
زمین میں چشمے جاری کر دیئے، پانی کے چشمے اس میں بہا دیئے۔

لِيَاْ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلاَ يَشْكُرُوْنَ

تم اس کے پھلوں کو کھاتے ہو کیا تمہارے ہاتھ نے ان میں سے کوئی بھی چیز بنائی ہے تو تم اب بھی ان نعمتوں کا شکرادا نہیں کرتے ؟

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مَمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ.

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر ایک چیز کے جوڑے پیدا کردیئے جنہیں زمین اگاتی ہے اور تمہارے اندر بھی ہم نے جوڑے بنائے اور بہت ساری چیزوں کے ایسے جوڑے بنائے ہیں کہ تمہیں اُن کا علم نہیں ہے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مَنْهُ النَّهَارَفَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ.

میری ایک نشانی رات بھی ہے جسے ہم دن میں سے نکال لیتے ہیں تو وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّلَّهَا ذٰلِکَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمِ.

اور میری نشانی سورج بھی ہے جو اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے یہ ایک خاص راستہ ہے اُس غالب اور علم والے خدا کا مقرر کیا ہوا ہے۔

وَا لْقَمَرَ قَدَّرْ نٰهُ مَنَا زَلَ حَتّٰى عَادَ كَا لْعُرْ جُوْنِ الْقَدِيْمِ.

میری نشانی چاند بھی ہے، ہم نے اس کے لئے منزلیں مقرر کردی ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ وہ کجھور کی بوسیدہ شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔

لَاالشَّمْسُ يَنْبَغِیْ لَهَآ اَنْ تُدْ رِکُ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِیْ فَلَکٍ يَّسْبَحُوْنَ.

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سورج چاند کو جا کر پکڑلے اور کبھی رات دن سے پہلے آجائے ایسا کبھی نہیں ہوا یہ سب سیارے اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

وَاٰ يَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُ رِّيَّتَهُمْ فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ.

اور ہماری ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم نے تمہاری اولاد کو ایک کشتی میں سوار کردیا جو بھری ہوئی تھی۔

وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ.

اور ہم نے اُس کشتی کی طرح کی اور بھی چیزیں پیدا کر دیں جن کے اُوپر تم سواری کیا کرتے ہو۔

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ.

اور اگر ہم چاہیں تو اُنہیں غرق کر کے رکھ دیں، کوئی اُن کی فریاد سُننے والا نہ ہو اور نہ کوئی اُنہیں ڈوبنے سے بچا سکے۔

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَ مَتَا عًا اِلٰى حِيْنٍ.

ہاں ہم نے خود ہی اُن پر رحمت فرمائی ہے اور ایک خاص وقت تک تمہیں زمین پر زندہ رہنے کے لئے دیا ہوا ہے۔

اللہ نے خوبصورت انداز میں تین چیزوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

(۱) پہلے زمین کی بات کی

(۲) دوسرے نمبر پر آسمان کی بات کی

(۳) تیسرے نمبر پر سمندر یعنی پانی کی بات کی

یہ تین چیزیں دنیا میں بہت بڑی تخلیقات ہیں زمین، آسمان اور سمندر ان تین چیزوں کی پوری Detail اللہ نے ایک کُوزے کے اندر بند کر کے رکھ دی اس کے بعد پوری کی پوری Astronomy پوری کی پوری جیالوجی، سمندروں کے علوم، آسمانوں کے علوم اور زمینوں کے علوم وہ بھی ان ہی آیتوں سے نکالے جائیں گے یہ آیات ان تمام علوم کا ماخذ ہیں۔

اللہ فرما رہا ہے میری نشانی یہ ہے کہ میں نے مُردہ زمین پیدا کی ہے پھر ہم نے اُسے زندہ کر دیا ہم نے اُس میں سے غلہ نکالا پس تم اُس غلہ میں سے کھاتے ہو، پھر ہم نے اُس میں سے باغات اگائے، کھجوراور انگوروں کے باغ اگائے اور پھر اُس میں چشمے جاری کر دیئے اور پھر اور بھی اس میں پھل پیدا کر چکے ہیں اور کسی شے کو تم نے اپنے ہاتھوں سے نہیں بنایا یہ سارا کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے کیا تم ان نعمتوں پہ شکر ادا نہیں کرتے، پھر فرمایا اللہ نے ہر شے کا جوڑا جوڑا بنایا جو جو زمین سے نکلتا ہے وہ جوڑے کی شکل میں ہے اور ہم نے تمہارے نفسوں کو بھی جوڑے کی شکل دی ہے اور اُن چیزوں کا بھی جوڑا بنایا ہے جنہیں تم نہیں جانتے، پھر فرمایا میری نشانی رات ہے اور اُسے ہم دن کے اوپر اتار لیتے ہیں تو وہ اندھیرے میں چلے جاتے ہیں یہ آفتاب بھی ہماری نشانی ہے جو ایک ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے اور وہ ٹھکانہ اور اندازہ اللہ

کا مقرر کیا ہوا ہے جو بڑا غالب اور علم والا ہے اور چاند بھی ہماری نشانی ہے ہم نے مقرر کریں اس کے لئے منزلیں اور تم دیکھتے ہو کہ بوسیدہ شاخ کی طرح اس کی شکل ہو جاتی ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سورج بھاگ اور چاند کو پکڑ لے اور رات دن سے پہلے آجائے اور یہ سارے سیارے اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں اور کہا ایک میری نشانی کشتی ہے اور ہم نے تمہیں سوار کیا تھا، تمہاری ساری اولاد سوار ہوئی تھی اور جو بھر گئی تھی اور پھر ہم نے اُسی کشتی کی طرح تمہیں اور بھی سواریاں دی ہیں جن کے اُوپر تم سواری کرتے ہو اور اگر ہم چاہیں تو سمندر میں تمہیں غرق کر کے رکھ دیں، کوئی تمہاری فریاد سُننے والا نہ ہو اور نہ ہی تمہیں ڈوبنے سے بچانے والا ہو، ہاں ہم نے تم پر رحمت فرمائی ہے اور تمہیں زمین پر رہنے کے لئے کچھ وقت دیا ہوا ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ سائنسدانوں، انجینئر وں کی آیات ہیں، علمِ فلکیات والوں کی اور اس کی Detail اللہ نے قرآن میں دی ہوئی ہے اور چونکہ ہم آسانی چاہتے ہیں۔

وَ اٰیَةٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ اَحْیَیْنٰھَا وَ اَخْرَجْنَا مِنْھَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْکُلُوْنَ.

سب سے پہلے فرمایا کہ میری نشانی مردہ زمین ہے یہ زمین مردہ ہوتی ہے اور آپ دیکھیں گے کہ اس کے اندر کوئی جان نہیں ہوتی ہے لیکن جونہی اس کے اُوپر پانی پڑتا ہے تو اللہ اس کو زندگی عطا کر دیتا ہے اور وہاں سے پھر بیج، پودے اور پھل نکلتے ہیں تو قرآن کہتا ہے کہ ہم نے مُردہ زمین تو پیدا کی تھی پس ہم نے اسے زندہ بھی کر دیا ہے، ہم ہی اسے زندہ کر دیتے ہیں تم دیکھتے ہو پھر اس کے اندر سے غلہ نکلتا ہے اور کھانے، پینے کی چیزیں اترتی ہیں۔

یاد رکھیئے کہ!!! اللہ نے جتنا بھی انسانی غذا کا بندوبست کیا ہے وہ زمین سے کیا ہے اور ہماری روح کی غذائیں آسمان سے اترتی ہیں اُس کا تعلق زمین سے نہیں آسمان سے ہے، اللہ کی یاد کے انوار اور رحمتیں آسمان سے اترتی ہیں، جسم کی غذا کا انتظام زمین سے کیا اور کتنے فخر سے اللہ نے فرمایا کہ اور ہم نے اس میں سے غلہ نکالا ساری غذا کا بندوبست تمہارے لئے کیا ہے:

کھیتیاں ہیں سرسبز تیری غذا کے واسطے

آسمان، سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے

”ارے تو کسی اور کے لئے نہیں تو ہے صرف خدا کے واسطے“

لہٰذا یہ سب کچھ اللہ نے ہماری خدمتوں کے لئے پیدا کیا حضرتِ انسان کتنی برکتیں رکھتا ہے کہ اللہ نے اس کے لئے کتنے خوبصورت انتظامات کیے ہیں فرمایا!!! غلہ ہماری بہت بڑی نشانی ہے صرف تمہارا کام یہ ہے کہ تم اس میں بیج ڈال دو اس کے بعد تم ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے ہو کسی چیز کو، بس بیج ڈال کر اُوپر مٹی ڈال دو اور پانی ڈال دو اُس بیج کو زمین سے اکھاڑنا اور نکالنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔

بلکہ اگر شہتوت کے بارے میں کہا جائے تو سائنس اس بات پر حیران ہو جاتی ہے کہ شہتوت وہ واحد پھل ہے جس کے کئی رنگ ہیں مثلاً شہتوت کا پھل آگے سے سرخ، درمیان سے گلابی، پیچھے سے کالا اور اُس سے پیچھے پیلا ہو جائے گا تو ایک ہی پھل کے چار رنگ بنائے اور پھر اُس کے پتوں کا ڈیزائن بڑے عجیب طریقے سے تخلیق کیا گیا اور اسی طرح آم کا جو درخت ہے اس پر سائنس اپنی تمام حدیں کراس کر جاتی ہے اور اللہ کی ثنائیت آم میں ہے کہ ایک ہی طرح کی گھٹلی مگر اس میں آم کی کئی قسمیں پائی جاتی ہیں ایک ہی طرح کی گھٹلی مگر اس میں قسمیں ہیں کوئی لنگڑا، کوئی انور راٹھور، کوئی چونسا کہلائے گا اور اللہ نے آم کی دوسو سے زائد قسمیں پیدا کر دیں۔ پھر لوگ اس کا مختلف استعمال کرتے ہیں، کوئی اس کو کاٹ کر استعمال کرتے ہیں، کوئی اس کو چوس کر استعمال کرتے ہیں، کوئی اس کو چوس کر استعمال کرتے ہیں، کوئی اس کو چٹنی بنا کر استعمال کرتے ہیں تو ایک ہی پھل کو استعمال کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔

وَجَعَلْنَا فِیْھَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَا بٍ وَّ فَجَّرْنَا فِیْھَا مِنَ الْعُیُوْنِ.

اور دو پھل ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُن کو دیکھ کر ساری محبت اور پیار کی باتیں میری طرف آجانی چاہئے ایک کھجور ہے اور دوسرا انگور ہے۔

کھجور کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کھجور آدمؑ کے جسمِ اقدس کی جو مٹی بچی تھی اس نے اللہ تعالیٰ نے کھجور تخلیق فرمائی لہٰذا فرمایا کھجور کی عزت کیا کرو۔

اسی لئے کھجور کی گھٹلی کی عزت کی جاتی ہے اور اس کو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے کیونکہ اس کی عزت کرنے کا حکم خود حدیث میں موجود ہے ایسا عجیب پھل ہے جو کچا بھی کھایا جاسکتا ہے اس کو پکا کر بھی کھایا جاسکتا ہے، جسے اگلے موسموں کے لئے سٹور بھی کیا جاسکتا ہے، جس کو سکھا کر چھوہارے کی شکل میں استعمال بھی کیا جاسکتا ہے، جس کی گھٹلی کا بھی فائدہ ہے اور کھجور ایک ایسا درخت ہے جس کے اُوپر کبھی خزاں طاری نہیں ہوتی (سبحان اللہ) یہ سارا سال پھل دیتا ہے عربوں کے اندر چونکہ کھجوریں وافر مقدار میں موجود ہوتی ہیں لہٰذا اللہ نے اس کی مثال دی اور عربوں کے اُوپر چونکہ قرآن اترا تو اللہ نے کھجور کو سامنے رکھا کہ دیکھو کیسا عجیب پھل ہے اور ایک کھجور کئی کئی وٹامن کو پورا کر دیتی ہے اور اس کے اندر کئی کئی اجزاء موجود ہیں اور ایسی اعلیٰ مٹھاس پائی جاتی ہے اس کے اندر کہ شوگر کا مریض بھی کھجور کھائے تو اُس کی شوگر ہائی نہیں ہوگی۔

پھر کہا میری ایک بہت بڑی نشانی انگور ہے اللہ نے بڑے خوبصورت انداز میں میٹھے شیرے کو کیسی اعلیٰ پیکنگ میں رکھا ہوا ہے اس کر اُوپر باریک جھلی ہے اور اندر میٹھا شیرا ہے اور سائنس اس بات پر حیران ہو جاتی ہے کہ یہ میٹھا شیرا ماں کے دودھ سے مشابہت رکھتا ہے یعنی بچے کو اگر ماں کا دودھ اور دوسری طرف انگور کا شیرا دیا جائے تو یہ ماں کے دودھ سے مشابہت رکھتا ہے اور اللہ نے اس کی کمال تخلیق فرمائی ہے اور اس کے گچھوں کو کمال خوبصورتی عطا کی ہے اور جنت کے اندر بھی اللہ نے اس کا خاص اہتمام کیا ہے اور اس کو جو خوبصورتی دی گئی ہے اس کا انداز جدا ہے لہٰذا اللہ نے خاص طور پر انگوروں کا ذکر کیا اور ساتھ فرمایا میں نے بڑے بڑے خوبصورت چشمے جاری کیے ہوئے ہیں

کبھی آپ کاغان، ناران کی طرف جائیں تو آپ وہاں اس کا منظر دیکھتے ہیں۔

میں خود اس کا گواہ ہوں کہ دو پہاڑ ہیں اور پتھریلا سارا درمیان سے معاملہ ہے دور تک پتھر ہی پتھر ہیں لیکن پتھر کے اندر سے ایک سوراخ ہے اور اس سے چشمہ جاری ہوا ہے پانی باہر آ رہا ہے بندہ حیران رہ جاتا ہے کہ کہاں سے ہوتا ہوا اور کدھر سے ہوتا اور دو پتھروں کے درمیان سے پانی باہر نکلتا ہے تو لہٰذا اللہ کی یہ قدرتیں ہیں جن کا اظہار اللہ نے فرمایا ہے اس جگہ سے پانی کو نکال دیا ہے کہ اُس جگہ انسان کی پہنچ بھی نہیں ہوسکتی وہ پانی میٹھا بھی ہے اور پینے کے قابل بھی ہے اور وہ انسانی صحت کے لئے بڑا موزوں بھی ہے کوئی ایسا پانی بھی نہیں ہے جو چشمے سے پیئے تو انسان بیمار ہو جائے زیادہ صحت اندوز پانی ہے اس کو استعمال کرنے سے زیادہ بہتری پیدا ہوتی ہے تو آگے مزید خوبصورت آیتیں اتار دیں کہ!!

لِيَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ

یہ جو خوبصورت پھل ہیں تم انہیں کھاؤ، میرے پھلوں کو استعمال کرو یہ سارا کچھ میں نے تیری ذات کے لئے بنایا، تجھے خوش کرنے کے لئے بنایا، تیری خدمتوں کے لئے بنایا، یہ زمینوں کے سارے نظام تیرے لئے بنائے لہٰذا کھاؤ اسے لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ تیرے ہاتھ نے کچھ نہیں کیا اس میں، تجھے ہاتھ بھی نہیں ہلانا پڑا اس میں اور میں نے اتنی پیاری نعمتیں تیرے سامنے رکھ دیں یہ کتنی پیاری دلیل اللہ نے دی ہے کہ تو میری ذات کی طرف راغب نہیں ہوتا ،میری ذات کی محبت تجھے کھینچ کر نہیں لاتی، کیا تو محبت سے مصلیٰ پر کھڑا ہو کر میرے لئے دو سجدہ نہیں کر سکتا، کیا تو قرآن کی چند آیتیں میری محبت میں پڑھ نہیں سکتا، میں نے کتنے اعلیٰ اہتمام تیرے لئے کیے، تجھے ہاتھ بھی نہیں ہلانے پڑے اور تیرا دسترخواں انواع قسم کے پھلوں سے بھر دیا۔

اَفَلاَ یَشْکُرُوْنَ تو تم پھر بھی شکر نہیں کرتے ہم شکر کرتے ہیں مولا، جب کبھی ایسی آیت آئے اَفَلاَ یَشْکُرُوْنَ سوال پوچھا جارہا ہو تو فوراً رکیں اور کہیں مولا میں شکر کرتا ہوں۔

رکیں اور فوراً جواب دیں اللہ یہاں کلام کررہا ہے آپ سے.......

اَفَلاَ یَشْکُرُوْنَ کیا تم شکر نہی کرتے رکیں اور کہیں نہیں مولا میں کرتا ہوں کہہ دیجئے میں شکر کرتا ہوں۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ.

سُبْحٰنَ الَّذِیْ آیت کا آغاز بھی سبحان اللہ سے ہوا ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْ اللہ نے پندرھویں پارہ کا آغاز بھی اسی سے کیا ہے اور جو معراج کی آیت بیان کی وہاں بھی یہ لفظ استعمال کیا۔

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گئی راتوں رات سیر کرانے کے لئے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئی تو اللہ نے معراج کا ذکر کیا وہاں بھی یہ لفظ استعمال کیا یہاں بھی سُبْحٰنَ الَّذِیْ لگایا لگتا ہے معاملہ آگے بھی معراج جیسا آنے والا ہے، لگتا ہے آگے ڈسکس معراج جیسی اعلیٰ بات کی ہونے لگی ہے۔

اللہ فرمارہا ہے کہ میری ذات بڑی پاک ہے جس نے جوڑے پیدا کیے۔ میں نے ہر چیز جوڑوں میں پیدا فرمائی ہے جو جو زمین سے نکلتا ہے وہ سب جوڑوں کی شکل میں ہے اللہ نے جتنے پھل پیدا کیے ان میں نر اور مادہ بنائے نر اور مادہ کے Interaction سے پھل پیدا ہوتا ہے، گندم بنائی اس میں نر اور مادہ پودے بنائے، چاول بنایا اُس میں بھی نر اور مادہ بنائے، دنیا میں جتنی بھی انواع واقسام جو زمین سے برآمد ہوتی ہیں اللہ فرمارہا ہے میں نے اُن کے اندر جوڑے پیدا کیے اور یہ میری کمال ثنوائیت ہے ایک میل ہے دوسرا فی میل ہے یہ میرا زبردست انداز ہے جو میں نے اس پوری دنیا میں رونق پیدا کرنے کے لئے بنایا۔

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ

علامہ اقبال نے بھی اسی چیز کو اپنے شعروں میں بیان کیا:

اگر اللہ تعالیٰ نے یوں مرد اور عورت کے جوڑے نہ بنائے ہوتے تو یوں دنیا میں رنگ نہ ہوتا، رونق نہ ہوتی۔

''مرد کی مردانگی کیا فائدے کی اگر عورت کی آنکھوں کا خمار نہ ہو''

اور

''عورت کی آنکھوں کے خمار کا کیا فائدہ جب مرد کی مردانگی نہ ہو''

اللہ نے دونوں کو بڑے انداز میں پیدا کیا اور فخر کیا فرمایا: سُبْحٰنَ الَّذِیْ پاک ہوں میں جس نے جوڑے بنائے اُس کو بڑے فخر سے بیان کررہا ہے کہ میں

نے جوڑے بنائے بلکہ اگر غور کیا جائے تو پنکھے کے بھی جوڑے بنائے ایک اس میں ٹھنڈی تار ہے اور دوسری اس میں گرم تار ہے یہ دونوں ملیں تو پنکھا چلتا ہے اگر دیکھا جائے تو انسانی جسم میں بھی XY کروموسومز کا جوڑا بنایا xy کروموسومز اللہ نے انسانی جسم کی Building میں بنائے جوڑے ملتے ہیں تو انسانی جسم کی تخلیق ہوتی ہے پھر فرمایا کہ میں نے تمہارے نفسوں کے بھی جوڑے بنائے ۔تمہارے نفسوں کے اندر دو کندھے، دو آنکھیں، دو ہاتھ، دو پاؤں، دماغ کے دو حصے، دو پھیپھڑے، دو گردے لیکن دل ایک بنایا کیونکہ اللہ بھی تو ایک ہے اور دل کے اندر اللہ ہی رہے کیونکہ یہ اللہ کی جگہ ہے اس کو الگ کر دیں یہ اللہ کی اپنی پراپرٹی ہے باقی اللہ نے ہر جگہ نفسوں کے اندر بھی جوڑے تخلیق فرمائے اور ہر چیز کو جوڑوں میں تخلیق کر کے اللہ فخر محسوس کر رہا ہے اور فرما رہا کہ بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جن کا علم ہی نہیں تمہیں، میں نے اُنہیں بھی جوڑوں میں ہی بنایا ہے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ.

میری بہت بڑی نشانی رات ہے اللہ کہہ رہا ہے کہ رات میری نشانی ہے۔ جب اندھیرا چھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پورے دن کی روشنی کو کہاں لے جاتا ہے کسی کو نہیں پتہ اُس کی تخلیق کو کوئی بھی Challange نہیں کر سکتا ہے فرمایا رات کا آنا میری نشانیوں میں سے ہے فرمایا جب یہ آتی ہے تو سمجھو میری طرف سے آتی ہے۔ میرے علاوہ رات کو کوئی لا نہیں سکتا پوری زمین پر......

پھر فرمایا ہم اُتار لیتے ہیں اس سے دن کو اللہ فرما رہا ہے کہ اصل میں رات حقیقت میں ہے، اندھیرا حقیقت ہے ہم دن کو اُس کے اُوپر چڑھاتے ہیں ،دن رات کے اُوپر چڑھتا ہے اور جب شام آتی ہے جس طرح کپڑا کھینچا جاتا اس طرح اُس کو کھینچتے ہیں کپڑے کی طرح اور نیچے سے اندھیرا آجاتا ہے۔ اصلیت میں اندھیرا ہے اور دن اس کے اُوپر چڑھا ہوا ہے اللہ فرماتا ہے ہم اتار لیتے ہیں اس کے اُوپر سے دن کو، دن اترتا ہے تو رات چڑھتی ہے۔ یہ ہماری تخلیق ہے اور اللہ نے کمال حکمت سے دن اور رات کا ذکر کیا زمین کے ایک حصے میں اس وقت صبح کا وقت ہے اور عین اسی وقت دوسرے حصے میں رات کا وقت ہے وہاں سورج چمک رہا ہے لوگ اُٹھ رہے ہیں ناشتہ کر رہے ہیں، دفتروں کی تیاری ہو رہی ہے لوگ روڈوں پر نکل رہے ہیں، بچے سکولوں کی طرف جا رہے ہیں، کوئی دکانوں کی طرف جا رہا ہے، اپنے اپنے Offices کی طرف جا رہے ہیں same یہی ٹائم میں دوسرے کسی ملک میں رات ہے تو اللہ نے فرمایا دونوں کو میں نے پیدا کیا دونوں طرف معاملہ اور ہے تو اللہ نے یہاں اپنی خوبی کا ذکر کیا دن اور رات کا آنا اور جانا اللہ کے ایسے اختیار میں ہے کہ ان کے اُوپر کسی کا بس نہیں چل سکتا یہ اللہ کی بہت بڑی نشانیوں میں سے ہے۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمِ.

سورج میری نشانی ہے ایسا زبردست سیارہ اور ستارہ کہ جس کے اندر منوں ٹنوں ہیلیم گیس پائی جاتی ہے اللہ نے اس کے اندر اتنا ذخیرہ پیدا کیا ہے کہ اربوں سال تک جل سکتا ہے اور ہیلیم گیس منوں ٹنوں کے حساب سے اس کے اندر جل رہی ہے اور اُس کی روشنی پوری زمین کے اندر پہنچ رہی ہے اللہ نے سورج کو ایک خاص فاصلے میں رکھا زمین کے ساتھ اگر تھوڑا سا فاصلہ کم کر دیتا تو یہاں پہ کوئی زندہ نہ رہتا زمین پر اور اگر تھوڑا سا فاصلہ زیادہ کر دیتا تو سردی اتنی ہو جاتی کہ کوئی بھی مخلوق باقی نہ بچتی زمین پر سورج کو کہا کہ یہ میری علامت ہے میں نے اس کا خاص انداز میں رکھا ہوا ہے اور اس کا ایک خاص مدار ہے جس کے اندر یہ Travel کر رہا ہے اور اس خاص مدار سے یہ باہر نہیں نکل سکتا۔

حضور ﷺ کے پاس ایک صحابی موجود تھے اور مغرب کا وقت ہو رہا تھا صحابہ سے رسول نے پوچھا اے میرے صحابہ!!

بتاؤ مغرب ہورہی ہے یہ سورج غروب ہورہا ہے یہ کہاں جاتا ہے؟ تو صحابہ نے فرمایا:

یارسول اللہ ﷺ اللہ اوراس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں کہ کہاں جاتا ہے تو رسول ﷺ نے فرمایا سورج عرش کے نیچے جا کر سجدے میں مصروف ہو جاتا ہے۔اور سائنس اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ ہماری زمین کی زندگی کا سارا دارومدار سورج پر ہے اوراس کی جو ultraviolet Rays ہیں وہ خاص انداز میں زمین پر آنے سے رکی ہوئی ہیں اور اگر اللہ نے اُس کے اوپر سے اگر پرت ہٹا دی تو سوا نیزے والا حساب قیامت والا شروع ہو جائے گا، سورج کی روشنی اتنی تیز ہو جائے گی کہ وہ ناقابلِ برداشت ہو جائے گی۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ.

پھر فرمایا چاند بھی میری نشانی ہے جس کی میں نے منزلیں مقرر کردی ہیں اس کی کچھ منزلیں ہیں، پہلی منزل اس کی حلال ہے، حلال مطلب پہلے دن کا چاند جس کو لوگ بڑے شوق سے دیکھتے ہیں اور ہم باقاعدہ چھتوں پر چڑھ کر اُس حلال کا نظارہ کرتے ہیں خاص طور پر عید کا چاند ہو، رمضان کا چاند ہو، ربیع الاول کا چاند ہو، ذی الحج کا چاند ہو تو لوگ اس کو دیکھنے میں بڑی خوشی محسوس کرتے ہیں لیکن جب یہ چودھویں کا بنتا ہے تو لوگ اسے بدر کہتے ہیں اور جب یہ آخری دنوں میں جاتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میں اسے کھجور کی پرانی شاخ کی طرح کر دیتا ہوں یہ بھی میری کتنی پیاری نشانی ہے کہ پہلے وہ حلال تھا، پھر بدر بنا ، بدر کے بعد وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو گیا۔

اللہ نے مثال تو چاند کی دی ہے لیکن آپ کبھی انسانی زندگی کا مطالعہ کریں تو اس کا بھی یہی معاملہ ہے۔

پہلے جب ہم بچے اور معصوم ہوتے ہیں تو حلال کی طرح ہوتے ہیں اور ہر بندہ ہمیں دیکھنے آتا ہے بلکہ بچوں سے پیار کیا جاتا ہے۔اس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ یہ میرا بچہ ہے، حلال ہوتا ہے اس لئے۔

پھر اللہ اسے جوانی عطا کرتا ہے اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوتی ہے اس میں جوش پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ پوری طرح جوبن میں روانہ ہوتا ہے اور جس طرح چودھویں کا چاند سمندر میں مدوجزر پیدا کرتا ہے، کھینچتا ہے اس کی لہروں کو اور اسی طرح چکور اس کی طرف لپکتی ہے۔اسی طرح پھلوں میں مٹھاس چاند کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے سورج صرف پھلوں کو پکاتا ہے یہ چاند جب پورے جوبن پر ہوتا ہے تو سب اس کی طرف دیکھتے ہیں لیکن جب آخری دنوں میں جاتا ہے تو کوئی اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا اسی طرح جب بڑھاپا آجاتا ہے تو وہ بھی اسی طرح ہے لوگ تمہاری طرف نگاہ بھی نہیں اٹھاتے حالانکہ تم ساری عمر گزار کر آئے لیکن کوئی تمہاری طرف توجہ نہیں کرتا تو اللہ فرمارہا ہے دیکھو اے انسان! میں نے تیرا بھی تو یہی حال کیا پہلے تو حلال تھا، پھر بدر اور آخر میں کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جائے گا۔

کبھی یہ ہو نہیں سکتا کہ سورج چاند کے پاس پہنچ جائے اور اسے پکڑ لے یا رات دن سے پہلے آجائے یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔سورج اور چاند کو اللہ نے مدار دیا ہے یہ کبھی بھی اپنے مدار سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔سائنس اس بات کا ثبوت پیش کرتی ہے کہ اللہ نے زمین کے علاوہ اتنے بڑے سیارے پیدا کیے، ان کے حجم اتنے زیادہ ہیں، ان کے اقسام کی ماہیت اتنی بڑی ہے اور وہ تیزی سے دوڑ رہے ہیں کہ دو ستارے بھی اس مدار کو چھوڑ دیں جس میں اللہ نے اسے رکھا ہوا ہے تو وہ آپس میں ٹکرا جائیں، آپس میں ٹکرانے سے وہ دوسرے سے، اور پھر وہ تیسرے سے جا ٹکرائے گا اس طرح وہ چاتھے سے اور پھر وہ پانچویں سے جا ٹکرائے گا اور سائنس کہتی ہے کہ یہ پوری کائنات ایک سیکنڈ بھی نہیں لگنا اس سے پہلے تباہ ہو جائے گی۔

ذات اُنہیں کنٹرول کیے ہوئے ہے۔کائنات کے سارے نظام کی چابیاں میرے پاس ہیں۔

سارے اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں بس ان کا کام ہے میرے حکم کی تعمیل کرنا۔اب آگے اللہ نے آسمانوں سے سمندروں کی طرف رخ فرمایا۔

وَاٰ یَةٌ لَّھُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَھُمْ فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ.

فرمایا میری بہت بڑی نشانی وہ کشتی ہے جس کو میں نے پانی پر چلایا جس میں تمہاری ذُریت شامل تھی۔یہ اشارہ حضرت نوحؑ کی طرف ہے کہ نوحؑ اور اُن کے ماننے والے جن کی تعداد 80 تھی اُن کو ہم نے ایک کشتی میں سوار کیا اور ہر قسم کا جوڑا بھی رکھا جانوروں کا، انسانوں کا، چرند اور پرند کا تو اللہ فرمارہا ہے کہ میں نے اُس کشتی کوڈوبنے نہیں دیا اتنی بارش کہ اللہ نے سارے کے سارے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین کے سارے ذروں سے پانی نکلنے لگا۔

وَخَلَقْنَا لَھُمْ مِّنْ مِّثْلِہٖ مَا یَرْکَبُوْنَ.

منوں ٹنوں بھاری جہاز پانی پر چل رہے ہوتے ہیں اور ایک سوئی پھینکی جائے تو وہ ڈوب جاتی ہے اس کا مطلب اللہ نے اسے سہارا دیا ہے اور وہ چل رہا ہے۔اور اللہ نے اور اس جیسی بہت سی کشتیاں پیدا کیں جن پر تم سواری کرتے ہو اور جتنے بھی بحری جہاز بننے والے تھے اُن کا بھی ذکر قرآن پاک میں کر دیا ہے کہ ساری میری نشانیان ہیں۔

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْھُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ.

اگر میں چاہوں تو انہیں غرق کردوں کوئی اُن کی فریاد سُننے والا نہ ہو اور نہ اُنہیں کوئی بچا سکے اگر میں طوفان لے آؤں سمندر میں اور اُن لہروں کو اٹھا دوں تو تم میں سے کوئی ہے جو تمہیں اُس وقت کوئی بچانے والا ہو اور اس کشتی کو کوئی ڈوبنے سے بچا سکے یہ ہو نہیں سکتا۔

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَ مَتَا عًا اِلٰی حِیْنٍ.

یہ میری رحمت ہی ہے کہ تمہیں زندہ رکھے ہوئے ہے یہاں اللہ نے بڑا سادہ اصول بیان کیا کہ جب تک اللہ کی طرف سے دیا گیا موت کا وقت نہیں آتا اس وقت تک موت تمہاری محافظ ہے موت زندگی کی خود محافظ ہے۔بعض لوگ بڑا پرہیز کریں گے کہ ہمیں بیماریاں نہ ہوجائیں دھوپ میں کم پھریں گے، صابن کم استعمال کریں گے یہ سب اچھی باتیں ہیں لیکن یہ سب اس وقت ہیں جب تک اللہ نہ چاہے گا لیکن جس دن اللہ چاہے گا تم کتنا ہی صاف پانی کیوں نہ پی لو تمہارے گردے خراب ہو کر رہیں گے، جس دن اللہ چاہے گا تم کتنی ہی Exercise کیوں نہ کرلو تمہیں دل کا دورہ پڑ جانا ہے، جس دن اللہ چاہے گا اُس دن کوئی بھی شے کہیں سے چل کر تمہاری موت کا سبب بن جائے گی اس سے ثابت ہوا کہ ہمیشہ زندگی کا ہر دن خوشی سے گزارنا چاہئے اور یہ جو غم ،شکوک وشبہات اپنے اُوپر ایک خاص قسم کا Stress ڈال لیتے ہیں پتہ نہیں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ میں کیا کروں؟ میں ہر وقت Tension میں رہتا ہوں۔Tension لوگے پھر بھی مرجانا ہے نہ بھی لوگے پھر بھی مرجانا ہے۔اس کشتی کو ہم نے جانے دیا کڑوڑوں کشتیاں اس وقت چل رہی ہیں چاہیں تو ہم ڈبو دیں اور ہم نے اُنہیں مہلت دی ہے ایک خاص وقت تک بس زندہ رہ سکتے ہو۔وہ تیس، چالیس، ستر، سو ہیں وہ ہماری مرضی ہے اس وقت تک تمہیں کچھ نہیں ہوسکتا لہٰذا دھیان رکھو!!!!! اپنے معاملات بہتر رکھو جب موت آنی ہے تو تمہارے پاس کچھ نہیں ہونا، موت سے کوئی بھی بھاگ نہیں سکے گا، موت تمہیں خود دبوچ لے گی۔

حضرت سلیمانؑ تشریف فرما تھے کہ حضرت عزرائیل تشریف لائے

پوچھا کیا میرا وقت آ گیا ہے؟ کہا نہیں میں تو حیران ہوں یہ جو شخص آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے اس کی موت ہزاروں میل دور لکھی ہوئی ہے اور اس کی موت میں دو یا تین سیکنڈ ہیں تو میں اس وجہ سے حیران ہوں یہ یہاں سے وہاں جائے گا کیسے؟ ابھی یہ بات کر رہے تھے کہ وہ شخص قریب آیا اور کہا کہ حضور میں بڑا پریشان ہوں ان ہواؤں کو حکم دیں کہ مجھے ہزاروں میل دور ایک علاقہ میں چھوڑ آئیں آپ نے ہواؤں کو حکم دیا اور وہ ہوائیں اسے ہزاروں میل دور چھوڑ آئیں ساتھ ہی حضرت عزرائیل نے آپ سے اجازت لی اور اس جگہ پر پہنچ کر اس کی جان قبض کر لی۔

لہٰذا جب موت آنی ہے تو کہیں بھی ہو آ جانی، تمہارے قدم خود اس جگہ پر پہنچ جانے ہیں میری مرضی ہے اور ہر چیز کا وقت مقرر ہے اور میری مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہونے والا ہے۔

آیت نمبر۴۵ تا ۴۷

وَاِذَاقِيۡلَ لَهُمُ اتَّقُوۡا مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡكُمۡ وَمَاخَلۡفَكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ.

اور جب اُنہیں کہا جاتا ہے کہ اُس عذاب سے ڈرو جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

وَمَا تَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ اٰيَةٍ مِّنۡ اٰيٰتِ رَبِّهِمۡ اِلَّا كَانُوۡا عَنۡهَا مُعۡرِضِيۡنَ.

اور اُن کے پاس جب بھی کوئی نشانی اُن کے رب کی طرف سے آتی ہے تو وہ اُس سے مُنہ موڑ لیتے ہیں۔

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنُطۡعِمُ مَنۡ لَّوۡ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطۡعَمَهٗۤ ۖ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ.

اور جب اُنہیں کہا جاتا ہے کہ اُس مال سے خرچ کرو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے تو کافر کہتے ہیں ہم اُنہیں کھانا کھلائیں جنہیں اللہ کھلانا چاہتا تو خود ہی کھلا دیتا اے ناصحو! تم تو بالکل بہک گئے ہو۔

تفسیر آیت نمبر۴۵:

وَاِذَاقِيۡلَ لَهُمُ اتَّقُوۡا مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡكُمۡ وَمَاخَلۡفَكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ.

پہلی آیت میں اللہ واضح فرما رہا ہے کہ یہ بڑے عجیب لوگ ہیں جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اُس عذاب سے ڈرو جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے اب اس میں یہ چیز ذہن نشیں رہے کہ یہاں اللہ دو قسم کے عذابوں کی بات کر رہا ہے۔

سامنے والے عذاب سے مُراد دنیا ہے اور پیچھے والے عذاب سے مُراد آخرت ہے۔ اگر تم نیک رستے پر نہیں آ ؤ گے تو میں تمہاری زندگی دونوں طرف سے تنگ کر دوں گا دنیا میں بھی عذاب سے گزرے گی اور قیامت کے دن بھی عذاب ہوگا اب اس میں سطحی ذہن پریشان ہو جاتا ہے کہ بہت سارے لوگ ہم نے دنیا میں دیکھے کہ اچھی زندگی گزار کر گئے، اچھے اچھے محلات میں زندگی گزاری، گاڑیوں، کوٹھیوں میں رہے اُنہیں تو کوئی عذاب نہیں ہوا اُنہیں تو ایسا کچھ نہیں ہوا ہاں قیامت کے دن کیا بنتا ہے وہ ایک الگ مسئلہ ہے لیکن اللہ فرما رہا ہے کہ تمہارے سامنے بھی عذاب ہوگا اور پیچھے بھی عذاب ہوگا اگر تم مجھ سے اور میرے عذاب سے نہیں ڈرتے ہو جو میں تمہاری تقدیر میں لکھ دوں گا اگر تم نے میری نافرمانی کی طرف قدم اٹھایا۔

تو یاد رکھیئے!!! اللہ تعالیٰ انسان کو جب دنیا میں بھیجتا ہے تو دو قسم کے عذابوں سے گزارتا ہے ایک وہ ہوتا ہے جو محسوس ہوتا ہے اور دوسرا وہ ہے جو محسوس نہیں ہوتا ہے۔

محسوس ہونے والا عذاب

مثلاً گھر میں سے کوئی فوت ہوگیا مال میں کوئی کمی رہ گئی، کوئی چیز چوری ہوگئی، صحت خراب ہوگئی، اولاد نافرمان ہوگئی، زندگی کی بہت سی مشکلات ہیں جو نظر آتی ہیں، گھر کے اندر کوئی مسئلہ پیدا ہوگیا، زلزلہ آگیا، آگ لگ گئی یہ سارے نظر آنے والے عذاب ہیں یاد رکھیئے!! بزرگ فرماتے ہیں جو عذاب نظر آتا وہ بہت چھوٹا ہوتا ہے اور جو محسوس نہیں ہوتا وہ بڑا عذاب ہوتا ہے محسوس نہ ہونے والے عذاب کونسے ہیں آیئے میں آپ کے سامنے بیان کروں۔

محسوس نہ ہونے والے عذاب:

(۱) دل کا سخت ہونا بہت بڑا عذاب ہے کوئی چیز اثر نہیں کر رہی مثلاً آپ وفات پر گئے ہیں لوگ رو رہے ہیں مگر آپ کو رونا نہیں آرہا۔
شبِ براءت کی رات ہے دوست کھینچ تان کر تمہیں لے گئے ہیں دعا کا موقع آیا ہے اور تمہیں رونا نہیں آیا ساری دنیا بلک بلک کر رو رہی ہے اور تو بٹر بٹر دیکھ رہا ہے اب یہ محسوس نہیں ہو رہا لیکن یہ بہت بڑا عذاب ہے کہ اللہ اُس کے دل کو سخت کر دیتا ہے اور اُس کی آنکھوں کو تری نصیب نہیں ہوتی۔ آنکھوں کا نم رہنا اللہ کی رحمتوں کی بہت بڑی دلیل ہے۔
دلوں کے سخت ہونے سے مُراد یہ ہے کہ آپ کو کسی کا دُکھ، دُکھ نہ لگے، کسی کی پریشانی میں آپ پریشان نہ ہوں، کسی کا علم ہو کہ دُکھ، پریشانی یا تکلیف میں مبتلا ہے اور آپ سُن کر کہیں کہ سانوں کی

یہ جو ''سانوں کی'' کا لفظ ہے دل کی سختی کی علامت ہے یہ اللہ کا بہت بڑا عذاب ہے فرمایا یہ میں تمہارے سامنے عذاب دوں گا لیکن تمہیں علم نہیں ہونے دوں گا کہ تمہارے اُوپر عذاب ہے۔
(۲) دوسرا عذاب جو محسوس نہیں ہونے دے گا وہ نیک اعمال کی طرف سُستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرنا، نیک کاموں میں سُست ہونا یہ بھی اللہ کا عذاب ہے لیکن پتہ نہیں چلے گا مثلاً نیکی کا وقت ہے، نماز، تلاوت، قرآن اور درس کا وقت ہے لیکن سُستی چھا جائے گی سر میں درد شروع ہو جائے گا، پیٹ درد شروع ہو جائے گا، نیند آجائے گی، جسم میں درد شروع ہو جائے گی دل کرے گا لیٹ جاؤں آج رہنے دو چھوڑو یار نماز پھر پڑھ لیں گے یہ اللہ کا عذاب ہے تمہیں نیکی کے کام میں جو سُستی آرہی ہے یہ اللہ کی بہت بڑی آزمائش ہے۔
(۳) تیسرا نمبر پر قرآن مجید کی تلاوت کو چھوڑے ہوئے کئی ہفتے گزر گئے ہوں اور انسان کو پتہ ہی نہ ہو کہ اُس نے قرآن نہیں پڑھا.......
کئی ہفتے، کئی مہینے گزر گئے ہوں ایسے بھی بدنصیب ہیں جنہیں کئی سال گزر جاتے ہیں قرآن نہیں کھولتے اب بظاہر اُس کا رنگ لال، بظاہر اُس کے گھر میں رونق، بظاہر اُس کے گھر میں روٹی پانی، بظاہر اُس کے پاس سب کچھ لیکن قرآن کی طرف اُس کا کوئی شغف نہیں، قرآن کی طرف اُس کا کوئی رجحان نہیں سمجھ لو!!!!! اللہ کے دروازے سے دھتکار دیا گیا ہے۔

''قرآن اللہ کی بارگاہ کا دروازہ ہے''

وہ کعبے کا دروازہ اور چیز ہے اصل میں اللہ کی بارگاہ کا دروازہ قرآن ہے۔ لہٰذا قرآن کی تلاوت کو چھوڑے ہوئے کئی ہفتے گزر گئے اور تمہیں علم نہیں یہ اللہ کا

بہت بڑا عذاب ہے۔

حضرت صاحب ایک دن بیٹھے تھے اور ایسا جملہ فرمایا کہ اُس دن کے بعد قرآن پاک سے ایک اعلیٰ معاملہ بن گیا پہلے بھی تھا لیکن اُس دن کے بعد مزید اعلیٰ معاملہ بن گیا:

آپ فرماتے ہیں کہ:

''جس دن کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہو وہ دن اُس کے لئے منحوس نہیں ہو سکتا''

اُس دن اُس کی کوئی چوری، کوئی ڈکیتی، کوئی نظر، کوئی ایکسیڈنٹ، کوئی بُری شے اللہ اُس کی طرف متوجہ نہیں ہونے دے گا کیونکہ دن کا آغاز قرآن کی تلاوت سے ہوا ہے تو جو ایسے نہیں کرے گا سمجھ لے اللہ نے اُسے عذاب میں مبتلا کیا ہے۔

(۴) چوتھا اللہ کا بہت بڑا عذاب یہ ہے کہ طویل راتیں ہوں اور اُن میں انسان اللہ کے آگے قیام کرنے سے محروم ہو، لمبی راتیں ہوں اور اُن میں انسان نفل پڑھنے سے محروم ہو، لمبی راتیں ہوں اور انسان اللہ کے سجدے سے محروم ہو، لمبی راتیں ہوں اور اُن میں انسان ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونے سے محروم ہو جائے اور سونے میں وقت گزر جائے یہ بھی اللہ کی بہت بڑی آزمائش ہے۔ جسے اللہ چاہتا ہے اُسے اس آزمائش سے نکال لیتا ہے اور راتوں کے سجدوں کی توفیق دیتا ہے تو طویل سردیوں کی رات سات بجے شروع ہو جاتی ہے بارہ بارہ، چودہ گھنٹے کی رات ہوتی ہے، لیکن اُس میں کوئی سجدے کی توفیق نہیں، تلاوت اور اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کی سعادت نہیں ہے تو یہ بھی اللہ کا عذاب ہے۔

(۵) پانچواں اللہ کا عذاب یہ ہے کہ خیر و برکت کے کتنے موقع آتے ہیں رمضان آتا ہے، ذوالحج کے دن آتے ہیں، شبِ براءت آتی ہے، شبِ معراج آتی ہے، لیلۃ القدر کے خوبصورت لمحات آتے ہیں اسی طرح لیلۃ المیلاد حضور کے میلاد کی رات آتی ہے، کتنی اعلیٰ سعادتوں کے یہ وقت ہیں اور اللہ ان راتوں میں جس کو محروم کر دے ان راتوں میں جس کو جاگ کر اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا موقع ہی نہ ملے..... مجھے بتائیں اُس کی کوٹھی، کار کو کیا کرنا ہے سر مارنا ہے کیا کرنا ہے تم نے اس پیسے سے، ان راتوں سے محروم ہونا اور ان برکتوں والے لمحات سے محروم ہونا یہ بھی اللہ کا بہت بڑا عذاب ہے۔

(٦) چھٹا اللہ کا عذاب یہ ہے کہ قرآن پڑھنے کے مواقع بھی ملیں گے مگر اُن سے دور رہے گا، لوگ تعلیم القرآن، تفسیر القرآن کے بینرز لگائیں گے لوگ اعلان کریں گے آؤ پڑھ لو قرآن، آؤ قرآن کی تعلیم لے لو، آؤ فری پڑھاتے ہیں، لوگ میسج کریں گے، فون کریں گے وہ سُنے گا بھی، دیکھے گا بھی، پڑھے گا بھی اُس کو نظر بھی آئے گا، اُس کی آنکھیں دیکھیں گی کان سُنیں گے کہ لوگ قرآن کی تعلیم کی طرف جا رہے ہیں، قرآن کی تفسیر پڑھ رہے ہیں لوگ بڑے بڑے کام کر رہے ہیں، بڑے بڑے اعلیٰ مناصب پہ لوگ فائز ہو رہے ہیں اور تعلیم القرآن کے مواقع ملے ہوئے ہیں لیکن یہ بد بخت صرف دیکھ کر گزر جائے گا دیکھ کر صرف سُن کر نکل جائے گا اور کوئی اُس کی شرعی وجہ نہیں ہوگی کہ وہ اُسے چھوڑ دے۔

''لہٰذا تم کیا سمجھتے ہو قرآن کو اُس نے چھوڑا ہے، قرآن کو اُس نے نہیں چھوڑا بلکہ اللہ نے اُسے آنے ہی نہیں دیا''

اللہ نے اُس کو اُس کرم والی جگہ پر داخل ہی نہیں ہونے دیا کیسا بدنصیب ہے؟ کیسا بد بخت ہے؟ اور اُس جگہ پر جانے کے لئے اُس کے بہانے بھی بڑے ہوں گے کہ جی فلاں کام، فلاں جگہ جانا ہے یہ کچھ نہیں ہے بلکہ تم سے ایسی کوئی غلطی ہوگئی کہ اللہ نے تمہیں محروم کر دیا ہے تو تعلیم القرآن، تفسیر القرآن کے مواقع لوگ ضائع کر دیتے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ کونسا بڑا کام ہے؟

اس میں سے کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا لیکن یہ بہت بڑے اللہ کا عذاب ہیں ،علم نہیں اللہ ہونے دے گا اور جسے علم ہو جاتا ہے وہ تو بندہ توبہ کر لیتا ہے چوری ہوگئی، آگ لگ گئی گھر جا کرنفل پڑھے مولا! معاف کر دے لیکن جب پتہ ہی نہیں عذاب میں ہوں تو نفل بھی نہیں پڑھے گا۔

ایک اور عذاب اللہ ڈالتا ہے کہ نیک عمل بوجھ محسوس ہونا ٹینشن ،بعض لوگ کہتے ہیں میں روزہ رکھ کر باؤلا سا ہو جاتا ہوں ، روزہ رکھا جاتا ہی نہیں مجھ سے، یار جس دن نماز نہ پڑھوں اُس دن زیادہ Fresh رہتا ہوں، نماز پڑھوں تو ایسا لگتا ہے کہ زندگی عجیب سی ہوگئی ہے بوجھ ،قرآن کے درس میں بیٹھے گا تو اُس کا دل چاہے گا کہ میں اُٹھ کر بھاگ جاؤں ، اُٹھ کر نکل جاؤں یہ نہیں مجھ سے ہضم ہو رہا یہ کیا کر رہے ہیں لوگ ، یار باہر نکلو عیاشی کرو زندگی کی ، پارکوں میں جا کر بندہ کھیلے یہ کیا بندہ بیٹھا ہوا ہے آرام سے۔

جسم اور روح کے اُوپر ایک ایسا عجیب سا بوجھ آتا ہے کہ وہ اُس سے خود نکلنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔ یہ بھی اللہ کا بہت بڑا عذاب ہے وہ جسے اس میں مبتلا کر دے اُسے نیکی ہضم ہی نہیں ہوتی۔

آپ اُسے لے جائیں مجالس کے اندر، آپ اُسے کعبے کے سامنے کھڑا کر دیں وہ وہاں بھی لوگوں کے عیب نکالتا جائے گا کہ دیکھو وہ کیا کر رہا ہے؟ بھئی تم لوگوں کے عیب نکالنے آئے ہو؟ وہاں بھی سیلفیاں لے کر گزارہ کر کے آجائے گا، مسجد نبوی میں بھی سیلفیاں بنا کر واپس آجائے گا تو یہ ہے نیک عمل کو بوجھ سمجھنا، نیک عمل اُس کو بوجھ لگے گا۔ یہ ایک بہت بڑی آزمائش ہے۔

انسان جب ایسی آزمائشوں میں پڑتا ہے تو ایک اور معاملہ بنتا ہے کہ دنیا کی رنگینیوں کو دیکھ کر دل تڑپے گا کہ میں بھی وہاں جاؤں۔

دنیا کی رنگینیوں کو دیکھ کر دل کا تڑپنا اور اندر ہی اندر آرزو کرنا کہ میں بھی وہاں جاؤں، کسی طرح مجھے موقع مل جائے تو اگر تمہارا دل دنیا کی لذتوں کی طرف روانہ ہوتا ہے تو یہ بھی بہت بڑا عذاب ہے

دنیا کے خوبصورت بازار، میلے ٹھیلے، سیر گاہیں اور بڑے بڑے خوبصورت محلوں کو دیکھ کر، للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ کر کہنا یار! میری تو کوئی Life ہی نہیں زندگی تو ان لوگوں کی ہے جونہی تم نے یہ کہا تمہارے اُوپر دنیا کا عذاب آ گیا۔ دنیا کی زندگی ہر حالت میں مغضوب ہے اللہ نے اُسے غضب سے ہی دیکھا ہے دنیا عین دین ہے اگر اللہ اور اُس کے رسول کی تابعداری میں گزرے لیکن اگر اللہ اور رسول سے دور کر دے تو یہ غضب ہے۔

ایک اور بڑا اللہ کا عذاب یہ ہے کہ انسان کو اپنی غلطیاں اور خامیاں نظر نہیں آتیں اُسے دوسروں میں عیب نظر آتے ہیں اپنے اندر اُسے کوئی خامی نظر نہیں آئے گی میں سب تو نیک، میں سب تو اچھا، مجھ سے تو اچھا ہے ہی کوئی نہیں یہ سارے مولوی کرپٹ ہیں، یہ سارے سیاستدان غلط ہیں، ہمسائے تو ہیں ہی بُرے، گلی والے ہیں ہی سارے بُرے، محلّہ تو ہے ہی نکما..... میں تو ہے ہی اچھا ہوں مجھے اپنے اندر تسلی ہے میرے اندر کوئی عیب نہیں یہ بھی اللہ کا اتنا بڑا عذاب ہے کہ جو اس میں مبتلا ہو جائے وہ گیا کام سے اُس کا کچھ نہیں رہا اُس نے ہر بندے کو عیب سے دیکھا اور اپنے آپ کو پویتر اور پاک صاف سمجھتا ہے اللہ ہمیں ان عذابوں سے محفوظ رکھے۔

یہ وہ عذاب ہیں جو قرآن نے بیان کیے اور جب اُن سے کہا جاتا ہے ڈرو اُس عذاب سے جو تمہارے آگے ہے اور پیچھے ہے تا کہ ہم تم پر رحم کریں لیکن یہ ڈرتے نہیں، یہ اُن چیزوں کو چھپا جاتے ہیں، نظر انداز کر جاتے ہیں۔

وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ.

جب میری کوئی آیت ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے اور میری کوئی نشانی ان کے سامنے بیان کی جاتی ہے تو یہ اپنا مُنہ پھیر لیتے ہیں اس سے دو مُرادیں ہیں۔

(ا) پہلی مُراد قرآن کی آیات ہیں، قرآن کی جب آپ کو کوئی دعوت دے پڑھنے کی طرف، سمجھنے کی طرف یا قرآن کے کسی مضمون کی طرف توجہ دلائے تو

اُس نے نہیں دلائی بلکہ یہ اللہ نے دلائی ہے یاد رکھو!!! اُس نے خود تو نہیں دلائی لیکن قرآن کی طرف سے دلائی اور قرآن تو اللہ کا ہے لہٰذا اُس نے قرآن کی

آیت کی صورت میں تمہیں توجہ دلائی اسی طرح قرآن کی بہت ساری آیات ہیں جن میں اللہ بار بار توجہ دلاتا ہے اور قرآن کی ایک آیت ایسی ہے جس پر تمام علماء کرام کا اجماع ہے کہ یہ قرآن کی سب سے بھاری آیت ہے، وزنی آیت ہے اور وہ آیت یہ ہے:

''اگر ہم اس قرآن کو پہاڑوں پر نازل کرتے تو وہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتے''

اس آیت کو سُنتے ہی دل کانپ جانے چاہئیں کہ اللہ نے اتنا بڑا کلام نازل کیا کہ اگر یہ پہاڑوں پر نازل ہوتا تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتے

اللہ نے اس کے اندر اتنی جلالیت رکھی ہوئی ہے لیکن علم ہی نہیں آپ لوگوں کو قرآن پڑھنے کی طرف بلائیں لوگ بڑی مشکل سے آئیں گے لیکن نعت پڑھنے کا بڑا سلیقہ ہوتا ہے، نعت پڑھنے پر لوگوں کو بڑا ذوق آتا ہے، نعت پڑھنے پر دل میں بڑی لہریں اُٹھتی ہیں ٹھیک ہے ہونا چاہئے نبی کی تعریف ہے لیکن قرآن تو اللہ کا کلام ہے، امام القرآن (کلاموں کا امام) ہے یہ جب پڑھا جائے تو اس کا معاملہ ہی بڑا ادب والا ہے، اس کلام کو سُنتے ہی آنکھیں تر ہو جانی چاہئے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہو جانا چاہئے لیکن آج کے دور میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔

بہت سارے مجمعوں میں قاری حضرات تلاوت کرتے ہیں تو ان سے کہا جاتا ہے مجمع میں وہ آیات تلاوت کریں جن میں اللہ کے انعاموں کا ذکر ہے یہ بہتر ہے اور اللہ کے عذابوں والی آیات نہ پڑھیں کیونکہ عام بندہ قرآن کی آیات کو نہیں جانتا کیونکہ (مجمع) ان کی ایک عادت ہوتی ہے کہ آیات پر سبحان اللہ کہنے کی تو قاری صاحب نے عذاب والی آیات پڑھیں اور سارے مجمع نے سبحان اللہ کہہ دیا کیونکہ مجمع کو ان آیات کا علم نہیں تھا تو اس سے قرآن کا مذاق اُڑایا جاتا ہے یہ قرآن کی توہین ہے عذاب کی بات تھی لیکن تم نے سبحان اللہ کہہ دیا تو اس پر قُراء حضرات کا اتفاق ہے کہ جب بھی کسی مجمع میں قرآن پڑھیں تو اللہ کی جنتوں والی آیات کا ذکر کریں کیونکہ لوگوں نے تو کہنا ہی سبحان اللہ ہے تو لہٰذا قرآن کی آیتوں کی طرف بلانے والے لوگ محلوں کے محلے، گھروں کے گھر قرآن کی آیات سے بیگانے ہیں اور قرآن کی طرف اُس طرح سے ذوق وشوق نہیں ہے جس طرح سے ہونا چاہئے

(۲) دوسرا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی کچھ نشانیاں ہیں اور وہ یہ کہ اللہ نے زمین اور آسمان بنائے ان نشانیوں کا ذکر سابقہ آیات میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

یہاں اللہ کی نشانیوں سے مُراد فرعون کی لاش ہے، بڑے بڑے بادشاہوں کے محلات جو ٹوٹ، پھوٹ کا شکار ہو چکے ہیں یہ نشانیاں ہیں تمہارے لئے کہ کل تو تمہارا بھی یہی حال ہونے والا ہے تو پھر بھی یہ ٹھیک نہیں ہوتا ہے اور میں نے بہت ساری علامتیں اس دنیا میں بکھیری ہوئی ہیں اُن کو دیکھ کر اگر لوگ نیکی کی طرف آنا چاہیں تو آسکتے ہیں لیکن ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے تو لہٰذا میں نے زمین پر بہت ساری نشانیاں رکھی ہیں اُن کو دیکھ کر تم نیکی کی طرف متوجہ ہو سکتے ہو لیکن یہ پھر بھی اپنی گردن کو موڑ لیتے ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ.

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اُس مال سے خرچ کرو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے اور یہ تم اپنی جیب سے نہیں خرچ کرتے بلکہ اللہ نے تمہیں دیا ہوا ہے تمہارا اپنا ہے ہی نہیں یہ بڑا واضح اللہ نے تصور دیا ہوا ہے یہ سب کچھ میرا ہے تمہاری جیبوں میں بلکہ اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے ارد گرد اور گھروں میں جتنی

چیزیں ہیں وہ ساری کی ساری اللہ نے کسی وسیلے سے دی ہیں ہم خود تو نہیں اپنے ساتھ جب پیدا ہوئے تھے تو لے کر آئے تھے ساتھ ہی بیڈ، کرسیاں اور

صوفے لے کر آئے تھے بلکہ یہ اللہ نے ہمیں دیئے، اللہ نے وسیلے بنا کر دیئے فرمایا یہ میں نے تمہیں دیا تھا تم اپنے ساتھ نہیں لے کر آئے تھے تو مال کا خرچ کرنا ایمان والوں کی علامت ہے پیسے اللہ کے دین کے لئے خرچ کرنا اللہ فرما رہا ہے کہ یہ نیک بندوں کی علامت ہے تو جب انہیں کہا جاتا کہ خرچ کرو اُس مال میں سے جو تمہیں دیا گیا تو کہتے ہیں کیا ہم انہیں کھلائیں جنہیں اللہ خود چاہتا تو کھلا دیتا مال سے اتنی محبت ہے کہ بدبختوں کا بہانہ دیکھو کہ جنہیں اللہ نہیں کھلاتا ہم کیوں اُنہیں کھلائیں؟ تو جتنے غریب ہیں اللہ نے انہیں غریب رکھا ہوا ہے اگر اللہ چاہتا تو انہیں امیر کر دیتا یعنی اپنی کمزوری کو اللہ کی ذات کے پیچھے چھپایا جا رہا ہے کہ اللہ نے غریب رکھا ہے تو میں کیوں اُسے کھلاؤں؟ اس سے بھی بڑی بدنصیبی ہو سکتی ہے کہ انسان اپنے گناہ کو اللہ کے پیچھے چھپائے؟

حضرت عمرؓ کی بارگاہ اقدس میں ایک چور کو لایا گیا آپؓ نے سارے معاملے کو سُن کر سزا کا حکم فرمایا اُس نے کہا کہ مجھے کیسے سزا ہو سکتی ہے؟ اُس نے کہا کہ آپ مجھے سزا نہیں دے سکتے اس لئے کہ میرے رب نے مجھ سے چوری کروائی ہے رب روکتا تو میں نہ کرتا تو لہٰذا میرے رب نے مجھ سے چوری کروائی آپ مجھے سزا نہیں دے سکتے آپؓ اس کی بات سُن کر مسکرائے اور فیصلہ سُنا دیا اور جتنے بھی دُرے اور کوڑے لگوانے تھے اُس کا حکم سُنا دیا اُس نے کہا یہ آپ نے کیوں کیا آپؓ نے فرمایا مجھے بھی رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے ساتھ ایسا کرو۔

تو رب کے پیچھے چھپنے سے کچھ نہیں ہونا ایک شراب پینے والا کہے کہ میرے رب نے مجھے شراب پلائی میں نے پی لی، رب نے چوری اور قتل کروا دیا ایسا تو نہیں ہو سکتا اور انسان یہ سوچ کر ساری زندگی برائی کرتا رہے تو جو سطحی ذہن کے مالک ہیں اُس کی سوچ اللہ نے قرآن میں لکھ دی ہے کہ وہ اپنی بُرائی کو اللہ کے پیچھے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ مال کی محبت بہت بُری ہوتی ہے اور اللہ جب کسی کو مال دیتا ہے اور اُس کی ضرورت سے زائد دیتا ہے تو وہ سو فیصد غریبوں کے لئے دیتا ہے اب تم نے خود جا کر دیکھنا ہے کہ میرا یہ مال کس طرح غریبوں کو ملے اور اُس کی ضرورت پوری ہو لیکن یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ مال میری اپنی پراپرٹی ہے۔

زرداری کی بیس ہزار ایکڑ پراپرٹی ہے تو کیا کرنا اس بیس ہزار ایکڑ پراپرٹی کا جبکہ قبر صرف دو گز کی ہے بظاہر وہ بڑا سمجھدار نظر آتا ہے لیکن سب سے بڑا بیوقوف انسان ہے یہ سارا کچھ تو تم نے ساتھ لے کر نہیں جانا بلکہ اللہ نے طوق بنا کر یہ سب تمہاری گردن میں ڈالنا ہے یہ زمین کا جو ٹکڑا رکھا ہوا ہے اپنے پاس اور وہ کسی غریب کے کام نہیں آ رہا تو لہٰذا یہ مال کما کما کر رکھنے والے نوٹوں کو گن گن کر رکھنے والے لوگ کدھر لے کر جائیں گے یہ اپنی دولت؟

اور آگے سے کیسی تاویل دیتے ہیں کہ جن کو اللہ نے غریب رکھا ہوا ہے ہم کیوں اُنہیں کھلائیں؟ یہاں بات قابلِ غور ہے کہ اللہ کہہ رہا ہے خرچ کرو اور یہ کہہ رہے ہیں کھانا کھلاؤ جواب پیچ نہیں کر رہا؟؟

اس سے ایک اشارہ مل رہا ہے کہ اللہ کے ہاں تمام مال خرچ کرنے میں بہترین مال بھوکوں کو کھانا کھلانا ہے اس سے پتہ چلا روٹی کھلانا، پانی پلانا، کسی بھوکے کے پیٹ میں کچھ ڈال دینا یہ اللہ کو بہت پسند ہے اس لئے کہ یہ اُس کی ڈائریکٹ سُنت ہے وہ رب ہے وہ لوگوں کو کھلاتا ہے، پلاتا ہے، لوگوں کو روٹیاں دیتا ہے، لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے تو جو اُس کی سنت پہ عمل کرتا ہے اللہ اُس کی عزت اور برکت کو اور بڑھاتا ہے۔

بھوکوں کو کھانا کھلانا اللہ والوں کی صفت، نیک لوگوں کا طریقہ ہے۔

حضرت صاحب فرماتے ہیں بیٹا جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ لوگوں کو کھلانے میں لگا ہوا ہے لوگوں کو کچھ نہ کچھ کھلاتا رہتا ہے تو یاد رکھو اللہ نے اُسے بڑے درجے کے لئے پسند کر لیا ہے یہ بڑے درجے کی علامت ہے لوگوں کو روٹیاں کھلانا، پانی پلانا، لوگوں کی دعوت کرنا، لوگوں کو بُلا بُلا کر کھانے کھلانا۔

حضرت موسیٰؑ کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک بزرگ ملا کہا حضور اللہ کی بارگاہ میں میری عرض کر دیجئے گا میں بڑا غریب ہوں، جتنا

رزق لکھا ہوا ہے وہ مجھے اکٹھا دے دے سارا اکٹھا دے دے میں دو دن پیٹ بھر کر کھا تو لُوں ایک دن ملتا ہے، پھر چھ دن نہیں لیتا اس کا مطلب میرا رزق کُچھ تو ہے ہی اور جتنا ہے وہ مجھے سارا اکٹھا دے دے کہا ٹھیک ہے اور اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو کہا مولا! تیرا اُمتی یہ کہتا ہے......اللہ نے کہا ہم نے قبول کیا اور اُسے کہنا جس دن تیرا رزق تیرے گھر میں پہنچا اور آخری دانا تیرے حلق میں اُترا اُس دن تیری موت واقع ہو جائے گی کیونکہ ہم نے تیرے رزق کے ساتھ تیری موت لکھ دی ہے اگر رزق جلدی آ گیا تو جلدی موت واقع ہو جائے گی۔آپ نے کہا ٹھیک ہے آپ گئے اُس کے پاس تو آپ نے ساری بات بتا دی اُس نے کہا مجھے موت بھی قبول ہے لیکن روٹی تو رج کر کھاؤں گا جواب دیا ٹھیک ہے دعا ہو گئی اللہ تجھے اب رزق دے گا اگلا دن چڑھا تو اللہ نے سارے اُس کے رزق کے انتظام فرمائے سارا رزق جو اللہ نے اُسے دینا تھا وہ اُس کے گھر آ گیا اُس کا گھر رزق سے بھر گیا اُس نے روٹی پکائی اور رج کر کھائی اللہ نے کرم فرما دیا جو اُس نے دعا مانگی تھی وہ پوری ہو گئی چھ مہینے بعد حضرت موسیٰؑ کو ایک شخص ملا اُس نے کہا فلاں محلے میں ایک شخص ہے اور وہ لوگوں کی دعوت کرتا ہے کہا اچھا روز کرتا ہے مجھے بھی اُس سے ملواؤ جا کر دیکھا تو وہی شخص جس کی موت کا وعدہ ہو چکا تھا آپ حیران ہوئے آپ نے کہا تیری تو موت واقع ہونے والی تھی، تجھے کیسے زندگی مل گئی کہا ہاں ہونا تو ایسے ہی تھا لیکن جس دن مجھے رزق ملا میں نے دیکھا اتنا رزق پڑا ہے میں نے سوچا چلو! محلے والوں کو کھلا دیتا ہوں تو میں نے اعلان کر دیا کہ آ جاؤ آ کر کھانا کھاؤ، محلے والوں نے کہا تُو تو بڑا غریب تھا کہاں سے تیرا کھانا آیا اُس نے کہا آ جاؤ اللہ نے مجھے دے دیا ہے اور آتے ہوئے کوئی کیلے لے آیا، کوئی سیب لے آیا، کوئی تحفہ لے آیا اور اس طرح میرا رزق دُگنا ہو گیا جتنا مین نے کھلایا تھا اُتنا اور اللہ نے مجھے دے دیا میں نے سوچا یہ تو بڑا اچھا کام ہے کہا اگلے دن میں نے پھر دعوت رکھ لی اور پھر کوئی رقم لے آیا، کوئی آٹا دے گیا اور کوئی دُعا بھی دے گیا لہٰذا اسی طرح میرا رزق بڑھتا گیا۔

حضرت موسیٰؑ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہا مولا! آپ نے تو کہا تھا اُس کی موت واقع ہو جائے گی کہا ہمارا فیصلہ ابھی بھی وہاں پر ہے اور جس دن وہ رزق جو اُس کے گھر میں پڑا ہوا ہے ختم ہو گیا تو اُس کی موت واقع ہو جائے گی لیکن اس سے پہلے کہ وہ رزق ختم ہو وہ لوگوں کو کھلا دیتا ہے اور ہم اور رزق بھیج دیتے ہیں۔ یہ بہت بڑا افار مولا ہے زندگی کو خوشحال بنانے کا ''مرتھاں جائیں گے کسی کو روٹی کا ایک لقمہ دیتے ہوئے کہیں گے مولا نہ ہی کھلانا پڑے''

مہمان گھر آ جائے تو اُس پہ تکلیف ہو جائے گی کہ کیوں آتا ہے، کیوں اتنی روٹیاں کھاتا ہے؟ یہ جب سے لوگوں نے کیا ہے لوگوں کے گھروں کی زندگیاں تنگ ہو گئی ہیں، غربت چھا گئی ہے آپ اس سے نکلنا چاہتے ہیں خدا کی قسم اللہ نے آپ کو جتنا دیا ہے لوگوں کو کھلانا شروع کر دیں۔

حضرت صاحب اسلام آباد ہوتے ہیں ہم ہر مہینے کے آخری اتوار درسِ تصوف کے لئے اُن کے پاس جایا کرتے ہیں، ہمیں یاد ہے کہ جب حضرت صاحب یہاں سے اسلام آباد گئے تو حالات بڑے ٹائٹ تھے حضرت صاحب کی عادت ہے جب اُن کے گھر کوئی جائے تو بڑی محبت فرماتے ہیں تو ہم بارہ تیرہ ساتھی اُن کے گھر گئے تو آپ نے بہترین مٹن ہمیں کھلایا، درس دیا اور دعا ہوئی، واپس آ گئے اسی طرح اگلی بار جب گئے پھر مٹن اُس سے اگلی بار پھر مٹن یہاں تک کہ دس سال ہو گئے اُن کے پاس جاتے ہر بار مٹن کھلاتے ہیں۔کبھی احسان نہیں جتلایا، ماتھے پر شکن بھی نہیں آئی تو ایک دن میں نے قبلہ عالم سے فرمایا حضور! اتنا نہ کیا کریں سادہ سا حلیم بھی بنا لیں گے تو ہم کھا لیں گے ہم تو آپ کے بچے ہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں تو فرمانے لگے بیٹا! آپ کو میں مہینے میں ایک بار کھلاتا ہوں اللہ مجھے سارا مہینہ مٹن کھلاتا ہے لہٰذا میں اس پر عمل کرتا ہوں میں آپ پر نہیں اپنے اُوپر احسان کرتا ہوں فرمایا دیکھیں اگر آپ آئیں اور میں آپ کے سامنے چنوں والے چاول رکھ دُوں تو اللہ مجھے بھی سارا مہینہ چنوں والے چاول کھلائے گا۔

کتنا خوبصورت انداز ہے اللہ کا کہا خرچ کرو پھر فرمایا کہ کہ ہم کھانا کھلائیں؟ ذہین سوچ والا یہاں ٹھٹھک جاتا ہے کہ بات کچھ اور تھی اور کہا کچھ اور جا رہا

ہے کہ امیر ہونے کا ایک طریقہ ہے لوگوں کو کھانا کھلاؤ، روٹیاں کھلاؤ، تحفے دو تو قرآن نے ہمیں خوبصورت تعلیم دی ہے بات تو کافروں سے ہو رہی تھی لیکن ہمیں زندگی گزارنے کا اصول سکھا دیا۔

تو لہٰذا ہفتے میں، مہینے میں ایک بار دعوت کر دی جائے، کسی پیر بھائی، بہن کو بُلا لیا جائے کسی ہمسائی کو بُلا لیا جائے۔

ایک بار حضرت صاحب ہمارے گھر آئے ہم کھانا رکھ رہے تھے کہا بیٹا جو کچھ بھی ہے لے آؤ کہا رکھ دیا ہے کہا نہیں اور بھی لے آؤ کہا اچار پڑا ہے گھر میں کہا وہ بھی لے آؤ، کہا چٹنی پڑی ہے گھر میں کہا وہ بھی لے آؤ کہا دہی کی کولی پڑی ہے گھر میں کہا وہ بھی لے آؤ اس طرح آپ نے ہر شے منگوا کر دستر خوان پر رکھ دی حضرت کھانا کھانے لگے فرمایا میں نے بھلا کیوں کیا ہے ایسا فرمایا اس لئے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ دستر خوان کو ایسے ہی بھر دیا کرتے تھے، حضور ﷺ کے پاس جب کوئی مہمان آتا تو حضور ﷺ اُس کے سامنے گھر کی ہر شے رکھ دیا کرتے تھے تو فرمایا بیٹا! جب بھی کوئی مہمان آئے تو اپنے دستر خوان کو بھر دیا کرو، چاہے وہ دو لقمے ہی کھا کر جائے، چاہے وہ کچھ بھی نہ کھا کر جائے لیکن اپنے دستر خوان کو بھر دو اللہ تیرے رزق کو سو گُنا بڑھا دے گا پیش کر دو اُس کو ہر چیز یہ بھی آپ کے لئے، یہ بھی آپ کے لئے.........

لوگ اچھی چیزیں اندر رکھتے ہیں اور بُری چیزیں باہر رکھتے ہیں اور ایک بات یاد رکھیئے!!! جو وہ کھا رہا ہے وہ تیرے پلے سے نہیں کھا رہا ہے وہ تو اپنے رزق سے کھا رہا ہے جو اللہ نے اُسے دینا تھا لیکن تیری جیب میں ڈال دیا لہٰذا اس اصول کو اپنایئے زندگی بہت تابناک رہے گی اور زندگی کے اندر ایک ایسا زبردست انقلاب نظر آئے گا چند ہی دنوں میں زندگی خوشحال ہو جائے گی۔

ہماری یونیورسٹی میں اکثر جب پروفیسر حضرات بیٹھے ہوتے ہیں اور کھانے پینے کی بات کرتے ہیں تو سب سے پہلے کوشش ہوتی ہے اپنی جیب سے پیش کیا جائے جی! پانچ سو روپے، سو روپے، ہزار روپے جتنا بھی چاہیئے مجھ سے لے لیں، کہتے ہیں ابھی تو ہمارے مُنہ میں بات ہوتی ہے اور آپ پہلے پیش کر دیتے ہیں، جواب دیا اس لئے پہلے پیش کرتا ہوں کیونکہ پہلے پیش کرنے میں برکتیں زیادہ ہوتی ہیں۔

لہٰذا پیش کر دیں پہلے تاکہ اللہ اُس کھانے کی برکت کو آپ کے رزق میں ڈال دے اُس سے بے شمار برکتیں ملتی ہیں۔

ہم نے دیکھا ہے کہ لوگ غنڈے، بے نماز، بُرے ہوتے ہیں لیکن اگر وہ لوگوں کو کھلانے پر لگے ہوں تو اللہ اُن کے ڈیرے بھی چلا کر رکھتا ہے اُن کے ڈیرے چلتے رہتے ہیں حالانکہ بُرے لوگ ہوتے ہیں کیونکہ وہ لوگوں کو کھلا رہے ہوتے ہیں اللہ اُنہیں جانے دیتا ہے کہ چلو کوئی گل نہیں میری بندیاں نُوں روٹی کھلائی جاریا اے کھلائی جاوے چوروں کے بھی ڈیرے اس عمل سے چل جاتے ہیں تو نیک لوگوں کے ڈیرے کیوں نہ چلیں؟

پچھلے دنوں داتا صاحب جانے کا اتفاق ہوا رات کا ایک بجا ہوا تھا تو ایک کثیر مخلوق آپ کے دربار سے لیکر دروزے تک آئی ہوئی تھی اور وہاں سینکڑوں لوگ دعا مانگ رہے تھے، دیکھ کر مُسکرا دیا اور قبر شریف کی طرف مُنہ کر کے کہا حضور! کیا ہی بات ہے آپ کی سارے سوئے ہوئے ہیں آپ نے انہیں سُلایا ہوا ہے، صبح اُٹھیں گے تو آپ انہیں ناشتہ بھی کروائیں گے پھر دوپہر ہو گی تو آپ انہیں بہترین Lunch بھی کروائیں گے اور رات کو بہترین Dinner بھی آپ ہی کروائیں گے کیسے بندے ہیں!! دنیا سے جا چُکے ہیں پھر بھی لوگوں کو کھانا کھلا رہے ہیں، پھر بھی لوگوں کو روٹیاں ہی کھلا رہے ہیں ہم تو دُنیا میں موجود ہیں ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی اس پر عمل کریں اللہ مجھے اور آپ کو اس پر عمل کرنے اور قرآن کی اس تعلیم کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

آیت نمبر: ۴۸ تا ۵۴

موضوع: قیامت کا ذکر

اس درس کے دو حصے ہیں پہلا حصہ اُس وقت تک مشتمل ہے جب پہلا صور پھونکا جائے گا دوسرا حصہ دوسرے صور کے بعد جو حالات ہوں گے اُس پر مشتمل ہے قیامت کا بیان اللہ نے ان آیات میں کر دیا ہے، یہ ساری آیات ایک ہی موضوع پر مشتمل ہیں اور ان کی گفتگو ایک ہی انداز میں سمجھنے کی ضرورت ہے ،ایک بات ذہن نشین رکھیں یہاں سے آگے جتنی بھی آیات ہیں یہ باتیں عام ذہن والوں کے لئے نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی طرف راغب ہوگا جن کی سوچ بلند ہوگی ،لہٰذا ان آیات کو بڑے دھیان سے سمجھنا ہوگا۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَاالْوَعْدُاِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

کافر کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو

مَايَنْظُرُوْنَ اِلَّاصَيْحَةًوَّاحِدَةً تَاْ خُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ.

یہ انتظار نہیں کر رہے مگر ایک گرج کا جو اچانک انہیں اُچک لے گی جب وہ باتیں (بحث) کر رہے ہوں گے۔

فَلاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْ صِيَةً وَّلَآاِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ.

پس نہ تو وہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی گھر لوٹ سکیں گے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِفَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَ جْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ.

اور جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو فوراً اپنی قبروں سے باہر نکل کر اپنے پروردگار کی طرف جائیں گے۔

قَا لُوْ ا يٰوَيْلَنَامَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَاوَعَدَالرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ.

اُس وقت کہیں گے ہائے ہم برباد ہو گئے کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے بیدار کر دیا آواز آئے گی یہ وہی ہے جس کا رحمان نے وعدہ کیا تھا اور اُس کے رسولوں نے سچ کہا تھا۔

اِنْ كَا نَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّا حِدَ ةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعُ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ.

ایک زوردار کڑک ہوگی اور پھر وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔

فَا لْيُوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسُ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ.

پس آج کسی پر ذرہ بھر ظلم نہیں کیا جائے گا اور تمہیں صرف اُن اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَاالْوَعْدُاِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

کافر کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو

کفار حضورﷺ سے آ کر مذاق کیا کرتے تھے اور بار بار آ کر ایک بات کیا کرتے تھے اے محمدﷺ تم کہتے تھے قیامت آئے گی تو بتاؤ کب آئے گی، کونسا وقت ہوگا، کونسا لمحہ ہوگا، کونسی تاریخ ہوگی تو حضورﷺ کو مذاق میں آ کر ایسی باتیں کہنا یہ اُن بدنصیبوں کا طریقہ تھا اور آ کر بار بار مذاق کے لہجے میں او! کب آئے گی قیامت؟ (استغفر اللہ) اس طرح کے الفاظ قیامت کے بارے میں بولا کرتے تھے۔

تو حضورﷺ کو جب یہ بات کہی گئی تو اللہ نے اس کا جواب قرآن پاک میں دیا ہے۔ اے نبیﷺ یہ جو بار بار آ کر تم سے سوال کرتے ہیں کہ بتاؤ ہمیں قیامت کب آئے گی اگر تم سچے ہو؟ یہ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں پہلی بات تو یہ کہ ہم کبھی اس راز کو نہیں کھولیں گے اور دوسرا ہم اس بات کے مُقلف نہیں ہیں اور نہ ہی ہماری کوئی ڈیوٹی ہے کہ ہم انہیں بتائیں کہ کونسی تاریخ ہوگی اور کونسا دن ہوگا ایسا کچھ نہیں ہے نہ تم انہیں بتاؤ ہاں میں اتنا بتا دیتا ہوں کہ:

مَايَنْظُرُوْنَ اِلَّاصَيْحَةًوَّاحِدَةً تَاْ خُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ.

وہ ایک بہت زبردست گرج اور کڑک ہوگی اور اُس کی آواز اتنی بلند ہوگی کہ یہ جو آج لوگ اسے بہت معمولی سمجھ رہے ہیں اور بڑی آسانی سے لفظ اپنی زبان سے نکال لیتے ہیں اُنہیں اندازہ ہی نہیں ہے کہ کیا ہونے والا ہے؟ لہٰذا بہت بڑی گرج کی آواز کا اللہ نے ذکر کیا ہے۔ یہ اصل میں پہلا صور ہوگا۔

نبی کریمﷺ نے فرمایا:

حضرت اسرافیلؑ ابھی بھی مُنہ میں صور لیے کھڑے ہیں اور اللہ کی طرف سے انتظار کر رہے ہیں کہ کب اشارہ ہو اور وہ اُسے پھونک دیں اور چیخ کی آواز پوری دنیا میں گونجے گی اور کوئی بھی اُس سے بچ نہیں سکے گا اور انسان جہاں جہاں ہوں گے وہ موت کا شکار ہو جائیں گے تو اللہ فرما رہے ہیں انہیں پتہ ہی نہیں کہ یہ کیا ہے تو ایک گرج ہوگی جو اچانک انہیں دبوچ لے گی اس قدر اچانک قیامت کے آنے کا ذکر ہے کہ باقاعدہ صحیح بخاری کے اندر حضورﷺ نے اُس کا ذکر کیا ہے۔

فَلاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْ صِيَةً وَّلَآاِلٰى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ.

حضورﷺ نے فرمایا:

قیامت اس حال میں ہوگی کہ دو آدمی کپڑے خرید رہے ہوں گے اور اُنہوں نے کپڑے کا تھان ابھی کھولا ہوگا ابھی وہ لپیٹ نہیں پائیں گے کہ قیامت آ جائے گی، ایک شخص اپنے مویشیوں کو پانی پلانے کے لئے حوض کی لپائی کر رہا ہوگا وہ پانی پلا نہیں سکے گا کہ قیامت آ جائے گی۔

ایک آدمی کوئی چیز تول رہا ہوگا اس سے پہلے کہ وہ ترازو اُونچا کرے کہ قیامت آ جائے گی، ایک انسان اپنے مُنہ میں لُقمہ ڈال رہا ہوگا کہ ابھی مُنہ میں نہیں جائے گا کہ قیامت آ جائے گی اس قدر رفتار ہوگی کہ اُس کو ناپا کسی کے بس کی بات نہیں ہوگی یہ اتنی اچانک ہوگی کہ کسی کو سنبھلنے کا موقع ملنا تو بڑی دور کی

بات، کسی کو گھر واپس جان کا موقع نہیں ملے گا، کسی کو وصیت کرنے کا موقع نہیں ملے گا کہ اب میں مرنے لگا ہوں تو فلاں میرا مکان کسی اور کو دے دو، یہ جائیداد کسی اور کو دے دو اللہ فرما رہا ہے ایسا کچھ نہیں میں ہونے دوں گا۔ پہلا صور جب پھونکا جائے گا تو اس طرح پوری دنیا موت کا منظر دیکھے گی کہ کوئی شے سلامت نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ نے یہ ایک قیامت کی تصویر کھینچ دی اور فرمایا اپنے گھروں کو بھی واپس نہیں جا سکیں گے جہاں جہاں جو کوئی گیا ہوگا وہیں موت کا شکار ہو جائے گا۔

اب جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ اللہ اُنہیں سلا دے گا اور جو سارے اپنی قبروں کے اندر ہیں اُنہیں سُلا دیا جائے گا اور جو باہر ہیں وہ وہیں پڑے رہ جائیں گے چالیس سال کا وقفہ دوسرے صور کے درمیان ہوگا پہلے صور اور دوسرے صور میں چالیس سال گزریں گے کفار اپنی قبروں میں عذاب سہہ رہے ہوں گے اُنہیں عذاب میں رکھا جائے گا جونہی پہلا صور پھونکا جائے گا تو اُنہیں عذاب سے نکال کر نیند میں لایا جائے گا وہ سو جائیں گے اُنہیں تھوڑا سا وقفہ ملے گا اور اُن سے عذابِ قبر ہٹا دیا جائے گا اور وہ چالیس سال تک سوئیں گے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَ جْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ.

اب جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو اپنی قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف جائیں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو اللہ تعالیٰ قبریں کھول دے گا اور سب سے پہلے میری قبر کھولی جائے گی میرے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کی قبر کھولی جائے گی، پھر ابو بکرؓ، پھر عمرؓ کی کھلے گی اور اس طرح ساری دنیا کے لوگوں کی قبریں کھول دی جائیں گی اور فرمایا کہ ایک ایک قبر سے ستر ستر مُردے برآمد ہوں گے اتنی زیادہ تعداد ایک ایک قبر سے باہر نکلے گی اور وہ اللہ کی طرف نکل نکل کر جائیں گے، تیزی کے ساتھ اپنے رب کی طرف جائیں گے یہاں ایک لفظ استعمال ہوا ہے **اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ** دیر نہ کہیں ہو جائے، جلدی جلدی پہنچنے کی کوشش کریں گے اور میدانِ عرفات کی طرف روانگی ہوگی، میدانِ عرفات وہ جگہ ہے جہاں حشر کا میدان سجے گا اللہ کی کُرسی اُترے گی اور فرشتے آئیں گے، قطاریں لگا دی جائیں گی، ترازو لگ جائیں گے اب کسی کو address بتانے کی ضرورت نہیں یہ سارے خود روانہ ہوں گے اُنہیں پتہ ہوگا کہ کدھر جانا ہے؟ اور باقاعدہ راستہ کھول دیا جائے گا اور سارے کے سارے لوگ اکٹھے ہو کر میدانِ عرفات میں پہنچ جائیں گے اب یہاں اللہ فرما رہا ہے کہ یہ آج بڑی ڈھٹائی سے تم سے قیامت کی باتیں کرتے ہیں ذرا انہیں بتاؤ کہ کیسی عظیم الشان کتاب ہے کہ یہ ہمیں مستقبل کی خبریں دے رہی ہے اور ابھی جو کام ہوا نہیں اُس کا ہمیں پہلے بتایا جا رہا ہے یہ ماضی کے قصے بھی سُناتی ہے، حال اور مستقبل کی باتیں بھی کرتی ہے یہ قرآن کا اعجاز ہے فرمایا کہ یہ آج اس کو بڑا آسان لے رہے ہیں انہیں بتاؤ کہ یہ کل کیا کریں گے؟

قَا لُوْ ا يٰوَيْلَنَامَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا

یہ چیخیں گے، چلائیں گے اور کہیں گے کہ کون ہے جس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے جگا دیا ہم تو سو رہے تھے اور بڑے عرصے بعد مار کھا کھا کر بڑی پیاری سکون کی نیند آئی تھی اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہمیں دوبارہ اُٹھا دیا ہے کون ہے جس نے ہمیں اُٹھا دیا ہے جواب آئے گا:

هٰذَا مَاوَعَدَالرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ

یہ ہے وہ وعدہ جس کا ذکر تم میرے نبی سے کیا کرتے تھے کہ کب آئے گی قیامت؟ تو جو وعدہ رحمٰن نے کیا تھا وہ آج پورا ہو گیا ہے لہٰذا یہ پورا ہو کر رہے گا اور میرے ہر نبی نے سچ کہا تھا، میرے ہر نبی نے سچی بات کی تھی اور آج تم دیکھ رہے ہو وہ قیامت برپا ہو چکی ہے

اللہ والے فرماتے ہیں کہ اللہ کبھی بھی اپنا وعدہ نہیں توڑتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادُ

اور قرآن پاک میں اللہ نے ایک دو جگہ نہیں بلکہ ایک ہزار آیتوں میں اللہ نے قیامت کا ذکر کیا ہے۔

حضورﷺ سے پوچھا گیا حضور!!!

یہ بتایئے کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ حضورﷺ نے فرمایا جو مرا اُس کی قیامت قائم ہو گئی اگر تو وہ نیک ہے اللہ اس کی جنت قبر ہی بنائے گا اور اگر وہ بُرا ہے تو اُس کی قبر ہی دوزخ بنا دی جائے گی۔

یہ مت سوچا جائے کہ ہزاروں سال بعد فیصلہ ہونا ہے ایسا کچھ نہیں ہے فرمایا جو مرا اُس کی قیامت اُسی وقت قائم ہو گئی اُسی وقت عذاب یا جزا کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

اب یہاں پر سوال یہ آتا ہے کہ پھر اتنا بڑا دن کیوں بنایا؟

پچاس ہزار سال کا لمبا دن اُس کی پھر حکمت کیا ہے؟ اگر فیصلہ ہو گیا ہے تو پھر قبر میں ہی ہو گیا ہے عذاب یا جنت مل گئی ہے تو پھر اتنا بڑا دن کیوں بنایا؟ تو جواب دیا گیا:

''وہ صرف حضورﷺ کی عزت دکھانے کے لئے بنایا گیا ہے''

آقاﷺ کی عزت اور توقیر کو اللہ نے لوگوں کے سامنے رکھنا تھا تو اُس کے لئے قیامت کے دن کو تخلیق کیا گیا ورنہ قیامت کا فیصلہ تو اللہ قبر میں کر چکا ہے۔

عرش حق ہے مسندِ رفعت رسولُ اللہ کی
حشر میں دیکھنی ہے عزت رسولُ اللہ کی

تو کہا میرے نبیوں نے سچ کہا وہ ہو کر رہے گا۔

اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمۡ جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ.

ایک اور زوردار کڑک آئے گی اور وہ سارے کے سارے ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے ایک بات ذہن نشیں کر لیجئے!!!!

''اللہ کو کوئی حساب نہیں دے سکتا حساب والا سلسلہ اللہ کے آگے ناممکن ہے اللہ نے جسے بخشنا ہے اُسے بغیر حساب کے بخشنا ہے''

آقاعلیہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جس کواللہ نے حساب کے لئے کھڑا کردیا وہ مارا گیا کیونکہ اللہ کوکوئی حساب نہیں دے سکتا''

حضورعلیہ ﷺ فرماتے ہیں:

اللہ قیامت کے دن ایک شخص کوکھڑا کرے گا اور اُس کو کہے گا اے بندے! تم نے ساری زندگی عبادت کی اُس بندے کا عجیب معاملہ ہوگا کہ بحری سفرکررہا ہوگا اور ایک حادثہ ہوگا اور اُس کا بحری جہاز ڈوب جائے گا وہ اپنی والدہ کے ساتھ ایک تختے پرسوار ہوجائے گا اُس کی والدہ بھی ڈوب جائے گی اور وہ تختہ تیرتا ہوا جزیرے پر پہنچ جائے گا اُس کی عمر چھوٹی ہوگی، وہ وہاں تنہا ہوگا اب چونکہ اُس نے اپنی والدہ کوعبادت کرتے ہوئے دیکھا ہوگا اللہ اُس کے لئے ایک انار کا درخت پیدا فرمائیں گے اور ایک میٹھے پانی کا چشمہ جاری کردے گا وہ بچہ اُسے استعمال کرتا رہے گا اور اللہ کی عبادت میں لگا رہے گا اور دعا کرے گا مولا! کرم فرما ساری زندگی عبادت میں گزرگئی اب موت بھی سجدے میں عطا فرما اللہ اُس کی یہ دعا بھی قبول فرمائے گا اور اُس کو موت بھی سجدے میں آئے گی اب یہ شخص جب قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اللہ فرمائے گا اے بندے!

''تو نے ساری زندگی میری عبادت کی لہٰذا جا میں تجھے اپنی رحمت سے بخشتا ہوں تو وہ رُکے گا اور کہے گا مولا! ٹھیک ہے تیری رحمت بہت بڑی ہے لیکن میں نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں میری کوئی گناہ والی بات ہی نہیں تھی تو جنت میرا حق تھا تو اللہ فرمائے گا اچھا تجھے میری رحمت نے نہیں بخشا؟ کہے گا نہیں مجھے میرے اعمال نے بخشا ہے''

کہا تو اچھا آ پھر حساب دے حساب کے لئے کھڑا کردیا جائے گا تو اللہ فرمائے گا میں نے تیرے لئے پانی کا ایک چشمہ پیدا کیا تھا اُس پانی کا حساب دے جو میں نے تجھے پلایا تھا اُس کی نیکیاں پہاڑوں کے پہاڑ ترازو میں میں تولی جائیں گی اور دوسری طرف پانی کا ایک قطرہ رکھ دیا جائے گا وہ پانی کا قطرہ پورا نہیں ہوگا کہ اُس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی اللہ فرمائے گا ابھی تو وہ انار کا اک اک دانا باقی تھا جو میں نے تجھے کھلایا، ابھی تو یہ آنکھیں تجھے دیں اُن کا حساب لینا باقی ہے، جو کان دیئے ہیں اُن کا حساب لینا باقی ہے، جو سانسیں دیں، جو دھڑکتا ہوا دل دیا، زندگی گزارنے کے لئے سورج کے جو ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے سلسلے دیئے وہ کہاں گئے ابھی تو ہم نے اُس کا حساب لینا تھا تمہاری تو ساری نیکیاں میرے پانی کے قطرے پر ختم ہوگئیں تو جواب آئے گا مولا! مجھے معاف کردے تیری رحمت سے ہی میں بخشا جاؤں گا۔

تو اللہ نے جسے حساب کے لئے اُس دن کھڑا کیا وہ مارا گیا اور اللہ جسے بخشے گا اپنی رحمت سے بخشے گا اُسے اپنے فضل سے بخشے گا تو لہٰذا ہمیشہ اُس سے فضل مانگا جائے۔

یہ خشک عبادت کرنے والے، دن رات وظیفے پڑھنے والے چھاوے ہوجاتے ہیں انہیں بڑا مان ہوتا ہے اپنی عبادتوں پر، بڑا گھمنڈ کرتا ہے اپنی عبادتوں پر ، میں بڑا نیک، میرے بڑے موٹے موٹے محراب یہ کچھ بھی نہیں اس کی کوئی کہانی نہیں....

جب ہمارے نبی جیسا انسان اللہ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے محبوب خدا

ہوکر فرماتے ہیں کہ میں اللہ سے روز سو بار توبہ کرتا ہوں اے اللہ!!

مجھے معاف کر دے تو جواب دیا حضور آپ تو بخشے ہوئے ہیں آپ کیوں توبہ کرتے ہیں فرمایا اگر میرا رب مجھے نہ بخشے تو میری بھی بخشش نہیں ہونے والی تو ہمیشہ یہی دعا کی جائے مولا! ہمیں اپنی رحمت سے بخش دینا۔

تو یہ جوز او یہ اللہ نے دیا ہم سامنے حاضر کر دیں گے سب کو تو دعا کی جائے مولا! ہم ضرور حاضر ہوں گے لیکن ہمیں اپنی رحمت سے بخش دینا۔

فَا لْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسُ شَیْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ.

آگے اللہ فرما رہا ہے اُس دن کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا، کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا بلکہ تمہیں وہی دیا جائے گا جو تم کرتے تھے اللہ نے یقین دہانی کرائی ہے کہ میری طرف سے تم پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی میں تمہارے ساتھ کوئی لین دین نہیں کرنے والا میں وہاں پیچھے ہٹ جاؤں گا تو ہوگا اور تیرا ترازو ہوگا بس ہم اُسی کو Focus کریں گے اگر تیرے اعمال اچھے ہوئے تو تجھے کہنے کی ضرورت نہیں فرشتے تجھے استقبال کرتے ہوئے جنت میں لے جائیں گے اور اگر وہ بُرے ہوئے تو کوئی تجھے آ کر بچا نہیں پائے گا بھول جا کہ تجھے کوئی بچائے گا ہم اُن اعمال کی طرف دیکھ رہے ہیں جو تو دنیا میں کیا کرتا تھا لہٰذا اس سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ کی بارگاہ میں Merit پر فیصلہ ہوگا کسی قسم کی Demerit نہیں ہوگی یہ جو حضور ﷺ کے شفاعت کا تاج پہننے کا ذکر کرتے ہیں یہ بھی Merit ہے جو اللہ نے حضور کو دیا ہوا ہے وہ ایک الگ گفتگو ہے لیکن یہاں پر ہم اس دن کی گفتگو کر رہے ہیں کہ وہ اتنا بڑا دن جس کا ذکر سو سے زیادہ آیتوں میں کیا گیا وہ مذاق ہو سکتا ہے؟ (استغفر اللہ) لوگ عام طور پر کہہ دیتے ہیں ہم بخشے ہوئے لوگ ہیں ہمیں معافی مل جائے گی حضور ہماری شفاعت کروا دیں گے وہ بڑے محبوب ہیں اللہ کے:

''جاؤ تُسی جا کر نمازاں پڑھو اسی بخشے ہوئے لوگ آں''

یعنی قیامت کے دن کو وہ اس طرح Light لیتے ہیں۔

حضور ﷺ خشک آندھی چلتی تو مسجدِ نبوی میں چلے جاتے اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاتے، ذرا سی بجلی تیز چمکتی تو آپ کے رنگ بدل جاتے اور اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے مولا! کیا ہونے والا ہے؟ کیا قیامت آنے والی ہے؟ تیز ہوا چلتی تو حضور کے چہرے پر پریشانی کے آثار پیدا ہونا شروع ہو جاتے تو اس طرح حضور ﷺ قیامت کے بارے میں خوفزدہ ہوتے تو آج لوگوں نے بالکل اس کو معمولی سمجھا ہوا ہے فرمایا: اُس دن ہم ایک ایک عمل کی جانچ کریں گے اللہ نے وہاں calculator نہیں بلکہ ترازو رکھنا ہے اور وزن ہوگا اعمال کا، نیتیں جانچی جائیں گی، نیتوں کو دیکھا جائے گا کہ کونسا عمل کس نیت سے کیا گیا؟

اور وزن ہوگا اُس وزن کے عوض اللہ تعالیٰ برکتیں عطا فرما دے گا اور اگر اعمال وزن دار نہیں تو کروڑوں نیکیاں کر کے بھی بیٹھے رہو تو اُس عمل کا وہ معاملہ نہیں ہوگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کو دو برکت والی چیزوں سے نواز دیا ہے:

(۱) ایک یہ کہ پچھلی اُمتوں میں لوگ جب نیت کرتے تھے تو اُن کو اجر نہیں ملتا تھا میری اُمت میں نیت بھی عمل کے برابر ہے، مومن کا نیت کرنا اُس کے عمل سے بہتر ہے تو میری اُمت میں نیتیں اور عمل دونوں دیکھیں جائیں گے مثلاً جس نے کہا مولا! میں حج کروں گا ابھی عمل نہیں کیا لیکن اللہ اُس کا حج لکھ دے گا جس نے کہا مولا! میں تیری مسجد بناؤں گا نیت کر لی عمل نہیں کیا، ساری زندگی میں نہیں بنا سکا لیکن اللہ اُسے پوری مسجد بنانے کو ثواب دے گا فرمایا: یہ

میرے کرم اور فضل سے تمہارے اُوپر ہوا ہے۔ تو یہاں ایک بات ذہن نشین کر لیا کریں خوب اچھی اچھی نیتیں رکھا کریں، اچھی نیتیں ضرور رکھا کریں ساری زندگی موقع ملے نہ ملے لیکن اللہ آپ کو اچھی نیت پر اجر ضرور عطا فرمائے گا تو عملوں کو دیکھا جائے گا مگر نیت اُمتِ محمدیہ میں ایک خاص رنگ رکھتی ہے۔

(۲) اللہ فرما رہا ہے کہ جو تم عمل کیا کرتے تھے فرمایا جب تم عمل اللہ کی بارگاہ میں پیش کر دیتے ہو تو اُسی وقت اُس کا معیار اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو جاتا ہے اُس کا بدلہ اللہ دنیا میں بھی دے گا اور آخرت میں بھی دے گا قیامت کے دن مومن کو جب اللہ اعمال کا بدلہ دے گا تو وہ کہے گا کاش! اللہ دنیا میں مجھے اس کا بدلہ نہ دیتا تو مجھے آج ہی سب کچھ عطا فرما دیتا اس لئے کہ وہاں سو سو پہاڑ نیکیوں کے اللہ ایک ایک نیکی کے عوض عطا فرمائے گا تو جتنے بھی جنت کے درجے ہیں اللہ نے اُنہیں اعمال کے ساتھ جوڑ دیا لہٰذا جتنے بھی بے عمل ہیں، نعرے لگانے والے ہیں اور نعرے لگا لگا کر باتیں کرنے والے ہیں، زندگی گزر گئی قرآن نہ سمجھ سکے ساری زندگی اللہ کی رحمتوں کو لوٹنے کے بہت سارے مواقع ضائع کر دیئے عمل نہیں کر سکے تو وہاں وہ اُس وقت پچھتائیں گے اور قیامت کے دن کوئی اجر نہیں ملے گا تو بہت دُکھ اور تکلیف ہو گی اُس وقت سب کچھ ختم ہو چکا ہو گا اللہ فرما رہا ہے میں کسی پہ کوئی ظلم نہیں ہونے دوں گا ہر ایک کو اُس کا پورا بدلہ ضرور دوں گا۔

ایک بات یاد رکھیئے!!! قرآن یہیں رہ جائے گا اور ہم اس دنیا سے چلیں جائیں گے لہٰذا جتنا ہو سکے قرآن کو پڑھا جائے اس کو سمجھا جائے کیونکہ یہی وہ کمائی ہے جو کل قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہوگی قرآن سمجھنے کا جو وقت ملے تو اس پر اللہ کا شکرادا کیا جائے۔

آیت نمبر:۵۵تا۵۸

موضوع: جنت

اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ الۡيَوۡمَ فِیۡ شُغلٍ فٰكِهُوۡنَ

بے شک اہلِ جنت اپنے اپنے مراتب کے لحاظ سے اپنے اپنے شغل سے لطف اندوز ہورہے ہوں گے۔

هُمۡ وَ اَزۡوَاجُهُمۡ فِیۡ ظِلٰلٍ عَلَى الۡاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوۡنَ

وہ اوراُن کی بیویاں سائے میں سجے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے ہوں گے۔

لَهُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ وَّ لَهُمۡ مَّا يَدَّعُوۡنَ

اُنہیں وہاں طرح طرح کے لذیذ پھل ملیں گے اوراُنہیں وہ ملے گا جو وہ طلب کریں گے۔

سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ

تم سلامت رہواُن کے رحیم رب کی طرف سے یہ کہا جائے گا۔

تفسیر:

اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ الۡيَوۡمَ فِیۡ شُغلٍ فٰكِهُوۡنَ

اللہ نے یہاں **اِنَّ** کے لفظ سے آغاز کیا اور **اِنَّ** کا لفظ جس آیت میں آتا ہے مفسرین فرماتے ہیں کہ وہ اُس آیت کا وزن بڑھا دیتا ہے اوراُس آیت کی زیادہ Value ہے جس میں اِنَّ کا لفظ آئے ویسے تو قرآن کی ہر آیت ہی بہت بڑی ہے لیکن اِنَّ کا لفظ آئے تو اُس آیت کی طرف دھیان کرنا ضروری ہے پھر فرمایا کوئی شک نہ کرے آگے پہلے جو میں نے دوزخ کی باتیں کردی ہیں اوراب جو جنت کی باتیں کرنے جارہا ہوں اس میں بھی کوئی شک نہ کرے اللہ اس میں ہمیں آنے والے وقت کی خبر دے رہا ہے۔

بے شک جو جنت کے ''اصحاب'' ہیں اصحاب صحابی کی جمع ہے اور عربی میں اس کو دوست کہا جاتا ہے یہاں اصحاب کہا گیا جس کا مطلب ''زیادہ لوگ'' فرمایا جو جنت میں داخل ہوں گے اپنے اپنے مراتب کے لحاظ سے اپنے اپنے شغل میں لطف اندوز ہورہے ہوں گے اللہ فرمارہا ہے کہ میں نے جنت میں مختلف مرتبے بنائے ہیں سات جنتیں ہیں ساری جنتیں ایک جیسی نہیں ہیں سب سے اُوپر جنت، جنت الفردوس ہے جو اللہ کے عرش کے نیچے ہے جہاں

حضورﷺ کی جلوہ فرمائی ہوگی، حضورﷺ وہاں تشریف رکھیں گے اور ساتھ آپ کے اصحاب ہوں گے اور جو جو آپ سے محبت کرے گا وہ بھی وہیں جائے گا ۔حضورﷺ سے ایک صحابی نے پوچھا حضور ہم تو آپ کے بغیر رہ نہیں سکتے؟ چھوٹی سی جنت ملے گی کیونکہ ہمارے اعمال اتنے ہیں نہیں اور اعمال تھوڑے ہونے کی وجہ سے میں زیادہ بڑی جنت کی توقع نہیں رکھ سکتا اور آپ جس جنت میں ہوں گے وہ تو بہت بڑی ہوگی کیونکہ آپ اللہ کے محبوب ہیں اور اللہ کے رسول ہیں آپ تو بڑی جنت میں ہوں گے تو حضور! ہم تو مارے گئے ہم تو بہت چھوٹی سی جنت میں ہوں گے اور میرا تو دن نہیں چڑھتا جب تک آپ کا چہرہ نہ دیکھ لوں آپ کو دیکھ کر ہی میری صبح کا آغاز ہوتا ہے تو میں ایسی جنت کو کیا کروں گا جہاں آپ سے ملاقات نہ ہو؟ حضورﷺ نے پیارا سا جواب دے کر ہم غریبوں کے لئے بھی سامان کر دیا آپﷺ نے فرمایا: نہیں میرے صحابی ایسا کچھ نہیں ہوگا اصول وہاں کچھ اور ہے فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَّنْ اَحَبَّ بِهٖ

''ہر شخص اُس کے ساتھ رہے گا جس کے ساتھ وہ دنیا میں محبت کرتا ہوگا''

تو حضورﷺ نے ہمیں پیمانہ دے دیا کہ اگر تم داتا صاحب سے محبت کرو گے تو داتا صاحب کے ساتھ رہو گے، اگر غوث اعظم سے محبت ہے تو غوث اعظم کا قُرب ملے گا تم ولیوں سے محبت کرتے ہو تو قیامت کے دن اُن کے قریب پاؤ گے اور اگر حضورﷺ سے محبت ہے تو حضورﷺ سے دور رہنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اللہ تمہیں اُسی کے ساتھ رکھے گا جس سے تمہیں محبت ہوگی اس سے پتہ چلا جنت درجوں میں منقسم ہے اور ہر جنت کے تقاضے دوسری جنت سے الگ ہیں اور ایک جنت کی نعمتیں دوسری جنت سے قطعاً Match نہیں ہوتی ہیں اُس کے پھلوں کا ذائقہ اور ہے اور اُوپر والی جنت کا اور ہے اُس سے اُوپر والی کا اور ہے اُس سے اُوپر چلیں تو ذائقہ بالکل بدل جائے گا، رنگ میں فرق ہے، ذائقہ میں فرق ہے، جنت کی سہولتوں میں فرق ہے، جنت کی زمین کے رنگ میں فرق ہے، آسمانوں کے رنگ میں فرق ہے، محلات کے ڈیزائنوں میں بھی فرق ہے فرمایا:

فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ اپنے اپنے مراتب کے لحاظ سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔

یہ بڑا پیارا جملہ ہے جو اللہ نے یہاں بیان فرمایا کہ تم جتنے زیادہ اچھے عمل کر گئے، جتنی زیادہ محنت کر گئے، تمہاری جنت میں ویسی ہی بنا دُوں گا

ذرا سوچئے!! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک شخص صرف پانچ وقت نماز پڑھے اور ایک پانچ وقت کی نماز کے ساتھ تہجد بھی پڑھتا ہو اور دونوں کی جنت ایک جیسی ہو؟ دونوں کو جنت ضرور ملے گی لیکن ایک جیسی نہیں ہوسکتی، ایک قرآن کی ویسے تلاوت کرتا ہے اور ایک وہ ہے جو سارا سارا دن قرآن پڑھاتا بھی ہے دونوں کی جنت ایک جیسی کیسے ہوسکتی ہے؟ ملے گی دونوں کو جنت لیکن ایک جیسی نہیں ہوگی وہاں اللہ فرق پیدا کرے گا اور ایک ایک جملے سے فرق پڑے گا اتنا فرق پڑنے والا ہے کہ وہاں جنتی بھی **کاش!** کا لفظ کہیں گے اب جب یہ آواز جنتی کہے گا تو فوراً اللہ کی بارگاہ سے جواب آئے گا جنتیوں کا رابطہ اللہ سے جلدی ہوگا اور دوزخیوں کا اللہ سے رابطہ دیر سے ہوگا ایک ایک ہزار سال بعد جواب ملے گا۔

جُوں ہی جنتی کی زبان سے کاش کا لفظ نکلا فوراً اللہ فرمائے گا اے جنتی یہ تُو نے کیا بولا؟ کہا مولا کاش! اللہ فرمائے گا کیوں جنت میں تیری کوئی آرزو رہ گئی؟ کیا تیری خواہش پوری نہیں کی گئی؟ کیا تیرے اُوپر ہم نے رحمتیں نہیں کیں؟ تیرے اُوپر کرم نہیں کیے؟ تیرے اُوپر سارے فضل نہیں کیے؟ میں نے تجھے برکت نہیں دے دی تو نے کاش کیوں بولا؟ کیونکہ کاش تو اُس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی شے رہ جائے وہ کہے گا مولا!! میں راضی ہوگیا تو نے اتنے کرم کیے

،اتنے فضل کیے لیکن کاش!

''میں اور دُنیا میں تیرا ذکر کر لیتا، کاش میں اور تیرا نام لے لیتا''

خدا کی قسم آج جو یہ وقت ضائع کر رہے ہیں انہیں اندازہ ہی نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے؟ کیا ہوگا اُس وقت صرف ہر کوئی یہی کہے گا کاش میں اور نماز پڑھ لیتا، کاش میں دو سجدے اور دے آتا، کاش میں قرآن کی دو آیات اور پڑھ لیتا، کاش میں دو لفظ اللہ تیرے نام کے اور لے لیتا آج اتنی نعمتیں ملنی تھیں کہا جنتی میں اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتا وہ کہے گا مولا ایک بات مان لے مجھے دُنیا میں بھیج ایک سجدہ دے کر آ جاؤں جواب ملے گا ختم ہو گیا وہ وقت اب تجھے ایک سیکنڈ نہیں دیا جائے گا تو آج یہ جو ایک ایک لمحہ گزر رہا ہے یہ کبھی بھی واپس نہیں آنا اور وہاں مرتبے طے ہونے ہیں ایک ایک جملے سے، ایک ایک لمحہ سے، ایک ایک سجدے سے.........

حضور ﷺ نے فرمایا:

ایک جنتی جنت میں سیر کرتے ہوئے آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائے گا اُس کو ایک کھڑکی نظر آئے گی غور سے دیکھے گا تو اُس کا ایک دوست، ایک یار جو دُنیا میں اُس کے ساتھ رہا وہ اُس کھڑکی سے نیچے دیکھ رہا ہوگا اور ہاتھ ہلا رہا ہوگا اور وہ خوشی سے دیکھ کر اُس کو مُسکرا رہا ہوگا یہ بھی اُسے دیکھ کر مُسکرائے گا لیکن ساتھ ہی پوچھے گا مولا! یہ تو ساری زندگی میرے ساتھ نمازیں پڑھتا رہا، میرے ساتھ تسبیح، روزہ، تلاوت کرتا رہا میں اس کو اچھی طرح جانتا ہوں اس نے کونسا ایسا نیک عمل کیا ہے جو مجھے نہیں یاد آ رہا اور اُس عمل کی وجہ سے یہ بڑی جنت میں ہے اللہ کی بارگاہ سے جواب آئے گا اے جنتی!!! تو ٹھیک کہتا ہے تیری اور اس کی نیکیاں ایک جیسی تھیں لیکن اس نے ایک بار لفظ اللہ زیادہ بولا ہے وہ کہے گا مولا تو مجھے بھی ایک بار پھر دُنیا میں بھیج دے میں بھی ایک بار لفظ اللہ زیادہ بول کر آ جاؤں اللہ فرمائے گا نہیں اے میرے بندے!! وہ وقت گزر گیا ہے تو اپنے دوست سے ملنا چاہتا ہے تو ہم تجھے اُس کی جنت میں بھیج دیتے ہیں لیکن تجھے مل کر واپس آنا ہوگا وہ اُسی کی جنت ہے کیونکہ اُس نے دنیا میں محنت تجھ سے زیادہ کی ہے، محنت کر کے نمازیں پڑھ پڑھ کر اُس نے کمائی کی ہے لہٰذا فرق پڑ گیا اک لفظ سے فرق پڑ گیا تو فرمایا اپنے اپنے مراتب کے لحاظ سے جنت میں ہوں گے تو زیادہ سے زیادہ وقت نیکیوں میں گزارنا چاہئے کیونکہ وہاں کسی قسم کی کوفت اور پچھتاوا کام نہ آئے گا۔

فِیْ شُغُلٍ فٰکِھُوْن

وہ اپنے اپنے شغل میں ہوں گے تو اللہ اُنہیں لطف اندوز کروائے گا جو وہ چاہیں گے شغل سے مُراد ہے کہ جیسا اُن کا ذوق ہوگا اللہ ویسی ہی جنت عطا فرمائے گا۔

ایک صحابی رسول حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہا حضور آپ نے کہا جنت ملے گی میں دن رات جنت کی خوابیں دیکھتا رہتا ہوں کہا مجھے کھیتی باڑی کا بڑا شوق ہے کیا جنت میں کھیتی باڑی ہوگی؟ کیا وہاں کھیت ہوں گے حضور ﷺ مُسکرائے اور کہا وہاں تجھے محنت کی ضرورت نہیں ہے وہاں تو جو چاہے گا تجھے ملے گا کہا حضور وہ تو مجھے سمجھ آ گئی لیکن میں رہ نہیں سکتا کھیتی باڑی کے بغیر تو کیا مجھے کھیتی باڑی کرنے کا موقع ملے گا؟ فرمایا ہاں جو تیرا شغل ہوگا، جو تو اظہار کرے گا، جو تیرے ذہن میں ہوگا اللہ اُسی طرح کا کھیت بنا دے گا تم وہاں کھیتی باڑی کرنے پہنچ جانا ہاں یہ ہے کہ وہاں دیر نہیں ہے تو ایک دفعہ ہل چلائے گا پودے باہر آ جائیں گے دوسری دفعہ ہل چلائے گا اُس میں پھل لگ جائیں گے اور فرشتے آ کر اُسے نکال کر تجھے دے بھی جائیں گے۔

اسی طرح ایک اور شخص آیا اُس نے آ کر ایک عجیب خواہش کا اظہار کیا اُس نے کہا حضورﷺ میرا جی چاہتا ہے میں ہواؤں میں اُڑوں کیا جنت میں مجھے ہوا میں اُڑنے کے لئے پر لگائے جائیں گے کہا تُو جو چاہے گا وہی ہوگا اللہ تجھے پر لگا دے گا تمہارا جہاں دل چاہے وہاں اُڑتے رہنا تو جو جو شغل تمہارا ہے ہم تجھے اُسی طرح لطف اندوز کریں گے یہاں آپ دُنیا میں کتنی خواہشیں پوری کریں گے کوئی نہ کوئی خواہش ہر انسان کی رہ ہی جائے گی:

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

بہت نکلے میرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

آپ چلے جائیں قبرستان میں اور مُردوں کو زندہ کریں اور ان سے پوچھیں بھائی تُو خوش گیا ہے اس دُنیا سے؟ تو وہ کہے گا فلاں کام رہ گیا ابھی یہ بھی کرنا تھا، یہ بھی کرنا تھا، یہ بھی رہ گیا وغیرہ وغیرہ لہٰذا حسرتیں لے کر اس دُنیا سے چلے گئے لیکن وہاں کوئی حسرت ہی نہیں رہے گی وہاں ہر حسرت اللہ مٹا دے گا فرمایا ہم تمہیں وہ شغل (لُطف) دیں گے جو تم یہاں جی چاہتے ہوئے بھی پورا نہیں کر سکے وہاں ہم تمہاری خاطر مدارت کرنے کو تیار ہیں، تمہاری ہر حسرت پوری کر دیں گے۔

هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ

وہ اور اُن کی بیویاں سایہ میں ہوں گی، تکیہ لگائے ہوئے، جیسے سٹائل ہوتا ہے انسان بالکل فری ہو کر تکیہ لگا کر بیٹھتا ہے اللہ نے کتنی محبت کا اظہار کیا کہ اُن کے بیٹھنے کے انداز کو قرآن کا حصہ بنا دیا کہ وہ تکیہ لگائے ہوئے، ٹیکیں لگائے ہوئے سائے کے نیچے بیٹھے ہوں گے (سبحان اللہ) یہ اللہ کی نعمتیں ہیں تو جب بھی ایسی آیتیں پڑھیں اللہ سے سوال کیا کریں کہ مولا ہمیں بھی عطا فرما دے (آمین)

علامہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی: نے لکھا کہ اللہ ہر ایک کو خواہش کے مطابق جنت دے گا بہت سارے جنتی ایسے ہیں کہ وہ اُن نعمتوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے نہ کوئی پھل استعمال کریں گے، نہ محلات میں جائیں گے، نہ ہزاروں نعمتوں کی طرف اُن کی نظر ہوگی اللہ اُن سے پوچھے گا یہ ہم نے تمہارے لئے اس قدر خوبصورت انتظام کیا خوبصورت باغات، نہریں، محلات تمہارے لئے تخلیق کیے ہیں۔

آپ کبھی شمالی علاقہ کی طرف جائیں یا سوئزر لینڈ، دنیا میں بڑے بڑے خوبصورت ممالک ہیں ان کا نظارہ کریں تو آپ کہیں کہ جنت اس سے آگے اور کیا ہوگی دُنیا میں اللہ نے اتنے پیارے نظارے رکھ دیئے ہیں تو وہاں کیا عالم ہوگا؟ تو اللہ پوچھے گا اے میرے بندے! تیری کوئی خواہش ہے تو بتا دے تو وہ جواب دے گا مولا تو جانتا ہے کہ میری خواہش کیا ہے؟ یہ جو نعمتیں ہیں ہم ان کے لئے جنت میں نہیں آئے

''ہم تو تیرا دیدار کرنے کے لئے جنت میں آئے ہیں ہم تو تجھے ملنے آئے ہیں''

جنت میں بھیج دے یا دوزخ میں ڈال دے

بس!! جلوہ دکھا کر حسرت نکال دے

وہ اور لوگ ہوں گے علامہ ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ یہ عجیب گروہ ہوگا کہے گا مولا!! ہم جنت میں صرف تجھے ملنے آئے ہیں ہمیں تو یہ حضورﷺ نے بتایا تھا کہ جنت میں تیرے ساتھ ملاقات ہونی ہے وہ ملاقات کہاں ہے ہمیں وہ ملاقات چاہیے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں:

اللہ نے ایسے جنتی جنت میں بھیجے گا کہ اگر اللہ کی زیارت اُن کی نظروں سے ایک لمحہ کے لئے ہٹا دی جائے تو وہ اس طرح رونا شروع کر دیں جس طرح دوزخی روتے ہیں۔

جنت کا اصل معاملہ یہی ہے وہاں مراتب ہوں گے بعض کیلوں ،سیبوں پر قربان ،کوئی نرم بستروں ،محلوں پر، شہد کی نہروں پر قربان اور بہت سارے محمد مصطفیٰ ﷺ پر قربان اور بہت سارے اللہ پر قربان اپنے اپنے مراتب کے لحاظ سے اللہ جنت میں جگہ دے گا **هُمْ وَ اَزْ وَا جُهُمْ** وہ اور اُن کی بیویاں یہاں اس لفظ کو کھولنا مطلوب ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

شوہر اور بیوی کا رشتہ اللہ نے اس طرح تخلیق فرمایا ہے کہ یہ دونوں ہی ایک جگہ ہوں گے بیوی جنت میں ہے تو شوہر بھی جنت میں ہے اور اگر شوہر دوزخ میں ہے تو بیوی بھی دوزخ میں ہے یہ ممکن ہی نہیں ہے یہ دونوں ایک ہی جگہ ہوں گے اللہ نے دونوں کو ایک ہی رنگ میں تخلیق کیا ہے قرآن اس بات پر گواہ ہے کہ ہم نے بُروں کے لئے بُری اور نیکوں کے لئے نیک رکھی ہیں ،خبیثوں کے لئے خبیث رکھی ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم اپنا فیصلہ کسی بھی طرح بدلیں ، یہ پتھر پر لکیر ہے ،ہم نے اس پر قلم خشک کر دیئے کہ بیوی اور شوہر ایک جیسی جزاء پائیں گے تو یہاں پتہ چلا کہ دونوں ایک ہی جنت میں جائیں گے **هُمْ وَ اَزْ وَا جُهُمْ** اور یہاں زیادہ کا ذکر اس لئے کیا کیونکہ اللہ ستر سے زائد حوریں عطا فرمائے گا یہ چھوٹے جنتی کی مثال ہے کہ اُس کو ستر سے زائد حوریں ملیں گی وہ حوریں اُس کی بیویاں ہوں گی اور دُنیا میں جس بیوی کے ساتھ وقت گُزرا وہ اُن کی ملکہ بنائی جائے گی اللہ اُسے وہاں زیادہ بڑا رُتبہ اور مقام عطا فرمائے گا اور اُس کے حسن اور اُس کی برکت کو زیادہ کر دے گا تا کہ وہ ملکہ کا ایک رُوپ رکھے اور حوروں کو اللہ ایک الگ درجہ عطا فرمائے گا وہ ساری خدمتوں پر مامور ہوں گی تو دُنیا میں معاملہ کچھ اور ہے یہاں صبر ہی ہے وہاں پیار ہی پیار ہے یہاں بیوی شوہر کی بہت ساری خامیوں کو دیکھ کر صبر کرتی ہے اور شوہر بیوی کو دیکھ کر صبر کرتا ہے اُس کی بہت ساری خامیوں کو دیکھ کر لیکن وہاں وہ تمام خامیاں نکال دی جائیں گی اور دونوں کے دل ایک دوسرے کی محبت سے بھر دیئے جائیں گے وہاں قطعاً کوئی نفرت ،کسی قسم کا کوئی ملال ،کسی قسم کا کوئی پچھتاوا یا کوئی پرانی بات یاد ہی نہیں ہوگی جو دُنیا میں لڑائی کا ذریعہ بنی تھی لہٰذا اللہ فرما رہا ہے کہ ہم اُنہیں بہترین تخت پر تکیہ لگا کر دیں گے اور وہ تکیہ لگا کر میری خوبصورت جنت کا نظارہ کر رہے ہوں گے۔

لَهُمْ فِيهَا فَا كِهَةٌ وَّ لَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ

اور طرح طرح کے لذیذ پھل ہوں گے اور اُنہیں وہی ملے گا جو وہ چاہیں گے جس طرح کی خواہش کریں گے اللہ فرما رہا کہ میں ضرور دوں گا جو تم طلب کرو گے تو وہاں طلب ہی اللہ کی لے کر جایا جائے لہٰذا طلب صحیح رکھی جائے۔

نیت کا صحیح ہونا کتنا ضروری ہے:

حضورﷺ ایک صحابی کے گھر تشریف لے کر گئے اُنہوں نے نیا گھر بنایا تھا کائنات کا علیم اور حلیم انسان ایک چھوٹا سا سوال کر رہا ہے اور بظاہر یہ ایک معمولی سا سوال ہے حضورﷺ نے فرمایا یہ روشن دان کیوں بنایا؟ کہا سادی سی بات ہے اس لئے کی یہاں سے ہوا آئے گی کہا ہوا تو آنی ہی تھی کاش!!! تو نیت یہ کرتا کہ بلال کی اذان کی آواز آئے۔

تو وسیع ذہن لوگ چھوٹی چیزوں کی طلب نہیں رکھتے وہ بڑی چیزوں کی طلب رکھتے ہیں وہ پورا بحری جہاز مانگ لیتے ہیں اُس جہاز میں سوئیاں بھی ہیں تختے بھی ہیں اُس کے اندر بیڈ بھی ہے اُس کے اندر ہر شے ہے وہ کہتا ہے مولا بیڈ نہیں چاہیئے بلکہ بیڈ والا چاہیئے فرمایا ہم دیں گے جو تم طلب کرو گے بس تم اپنی طلب ٹھیک کر لو تم اپنی طلب کا نقطہ ٹھیک رکھو اور پھر دیکھو ہماری طرف سے کوئی کرم رہ گیا تو پھر کہنا

حضورﷺ فرماتے ہیں:

قیامت کے بعد جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو جنتیوں کی بڑی ضیافتیں اور دعوتیں ہوں گیا اور کئی سو سال جنتیوں کو گزر جائیں گے کہ اللہ کی طرف سے ایک دن فرشتے آئیں گے اور وہ جنتیوں کو کہیں گے کہ آج خصوصی دعوت ہے تم لوگوں کی اور اُس کے دعوت نامے دے دیئے جائیں گے اور کہا جائے گا شام کو تم لوگوں نے تیار رہنا ہے اور اپنی اپنی تیاری کر لینا، جنتی تیار ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ جنتی سواریاں بھیجے گا اُن سواریوں پر وہ فرشتے اُنہیں نظر آئیں گے جو پہلے کبھی نظر ہی نہیں آئے تھے اُن سواریوں پر بٹھا کر اُنہیں ایسے راستوں میں سے لے جایا جائے گا کہ وہ راستے اُنہوں نے پہلے کبھی دیکھے نہیں ہوں گے اور ایک خاص دعوت کی طرف لے جایا جائے گا اور جب وہ وہاں پہنچیں گے تو ایک بہت بڑے میدان میں ہر جنتی کی کرسی لگی ہوگی اور اُس کرسی پر اُس کا نام بھی لکھا ہوگا تو آقاﷺ فرماتے ہیں کہ جنتی اپنی اپنی کُرسیوں پر بیٹھیں گے سامنے سٹیج ہوگا لیکن وہ پردے کے اندر ہوگا جنتی سمجھ جائیں گے کہ آج کچھ خاص ہے، پھر نبیوں کی آمد شروع ہو جائے گی حضورﷺ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام آئیں گے، اُس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام آئیں گے اور یوں سارے نبی ترتیب سے تشریف لائیں گے اور سب سے آخر میں حضورﷺ تشریف لائیں گے اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ سارے نبیوں کا کھڑے ہو کر استقبال کیا جائے اور پھر اُس کے بعد سارے نبی سٹیج پر اپنی اپنی جگہ پر تشریف فرما ہو جائیں گے پھر اللہ کی بارگاہ سے حکم ہوگا کہ داؤد علیہ السلام کو بُلایا جائے اور اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام کو فرمائیں گے کہ اے داؤد! جب آپ اپنی زبور پڑھا کرتے تھے تو چلتا ہوا پانی بھی رُک جاتا تھا اور ہواؤں میں پرندے رُک جاتے تھے اور آپ کی آواز سے دنیا مسحور ہو جاتی تھی آج اُسی آواز میں قرآن کی تلاوت کریں حضرت داؤد علیہ السلام قرآن پڑھیں گے جنتیوں کی چیخیں نکلیں گی مزے سے اس قدر حالت عجیب ہو گی وہ کہیں گے مولا! سو سال سے زیادہ جنت میں ہو گیا ہے لیکن جو مزا اب آیا ہے وہ پہلے کبھی نہیں آیا تو اللہ فرمائے گا اے جنتیو! اس سے زیادہ بھی بہتر مزا نہ تمہیں دیں وہ کہیں گے مولا! اس سے بہتر بھی کوئی مزا ہو سکتا ہے؟

''اللہ تعالیٰ حضورﷺ کو طلب فرمائیں گے اور کہیں گے اب آپ لحن محمدی میں تلاوت فرمائیں''

جو آپ کی اصل آواز ہے جس کے اُوپر اللہ نے دنیا میں پردے ڈالے ہوئے تھے اللہ نے دُنیا میں حضورﷺ کی شخصیت کو 70000 پردوں میں چھپا کر رکھا پھر اللہ فرمائے گا اب اپنی اصل لحنِ محمدی میں قرآن پڑھیں وہاں بھی اللہ قرآن پڑھائے گا، جنتی لوٹ پوٹ ہو جائیں گے اور ایک دوسرے پر گریں گے اور کہیں گے مولا بس کر پھٹ جائیں گے اب ہم، کہیں گے مولا ہم پھٹ جائیں گے ہمیں بڑا مزا آیا اتنا مزا تو داؤد علیہ السلام کی تلاوت پر بھی نہیں آیا تھا

جواب آئے گا اس سے بھی بہتر مزا نہ دیا جائے کہا مولا اس سے بھی بہتر مزا ہو سکتا ہے؟

جنتیوں کو اللہ کا دیدار:

پردے اُٹھیں گے، ایک اُٹھے گا، دو اُٹھیں گے، تین اُٹھیں گے اور اس طرح ستر ہزار پردے اُٹھیں گے اللہ اپنے چہرہ انور کی زیارت کروائے گا اور آواز آئے گی:

سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ

اللہ پہلا جملہ اپنی زیارت کے ساتھ یہ فرمائے گا اس جملے میں کتنی محبت، کتنی چاشنی، کتنا مزا ہے، کتنی محبت کا اظہار ہے یہ اللہ نے کن سے کہا ہے؟ جو بچارے وضو کرتے رہے جو بچارے اُٹھ اُٹھ کر نمازیں پڑھتے رہے، جو بچارے گولیاں کھا کھا کر شہید ہوئے، جو بچارے تلواریں کھا کھا کر مٹی میں مل کر زخمی ہو ہو کر شہید ہوئے، جو بچارے بیماریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے، جو بچارے روزے رکھ کر بھوکے، پیاسے رہ کر شہید ہوئے، جو بچارے اپنا مال خرچ کرتے رہے جو دُنیا کے طعنے معنے تکلیفیں سہہ سہہ کر اس جگہ پر پہنچے کہ تم سلامت رہو، کیا یہ زخموں پر مرہم نہیں رکھا گیا؟ کیا ساری تکلیفیں دور نہیں ہو گئیں؟ **سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ** سلام ہو تم پر سلامت رہو تم میرے لئے، اتنی محبت، اتنا پیار کیا، پھر قبر کے ہزاروں سال گزارے، پھر حشر میں انتظار کرتے رہے، پھر جنت میں بھی انتظار کرتے رہے، پھر میری نعمتوں کو استعمال کرتے رہے تم سلامت رہو اتنی محبت، اتنا پیار تم کرتے تھے، میرے نبی کے لئے تم نے طعنے بھی سُنے اتنی پریشانیاں اُٹھائیں تمہیں آج میری طرف سے گارنٹی مل رہی ہے کہ تم سلامت رہو، کوئی کائنات کی شے ان کی لفظوں کو نہیں اُٹھا سکتی۔ اللہ کی بارگاہ میں جب یہ جملہ بولا جائے گا جنتی پلکیں جھپکنا بھول جائیں گے صحابہ کرام نے فرمایا کہ اللہ کی زیارت ایسے ہو گی فرمایا ہاں میرے صحابہ تم اللہ کو ایسے دیکھو گے جیسے چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہو فرمایا جس طرح تم مجھے دیکھتے ہو، جیسے میں تمہارے سامنے ہوں، کوئی ابہام نہیں ایسے تم اللہ کو دیکھو گے ستر ہزار سال جنتی اللہ کا دیدار کرتے رہیں گے اور پھر پردے گر جائیں گے، جنتی چلائیں گے مولا ابھی تو دو سیکنڈ نہیں گزرے جواب آئے گا تم دو سیکنڈ نہیں بلکہ ستر ہزار سال دیکھتے رہے ہو، بغیر آنکھ جھپکے ستر ہزار سال زیارت کرتے رہے وہ کتنی خوبصورت شکل ہو گی اس پر حضور ﷺ کے لب خاموش ہیں، تفسیریں بھی خاموش ہیں، علماء کرام بھی خاموش ہیں اللہ نے کہا تم میں سے جو میرے بارے جیسا میں سوچ رہا ہے میں ویسا نہیں ہوں میری کوئی مثال نہیں ہے، میرا کوئی ہمسر نہیں۔

جنتیوں کی دعوت:

اس کے بعد اللہ فرمائے گا اب جنتیوں میری دعوت سے لطف اندوز ہو جنتی لوگ جب برتنوں کو اُٹھائیں گے اور اُن نعمتوں کو استعمال کریں گے جو اُس سے پہلے اُنہوں نے ستعمال ہی نہیں کی ہوں گی وہ اُن نعمتوں سے لُطف اندوز ہو رہے ہوں گے کہ اللہ کی ذات اُن میں جلوہ گر ہو گی اور اُن کے درمیاں پھرے گی اور ایک ایک سے پوچھے گی اے جنتیو!! میرا کھانا کھایا، کیسا لگا میرا کھانا اور سب کا نام لے کر فرمائیں گے اے محمد عمر، اے محمد عثمان!!! اور کھاؤ نا، کیسا لگا میرا کھانا سب کا نام لے کر فرمائیں گے اور کھاؤ نا اور کھاؤ نا جنتی اپنے درمیان اللہ کی ذات کو دیکھ کر اور حیران ہو جائیں گے تو انسان اتنی خوبصورت نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کے مزے میں گم ہو کتنا بڑا بیوقوف ہے!!!!!

کوئی ان آیتوں کی صحیح تفسیر سُنانے والا ہوتو دُنیا دار گناہوں کو چھوڑ دے قرآن جب انسان صحیح پڑھتا ہے تو اس کے دل میں جو نیکیوں کا شوق پیدا ہوتا ہے قرآن کو پڑھے بغیر نہیں پیدا نہیں ہوسکتا۔

اللہ جب دعوت کو ختم کرے گا تو جنتیوں کو واپس اُن کے مراتب میں بھیج دیا جائے گا تو اللہ اُن کو رخصت کرنے سے پہلے باغ کے دروازے پر کھڑا ہو جائے گا اور اُن کو سلام لے کر رخصت کرے گا خدا کی قسم اتنی محبت کہ ہر ایک کو سلام لے کر رخصت کرے گا ایکا یک جنتی سے سلام لے گا چاہے وہ چھوٹا ہے یا بڑا، چاہے وہ چھوٹی جنت سے آیا ہوگا اُسے بھی اللہ سے مُصافحہ کرنے کا شرف حاصل ہوگا۔ اللہ اُسے بھی سلام لے کر رخصت کرے گا، جا تیری خیر ہو، جا اب تو جہاں رہے گا میری رحمتیں اور برکتیں تیرے ساتھ ہوں گی اور ہزاروں سال جنتی اُس دعوت کا ذکر کیا کریں گے اور ایک دوسرے سے باتیں کیا کریں گے یار کب دوبارہ موقع ملے گا، کب دوبارہ کرم ہوگا ایک دوسرے سے اُس دعوت کی باتیں کیا کریں گے یہ ہے وہ خوبصورت کلمات **سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ** اور ہم ایسے ہی پڑھ جاتے ہیں، کتنا ظلم کرتے ہیں ہم قرآن کے ساتھ اللہ نے اس آیت میں محبت کے سمندر اُنڈیل دیئے اور ہم اسے بغیر غور کیئے پڑھ جاتے ہیں۔

لہٰذا شیر بن کر دین کا کام کیا جائے وہاں بڑی اللہ کی رحمتیں اور کرم ہونے والا ہے اپنے اندر مزید جذبہ اور شوق پیدا کیا جائے، مزید اپنے رب کے لئے کوشش کی جائے، مزید اپنے اندر بجلیاں پیدا کر کے دین کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ بڑی رحمتیں اور کرم ہیں جنہیں اللہ نے ہمارے لئے تیار کیا ہوا ہے یہ کرم کسی ہندو کے لئے نہیں ہیں، یہ کسی کافر اور یہودی کے لئے نہیں ہے یہ مسلمان کے لئے ہے تو اللہ سے دعا کی جائے مولا !! ہمیں بھی اُن لوگوں میں شامل فرما دے چاہے آخری لائن میں ہی کھڑا کر دینا، آخری کُرسیوں پر ہی بٹھا دینا مولا !! ہم اپنے عملوں کے ہاتھوں مجبور ہیں ہمیں نہیں پتہ کہ ہم کہاں بیٹھے ہوں گے لیکن بس اتنا جانتے ہیں اللہ ہمیں بھی اُن لوگوں میں شمار کرے جو آج پڑھا ہے کاش اللہ ہمارے لئے بھی یہ الفاظ فرما دے

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ

قرآن کی ہر بات سچ ہے اور صبر سے کام لو دین کا کام کرتے جاؤ انشاءاللہ پھر تمہارے لئے بھی یہی الفاظ کہے جائیں گے۔

اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

آیت نمبر:۵۹تا۶۸

وَامۡتَا زُواالۡيَوۡمَ اَيُّهَا الۡمُجۡرِ مُوۡنَ

اور حکم ہوگا اے مُجرمو! میرے دوستوں سے الگ ہو جاؤ۔

اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اَلَيۡكُمۡ يٰبَنِىۡۤ اٰ دَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُواالشَّيۡطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنُ

اے اولادِ آدم! کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کُھلا دشمن ہے۔

وَّ اَنِ اعۡبُدُوۡنِىۡ هٰذَا صِرَا طٌ مُّسۡتَقِيۡمُ.

اور صرف میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے۔

لَقَدۡاَضَلَّ مِنۡكُمۡ جِبِلًّا كَثِيۡرًا اَفَلَمۡ تَكُوۡنُوۡاتَعۡقِلُوۡنَ.

اس نے تمہاری طرح بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا تو کیا تم اب بھی نہیں سمجھتے۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ

یہی ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا تھا

اِصۡلَوۡ هَا الۡيَوۡمَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ

جوتم کفر کرتے رہے آج اس کے بدلے جہنم میں داخل ہو جاؤ۔

اَلۡيَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰٓى اَفۡوَاهِهِمۡ وَ تُكَلِمُنَاۤ اَيۡدِيۡهِمۡ وَتَشۡهَدُ اَرۡجُلُهُمۡ

بِمَا كَانُوۡ ا يَكۡسِبُوۡنَ.

آج ان کے مونہوں پر مہر لگادیں گے اور جو کچھ یہ کرتے تھے آج ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے۔

وَلَوۡ نَشَآ ءُ لَطَمَسۡنَا عَلٰٓى اَعۡيُنِهِمۡ فَا سۡتَبَقُوا ا لصِّرَا طَ فَاَ نّٰى يُبۡصِرُوۡنَ.

اور اگر ہم چاہیں تو ہم اُن کی آنکھوں کو مٹادیں پھر یہ رستے کو تلاش کریں تو کہاں دیکھ سکیں گے۔

وَلَوْ نَشَآ ءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَا نَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَا عُوْا مُضِيًّاوَّ لَا يَرْ جِعُوْنَ.

اور اگر ہم چاہیں تو ہم اُن کی صورتیں بدل دیں پھر وہاں سے نہ آگے جاسکیں گے اور نہ پیچھے لوٹ سکیں گے۔

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ.

اور جسے ہم بڑی عمر دیتے ہیں اُسے ہم خلقت میں اوندھا کر دیتے ہیں تو کیا یہ نہیں سمجھتے۔

تفسیر:

وَامْتَا زُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِ مُوْنَ

اور حکم ہوگا اے مُجر مو! میرے دوستوں سے الگ ہو جاؤ۔

حالانکہ جنتی جنت میں جا چکے اللہ پھر میدانِ حشر میں لے آیا ہے اور وہاں حکم ہوگا کہ میرے دوستوں سے الگ ہو جاؤ

جب میدانِ حشر لگے گا تو اُس وقت سارے اکٹھے جمع ہوں گے نیک، بد، اچھے، بُرے، جنتی، دوزخی سب کی قطاریں اکٹھی ہوں گی اور بکھرے بکھرے لوگ کوئی ادھر بھاگ رہا ہے تو کوئی اُدھر بھاگ رہا ہے تو اللہ فرمائیں گے آج میں برداشت نہیں کرسکتا کہ جو نیک لوگ ہیں وہ بُروں کے ساتھ ہوں تو الگ الگ ہو جاؤ سارے آج لہٰذا فرشتے آئیں گے اور سب کی قطاریں بنانا شروع کردیں گے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ:

اللہ قطاریں بنوائے گا یہودیوں کی قطارا لگ ہوگی، آتش پرستوں، عیسائیوں، ملحدین، ہندوؤں، مسلمانوں کی قطارا لگ ہو جائے گی ہر ایک اپنے دین اور مذہب کے مطابق الگ الگ قطار میں کھڑے ہوں گے تو مسلمانوں کے اندر بھی اللہ یہی عمل فرمائے گا اور جو جو اُس میں بُرے لوگ ہوں گے جنہوں نے زندگی گناہوں میں گُزاری ہوگی حالانکہ وہ مسلمان ہوں گے اُن کو بھی علیحدہ کر دیا جائے گا جس طرح اللہ دُنیا میں دورنگی چال پسند نہیں کرتا اسی طرح اللہ قیامت کے دن یہ عمل نہیں ہونے دے گا۔

دورنگی چھوڑ کر یک رنگ ہوجا

سراسر موم یا پھر سنگ ہوجا

تو وہاں پر دورنگی نہیں ہوگی اسی طرح مسلمانوں کے اندر جو فرقے ہیں ان کو بھی الگ کر دیا جائے گا اسی طرح اہلحدیث جو فرقہ ہے وہ الگ ہو جائے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں ۷۲ فرقے ہوں گے

ہر فرقہ الگ ہو جائے گا تو جو محبت والے ہوں گے اُن کی بھی اللہ الگ قطاریں بنوائے گا قادریوں کو الگ کر دیا جائے گا، نقشبندیوں کو الگ کر دیا جائے گا ، چشتیوں کو الگ کر دیا جائے گا اور اس طرح جو کسی بھی اللہ والے کی نسبت نہیں رکھتے تو بزرگ فرماتے ہیں اُن کی کوئی قطار نہیں ہوگی اور وہ اس طرح پھرے گا

جس طرح کوئی بکری رسی کھلی ہوئی پھرتی ہے وہ ہر قطار میں جانے کی کوشش کرے گا لیکن فرشتے اُسے نکال دیں گے تو آج ہم نے الگ کر دیا Sagreegation کر دی تم کس کے ساتھ ہو؟ تو وہ کہے گا میں خود ہی اللہ اللہ کرتا تھا میں کسی کے ساتھ نہیں تھا جیسے آج لوگ کہتے ہیں کہ قرآن، حدیث موجود ہے ہمیں کیا ضرورت ہے کسی کے پیچھے چلنے کی تو جب ساری حقیقت کھلے گی وہ کہے گا کاش!!! میں بھی نسبت والا ہوتا تو اللہ آج فرمار ہا ہے دور ہو جاؤ آج، یہ دن Mixing کا نہیں ہے جتنے اکھٹے ہیں وہ سب الگ ہو جاؤ میرے نیک لوگوں سے دور ہو جاؤ اور ساتھ ہی اللہ اُنہیں خطاب کرے گا۔

اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ

اے اولادِ آدم! کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کُھلا دشمن ہے۔

قرآن کے خوبصورت لفظوں پر غور کریں اللہ فرمار ہا ہے کہ میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا؟ کبھی کسی نے ایسا منظر نہیں دیکھا کہ شیطان کھڑا ہوا اور لوگ اُس کی عبادت کرر ہے ہوں، وہ کھڑا ہوا اور لوگ اُسے سجدے کرر ہے ہوں ایسا نہیں ہے لیکن اللہ کہہ رہا ہے کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا تو پتہ چلا کہ انسان اللہ کے سوا جس جس کو پوجتا ہے چاہے وہ سورج کی شکل میں ہے چاہے وہ پتھر کی شکل میں ہے، چاہے وہ ایک درخت کی شکل میں ہے، چاہے وہ کسی بھی انداز میں ہے وہ شیطان ہے کیونکہ قرآن کہہ رہا ہے کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا تو شیطان بظاہر نظر نہیں آتا لیکن لوگ جب ان مظاہر کو پوجتے ہیں تو وہ شیطان ہی ہوتا ہے اور اُس کی بظاہر شکل ایسی ہوتی ہے۔

جب فتح مکہ ہوئی تو حضور ﷺ نے اُن بتوں کو گرایا حبل کو، لات کو، عُزیٰ کو جن کی لوگ پوجا کیا کرتے تھے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کا شیطان سے مقابلہ:

نبی کریم ﷺ حضرت خالد بن ولید ؓ کو مکہ سے دور ایک جگہ بھیجا تو وہاں درختوں کا ایک جُھنڈ تھا اور لوگ اُسے پوجا کرتے تھے حضور ﷺ نے خالد بن ولیدؓ کو حکم دیا کہ جاؤ جا کر اُن درختوں کو کاٹ دو اور جب کاٹو گے اور جو دیکھو گے مجھے آکر بتانا، آپ گئے اور کچھ درخت کاٹ دیئے، واپس آئے تو حضور ﷺ نے پوچھا کچھ دیکھا فرمایا نہیں کوئی چیز نظر ہی نہیں آئی فرمایا جاؤ کل پھر جاؤ اور جو باقی رہ گئے ہیں اُنہیں بھی کاٹ دو وہ پھر کل گئے درختوں کو کاٹا اور آکر حضور ﷺ کو بتایا کہ حضور! کوئی شے نظر نہیں آئی، کہا پھر جایئے، تیسرے دن وہ پھر گئے اور جب

جا کر درختوں کے جُھنڈ کو کاٹا اور آکر حضور ﷺ کو بتایا کہ حضور میں نے دیکھا کہ ایک کالے رنگ کی عورت ہے اور اُس کے بکھرے ہوئے بال ہیں، وہ مجھ پر حملہ آور بھی ہوئی لیکن آپ کے کرم کی بدولت اللہ نے مجھے محفوظ رکھا۔

فرمایا دیکھا میں نے کہا تھا تمہیں وہاں کوئی شے نظر آئے گی وہ شیطان بد بخت تھا جو وہاں چھپا ہوا تھا لوگ اُس کی پوجا کرتے تھے لہٰذا یہ ساری چیزیں جو اللہ کے علاوہ ہوں گی قرآن کہتا ہے کہ وہ شیطان ہے۔

کیا میں نے تمہیں کہا نہ تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اُس نے چیلنج کیا ہے اللہ سے کہ مولا! تو مجھے کھلی چھوٹ دے تو نے نہیں مجھے پکڑنا میں تیری پکڑ میں میں بچ نہیں سکتا تو بس مجھے چھوڑ دے میں تیرے کسی بندے کو نہیں چھوڑوں گا تیرے ساتھ میرا معاملہ طے ہو جائے تو پھر مجھے آزادی مل جائے گی تو اللہ نے اسے آزادی دی ہوئی ہے اللہ نے اسے کھلی آزادی دی ہوئی ہے یہ چھپ کر وار نہیں کرتا بلکہ کھلا وار کرتا ہے یہ کھلا دشمن ہے اور نفس چُھپا ہوا دشمن ہے۔

حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

ایک اکیلا شیطان کچھ نہیں کرتا ایک انسان کا نفس اتنا نقصان دہ ہے کہ ایک بھوکے بھیڑیے کو اگر بکریوں کے ریوڑ پر چھوڑ دیا جائے تو جتنا وہ بھوکا بھیڑیا نقصان کرتا ہے انسان کا نفس اُس سے زیادہ نقصان کرتا ہے۔

یہ اس قدر چھپا ہوا اور بُرا دشمن ہے جسے نفس کہتے ہیں تو یہ زیادہ خوفناک ہے۔ شیطان تو کُھلا دشمن ہے، یہ نظر آتا ہے، پتہ چلتا ہے یہ برائی کرتا ہے، یہ سرِ عام بُرائی کرتا ہے۔ **وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَا طٌ مُّسْتَقِیْمٌ.**

اور صرف میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے۔

یہاں اللہ فرما رہا ہے کہ میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ تم صرف میری ہی عبادت کرنا، میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ باز رہنا لیکن اس کے باوجود تمہیں بہت سارے لوگوں کو شیطان نے گمراہ کر دیا، ایک بہت بڑا گروہ وہ لے جانے میں کامیاب ہو گیا اور اُس نے اللہ کو چیلنج کیا تھا تو اللہ نے فرمایا تھا ٹھیک ہے تُو بھی اپنی کوشش کر لے جو جو تیرے ساتھ لگے گا میں اُسے دوزخ میں پھینک دُوں گا اور جو جو میرے ساتھ ہو گا میں اُسے رحمتیں دُوں گا ہاں جو تیرے ساتھ لگا اور اُس نے توبہ کر لی تو چاہے زمین ساری بھر کر گناہ لے کر آئے ہم اُس کے گناہ بخش دیں گے، ہم اُسے معاف کر دیں گے جو ہماری طرف پلٹے گا تو یہ چیلنج کُھلا ہوا ہے اللہ اور شیطان کا اور اس کے باوجود اللہ فرما رہا ہے کہ میں نے تمہیں اتنا منع کیا میرے نبی بھی آتے رہے، رسول بھی منع کرتے رہے لیکن تم نے نہیں سُنی۔ **لَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ.**

اس نے تمہاری طرح بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا تو کیا تم اب بھی نہیں سمجھتے۔

اور میرے بہت سارے بندے وہ اپنی طرف لے گیا۔

آج بھی آپ دیکھیں، غور کریں تو Reality ہمارے سامنے ہے اسلام پوری دُنیا میں نہیں ہے مثال کے طور پر اگر ہم پانچ ارب لوگ ہیں تو اُس میں سے پونے دو ارب لوگ ہیں جو اسلام پر عمل کرتے ہیں اور باقی جو آدھی سے زیادہ دُنیا ہے وہ کافر ہے وہ دوزخی ہیں دوزخ میں جائیں گے، نہ تو کلمہ پڑھتے ہیں اور نہ عمل کرتے ہیں اور اگر اپنی طرف دیکھیں ہم کیا کرتے ہیں صرف کلمہ پڑھ لینے سے نہیں کچھ ہو جانا عمل بھی ہے، مُسلمانوں کے اندر کمیاں بھی ہیں۔

قبلہ عالم نے بھی ایک بڑی خوبصورت بات بیان فرمائی تھی کہ ”ایویں ای نہ غرور کرنا کہ اسلام بہت تیزی سے پھیل رہا ہے“

اسلام پھیل تو رہا ہے لیکن دوسری طرف نقصان بھی تو ہو رہا ہے۔ اتنی زیادہ ہم لوگ اپنے دل کو تسلی دے لیتے ہیں کہ پھر عمل ہی ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔

حضورﷺ نے فرمایا:

”میری اُمت میں سے ہر دس ہزار میں سے دو بندے بخشے جائیں گے“

باقی 998 دوزخ میں جائیں گے اب Ratio نکالیں کتنے کامیاب ہو رہے ہیں اور کتنے دوزخ میں جائیں گے اس قدر خطرناک حالت آ چکی ہو اور بندہ کہے:

''فیر کی ہو گیا اے، میں کلا نمازاں پڑھد یا جاواں، میں کلا ای ٹوپیاں پاؤندا جاواں، میں کلا ای نیکیاں کردا جاواں''

یہ زیادتی اور ظلم ہے اور ایسی نیکی کو اللہ قطعاً تسلیم نہیں کرے گا وہ حدیث یاد رکھیں کہ:

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ کو بھیجا جاؤ جا کر پورا علاقہ تباہ و برباد کر دو آپ تشریف لے گئے دیکھا وہاں لوگ اللہ اللہ کر رہے ہیں، لوگ اللہ کی یاد میں بیٹھے ہیں واپس آ گئے اور کہا مولا تو نے تو کبھی مجھے عذاب دینے کے لئے ایسے علاقہ میں نہیں بھیجا جہاں اچھے لوگ ہوں وہاں تو لوگ تجھے یاد کر رہے تھے فرمایا اسی لئے تمہیں بھیجا تا کہ یہ لوگ مجھے یاد کر رہے ہیں پہلے انہیں مارو زمین کا ٹکڑا انہیں پر دے مارو اکیلے بیٹھ کر لگے ہیں کمروں میں اور دُنیا باہر برباد ہو رہی ہے۔

تو جب تک اس درد کو خود feel نہیں کریں گے بات نہیں بنے گی تو قرآن کہہ رہا کہ وہ لے گیا ہے، بہت سارے لوگوں کو اپنی طرف اور تم سارے مُنہ دیکھتے رہ گئے ہو۔

اللہ فرما رہا ہے کہ میرا چیلنج تھا اُس کے ساتھ اور تم مجھے فیل کر رہے ہو بدبختو!! کیا رب فیل ہو سکتا ہے؟ لیکن تم فیل کر رہے ہو رب کو وہ میرا گروہ تھا لیکن شیطان لے گیا اُسے تو اللہ نیکوں کو پہلے پکڑے گا کہ ''ادھر آئے نا نمازاں پڑھ پڑھ کے چٹی داڑھی رکھی اے کی کیتا ساری زندگی'' وہ کہے گا مولا نمازیں پڑھیں ہیں اللہ فرمائے گا میرے کسی ایک بندے کو بھی نمازی بنایا تم نے؟ کوئی ایک بندہ بھی نمازی بنایا؟ کسی کو نیکی کی تعلیم دی؟ کہے گا مولا! وہ تو میں نے کہا لوگ خود ہی نمازیں پڑھ لیں گے، مولوی صاحب لگے ہیں!! نا مسجد وچ نمازاں پڑھان ہم یہی کہتے ہیں کہ مولوی صاحب لگے ہیں نا مسجد میں خود ہی ٹھیک کر لیں گے لوگوں کو، مولویوں پر چھوڑا ہوا ہے ہم نے سب کچھ اور خود ہم عیاشی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہ جملہ درد سے فرما رہے ہیں کہ میرے بہت سارے بندوں کو شیطان لے گیا ہے آپ کبھی اُس درد کو محسوس تو کر کے دیکھیں کہ رب کہہ کیا رہا ہے میرا وہ گروہ تھا میں نے بندوں کو خود پیدا کیا میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور وہ بدبخت لے جا کر دوزخ میں پھنکوا رہا ہے میرے بندوں کو کتنا درد ہے ان لفظوں میں کبھی feel تو کریں۔ آپ سارا شہر چھان ماریں مرد عُلماء نظر آئیں گے، اُن کے نام بینروں پر چھپے ہوں گے، جلسوں میں بھی نظر آئیں گے فکر!!! کی بات یہ ہے کہ خاتون عُلماء کیوں نہیں پیدا ہو رہیں؟ ہمارا 50% Portion دین سے خالی ہے اور کسی بھی جگہ نظر نہیں آتا، خاتون عالمِ دین کیوں نہیں ہے؟ کیا یہ لوگ گھروں کے اندر زندہ نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں آسائشیں نہیں دیں؟ کیا ان کو بچے اور نعمتیں حاصل نہیں؟ کیا ان کو سانسیں اور دل نہیں دیا گیا؟ کیا ان کو سورج کو روشنی اور چاند کی چاندنی میسر نہیں ہو رہی؟ ان کا Contribution کہاں ہے؟ مرد ہی کریں یہ کام۔ کہاں کہاں جا کر درس دے سکتے ہیں؟ جب تک ہم میں سے ہر بندہ اس سوچ کے ساتھ نہیں چلتا، شیطان کی شیطانیت کو فیل نہیں کرے گا اُس وقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ عورتیں گھروں میں کیبلیں، فلمیں دیکھ رہی ہیں اور شوہروں کی کمائی پر عیش کر رہی ہیں، موجیں اُڑا رہی ہیں اور بہانے کیا ہیں کہ ہمارے شوہر ہمیں نکلنے نہیں دیتے، ہمیں بھائی جانے نہیں دیتا؟ ہاں بازار جانے کے لئے تمہارے پاس بڑے بہانے ہیں، شادیوں پر جانے کے لئے بڑے بہانے ہیں یہ بڑا ظلمِ عظیم ہے جو عورتوں کے ساتھ ہو رہا ہے اور اگر Contribution صحیح ہو جس طرح سیدہ عائشہ صدیقہؓ تھیں، حد کر دی اُنہوں نے

حضور ﷺ کی مدد کرنے میں، حضور ﷺ کی احادیث جتنی عورتوں میں آپؓ نے روایت کیں اُتنی کسی نے نہیں روایت کیں، سیدنا ابوہریرہؓ جیسا شخص بھی اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا کہ اگر مجھے بھی کوئی مسئلہ پیش آتا اور حل نہ ہوتا تو سیدہ عائشہ کے سوا اُسے کوئی حل نہ کر پاتا اور فرماتے میں خود جاتا اور پوچھتا اماں جان!!! مجھے اس مسئلے کا حل معلوم نہیں ہو رہا حالانکہ خود حضور ﷺ کی ساری احادیث یاد ہیں۔ خاتون عُلماء کیوں نہیں ہیں اور یہ کثیر تعداد میں کام خراب اس وقت سے ہوا جب سے ہم نے اپنی لگائی ہے۔

اَفَلَمۡ تکُوۡنُوۡا تعۡقِلُوۡنَ

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کیا تمھیں عقل نہیں، کیا تمھیں سمجھ نہیں کہ میں نے کیا کہا ہے؟ سوچو!! میں نے تمھیں کیا کہا ہے؟

هٰذِهٖ جهَنَّمُ الَّتِیۡ کُنۡتمۡ توۡعَدُوۡنَ

یہی ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا تھا

اِصۡلَوۡ هَا الۡیُوۡمَ بِمَا کُنۡتمۡ تکۡفُرُوۡنَ

جو تم کفر کرتے رہے آج اس کے بدلے جہنم میں داخل ہو جاؤ

یہی ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اب سڑو اس آگ کے اندر اُسی کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے تم انکار کرتے تھے جب کہ میرے نبی آ آ کر تمہاری منتیں کیا کرتے تھے، عُلماء منتیں کرتے رہے اوئے سیدھے ہو جاؤ، تم نے نہیں سُنا آج اس کی آگ میں سڑو، کفر کے باعث جو تُم کیا کرتے تھے۔

اَلۡیُوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰٓی اَفۡوَاهِهِمۡ وَ تُکَلِمُنَآ اَیۡدِیۡهِمۡ وَتَشۡهَدُ اَرۡجُلُهُمۡ بِمَا کَانُوۡ ا یَکۡسِبُوۡنَ.

آج ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور جو کچھ یہ کرتے تھے آج ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے۔

اُس دن ہم کافروں کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اُن کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے، اُن کے پاؤں ہمیں گواہی دیں گے اُن بدکاریوں پر جو وہ کیا کرتے تھے (استغفر اللہ) انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہے گی۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

قیامت کے دن ایک شخص کو پیش کیا جائے گا اور اُس کو کہا جائے گا یہ تمہارا نامہ اعمال ہے اس کو دیکھو تم نے ساری زندگی کوئی نیکی کا کام نہیں کیا وہ انکار کر دے گا وہ کہے گا یہ میرا ہے ہی نہیں، فرشتے کہیں گے یہ تیرا ہی ہے اس پر تیرا نام لکھا ہوا ہے، وہ کہے گا یہ میرا نہیں ہے، میں تو یہ ہوں ہی نہیں یہ بات اللہ کی بارگاہ تک پہنچائی جائے گی اللہ فرمائے گا ٹھیک ہے اُسے بلاؤ اُسے اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اُس کے سامنے منظر رکھا جائے گا اُن اعمال کو جو وہ دُنیا میں کیا کرتا تھا جس طرح آج ہم بڑی بڑی LCD پر دیکھتے ہیں اللہ سارا منظر اُسے سکرین پر دکھائے گا یہ دیکھ تو ہی کر رہا ہے وہ ایسا بدبخت ہو گا کہ وہ اُس کا بھی انکار کر دے گا وہ کہے گا کہ یہ بھی میں نہیں ہوں کیونکہ اُسے نظر آ رہا ہے کہ اب میری دوزخ پکی ہو گئی ہے وہ انکار کر دے گا کہ نہیں مولا یہ میں نہیں ہوں اللہ فرمائے گا

کہ تم نظر آرہے ہو وہ کہے گا نہیں یہ میرا اہم شکل ہے، میں نہیں ہوں، میں نے یہ کیا ہی نہیں اللہ فرمائے گا ہٹادو سکرین، سکرین ہٹادی جائے گی اللہ اُس کے مُنہ کو سی دے گا پھر اللہ اُس کے منہ پر مہر لگا دے گا پھر اُس کے ہاتھ گفتگو کریں گے اور اُس کے پاؤں گواہی دیں گے جدھر جدھر وہ چل کر گیا جو جو اُس کے ہاتھوں نے کیا وہ خود بولیں گے کہ مولا اس نے ایسا کیا، اس نے ایسا مجھ سے کروایا وہ خود گواہی دیں گے تو اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی یعنی اللہ وہاں کسی کو کوئی اعتراض کا موقع نہیں دے گا فرمایا یہ ہماری اتنی زبردست Technology ہے کہ ہم اُس وقت اس کا اظہار کر کے دکھائیں گے جو تمہارے سامنے ہے وہ تم آج ہی دیکھ لو کل قیامت کے دن تمہارے ہاتھوں اور مونہوں سے گواہی لے لیں گے۔

توبہ کی کثرت:

اسی لئے فرمایا گیا کہ توبہ کی کثرت کر و روز توبہ کے نفل پڑھو پتہ نہیں کس وقت ہاتھ بہک گیا، کس وقت مُنہ سے، زبان سے ایسی بات نکل گئی، آنکھیں کسی طرف چلی گئیں جو نہیں جانی چاہئیں تھیں۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

جب توبہ ہوتی ہے تو اللہ ساری گواہیوں کو ختم فرما دیتا ہے ہاتھ، پاؤں، مُنہ یہ ساری گواہیاں ہیں تو قیامت کے دن جب یہ ساری گواہیاں ہی پیش نہیں ہوں گی تو نامہ اعمال میں کچھ نہیں لکھا ہوگا، نامہ اعمال بھی صاف ہوگا ہاتھ بھی کہیں گے مولا مجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں، پاؤں بھی کہیں گے مجھے تو یاد ہی نہیں، زبان بھی کہے گی مولا! اس نے تو کچھ کیا ہی نہیں تو لہٰذا وہ توبہ کرتا رہا اور اللہ اُس کے گناہوں کو مٹاتا رہا اور اگر یہی گواہیاں ہمارے خلاف کھڑی ہو گئیں تو کسی بھی حالت میں بچنے کی اُمید نہیں تو اسی لئے کہا روزانہ اپنے اُوپر دو توبہ کے نفل واجب کر لو تا کہ روزانہ کی توبہ ہوتی رہے، گناہ معاف ہوتے رہیں۔

''ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں تو یہ وظیفہ ہے کہ روزانہ استغفار کی تسبیح پڑھو تا کہ روز جانے انجانے میں جو گناہ ہوئے ہیں اُن کی بخشش ہو جائے، معافی ملتی رہے''

وَلَوۡ نَشَآ ءُ لَطَمَسۡنَا عَلٰٓی اَعۡیُنِہِمۡ فَا سۡتَبَقُوا ا لصِّرَاطَ فَاَ نّٰی یُبۡصِرُوۡنَ.

اور اگر ہم چاہیں تو ہم اُن کی آنکھوں کو مٹا دیں پھر یہ رستے کو تلاش کریں تو کہاں دیکھ سکیں گے

اور اگر ہم چاہتے تو ہم اُن کی آنکھوں کا نشان تک ختم کر دیتے، پھر وہ راستہ کی طرف دوڑ کر بھی آتے تو اندھوں کو راستہ کیسے نظر آتا یعنی یہ جو بار بار اعتراض کرتے ہیں اگر ہم چاہتے تو ہم ان کی آنکھیں ہی ختم کر دیتے، اتنی قدرت رکھتے ہیں کہ ہم کسی بھی وقت، تمہارے کسی بھی عُضو کو فیل کر دیں تو ہمارے لئے کوئی بھی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ دُنیا میں لوگوں کے عُضو کس طرح فیل ہو رہے ہیں کسی کا جگر، کسی کا دل، کسی کا گُردہ، کسی کی آنکھوں کی بینائی، کسی کے کان کی سماعت جا رہی ہے فرمایا یہ ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے، ہم چاہیں تو تمہاری آنکھوں کا نشان تک ختم کر دیں، نشان بھی نہ رہے اُس کی جگہ ماس آجائے، کس قدر قدرت رکھتا ہے۔

وَلَوْ نَشَآ ءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰی مَکَا نَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَا عُوْا مُضِیًّاوَّ لَا یَرْ جِعُوْنَ.

اور اگر ہم چاہیں تو ہم اُن کی صورتیں بدل دیں پھر وہاں سے نہ آگے جا سکیں گے اور نہ پیچھے لوٹ سکیں گے۔

اللہ اور اگر ہم چاہتے تو جس وقت تم گناہ کر رہے تھے اُسی وقت ہم تمہیں پتھر کا بنا دیتے، ہم تمہیں مسخ کر دیتے، تمہاری شکلیں بگاڑ دیتے، تم نہ آگے جا سکتے اور نہ پیچھے جا سکتے، جیسے حضورﷺ سے پہلے دور میں ہوا کرتا تھا کہ لوگ پتھر کے بنا دیئے جاتے تھے، اُن کی شکلیں بگاڑ دی جاتی تھیں، اُن کی پیشانی پر گناہ لکھ دیا جاتا تھا لیکن اللہ نے حضور ﷺ کی اُمت سے اس عذاب کو اُٹھالیا۔

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ

اور جسے ہم بڑی عمر دیتے ہیں اُسے ہم خلقت میں اُوندھا کر دیتے ہیں تو کیا یہ نہیں سمجھتے

اور جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں اور اُسے پھر کمزور کر دیتے ہیں اُس کی پہلی قوتوں جیسا تو کیا تم اب بھی نہیں سمجھتے

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب ستر اسی سال عمر ہوتی ہے تو وہ بچہ ہو جاتا ہے، اُس کی حالت بچوں جیسی ہو جاتی ہے، اُسی طرح روتا ہے اور اُسی طرح بستر پر پوٹی، پیشاب شروع کر دیتا ہے، اُسی طرح ضد کرتا ہے، نہ کوئی شے ہضم ہوتی ہے اور نہ کوئی شے پی جاتی ہے، کسی کے سہارے کے بغیر اُٹھ نہیں سکتا، کسی کے سہارے کے بغیر بیٹھ نہیں سکتا، کسی کے سہارے کے بغیر لیٹ نہیں سکتا ارے دیکھو تو سہی کس طرح ہم نے تمہیں طویل عمر دی اور طویل عمر دے کر ہم نے تمہیں پہلے جیسا نہیں بنا دیا؟ کیسی بڑی نشانی ہے ہماری کہ تم واپس اپنی پہلی عمر کی طرف چلے گئے ہو۔ لوگ اب تم سے کراہتے ہیں دور رہتے ہیں دعا کرتے ہیں کہ اللہ جلدی بابے نُوں چک لوے، بابے نُوں اللہ پردہ دے دوے، اتنی کھانسی، اتنی تکلیف شروع ہو جاتی ہے کہ لوگ تیرا وجود اپنے گھر میں برداشت نہیں کرتے خود کہتے ہیں جاؤ بابا جی مسجد جا کے نماز پڑھ کے آؤ ایسی حالت تک ہمیں تمہیں پہنچا دیتے ہیں اور پھر ہمارا یہ احسان ہے کہ ہم تمہیں موت دے کر تمہارا جنازہ پڑھا دیتے ہیں اور جب تمہاری موت آتی ہے اور باقاعدہ تمہیں قبر میں دفن کیا جاتا ہے، تمہیں کتنے اہتمام سے دفن کیا جاتا ہے، لوگ آ کر تم پر پھول چھڑکتے ہیں تم پر آبِ زم زم چھڑکا جاتا ہے، تمہاری قبر میں آبِ زم زم چھڑکوا تا ہوں اور جب تک تمہاری قبر پر کھڑے ہو کر دُعا نہیں کرتے اُس وقت تک میں لوگوں کو جانے نہیں دیتا، اتنی محبت میں نے تم سے کی کیا ابھی بھی تمہیں عقل نہیں آئی؟ ابھی بھی تمہارے اندر میری محبت نہیں جا گی؟ ابھی بھی تمہارے اندر میرا پیار نہیں جاگا؟ میں نے کتنی پیار اور محبت سے تمہاری آبیاری کی تھی اور بڑی عمر تک میں نے ہی تمہیں پہنچایا سارے میرے کرم تم نے استعمال کیے، ابھی بھی نماز اور نیکیوں سے دور ہو، ابھی بھی اللہ والوں اور قرآن کے درسوں سے دور ہو؟ ابھی بھی تمہاری زندگی بدلنے کا نام نہیں لے رہی تو پھر کب بدلو گے؟ لگتا ہے تم ہے ہی بیوقوف اور بے عقل ہو اور بے عقل کے لئے قرآن نازل ہی نہیں ہوا ہے قرآن تو سمجھدار لوگوں کی کتاب ہے، قرآن تو بہترین، اعلیٰ اور سمجھدار ذہنوں کی کتاب ہے، تمہیں لگتا ہے کہ کسی شے کا شعور ہی نہیں۔

بڑھاپا بذاتِ خود اللہ کی ایک آزمائش ہے

اور جب یہ آجاتا ہے تو اُن لوگوں سے پوچھو جوان میں سے گزر رہے ہیں اور جب یہ تکلیف شروع ہوتی ہے تو انسان کو ہری بھری دُنیا بھی بے رنگ لگتی ہے اور اُس کو کسی حالت میں بھی چین اور سکون نصیب نہیں ہوتا تو اللہ سے دعا کریں کہ اللہ اُس حالت سے پہلے ہی اپنے اعلیٰ بندوں میں شامل کر

لےتو واضح فرق نظر آئے گا آپ کواس قسم کے بابوں میں جن کا ذکر قرآن نے کیا ہےاور دوسری قسم کے وہ بابے جو ہدایت پر ہوتے ہیں اللہ اُن کو جوں جوں عمر بڑی دیتا جاتا ہےاللہ اُس کے چہرےکواور نورانی کرتا جاتا ہے، برکتیں بڑھاتا جاتا ہےتو لوگ آ آ کر زیارتیں کرتے ہیں،لوگ آ آ کر دعائیں کرواتے ہیں،لوگ آ آ کر ہاتھ پھرواتے ہیں کہ بابا جی سر پر ہاتھ پھیر دیں گےتو شفا ہو جائے گی اللہ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل فرمائے (آمین)

آیت نمبر ۶۹ تا ۷۰

کفار نے قرآن اور صاحبِ قرآن کو غلط ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اُنہوں نے پوری کوشش کی کہ کسی طرح ہم اس کلام کو زیر کر سکیں جب حج کو موقع آیا تو حج کے موقع پر ولید بن مغیرہ جو کہ ایک سرکش کافر تھا اُس نے سب لوگوں کو جمع کر کے ایک میٹنگ کی کہ ابھی حج ہونے والا ہے اور سارے لوگ محمد ﷺ کے بارے میں پوچھیں گے تو تم آج میٹنگ میں بیٹھ کر یہ طے کر لو کہ تم نے محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہنا ہے؟ سب کی زبان سے ایک ہی بات نکلے یہ نہ ہو کوئی کچھ کہے، کوئی کچھ کہے لوگوں نے کہا ہم محمد ﷺ کو شاعر کہہ دیتے ہیں تو ولید بن مغیرہ نے اس بات پر اعتراض کیا تمہیں پتہ ہے وہ شاعر نہیں ہیں اور شاعروں کے جو رنگ ہوتے ہیں وہ بھی تم جانتے ہو لہٰذا یہ لفظ ٹھیک نہیں ہے لوگوں نے کہا کہ ہم اُسے کاہن کہہ دیتے ہیں کہا یہ لفظ بھی ٹھیک نہیں ہے محمد کی ہستی ایسی نہیں ہے کہا اچھا ہم یوں کرتے ہیں محمد ﷺ کو جھوٹا کہہ دیتے ہیں کہا یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تم نے آج تک محمد ﷺ کی زبان سے جھوٹ نہیں سُنا تو سوچ لو کہنا کیا ہے لیکن کسی بھی بُرے لفظ کا محمد پر اطلاق نہ کرنا یہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے کہ آخر کہیں تو کیا کہیں؟ پھر یہ فیصلہ ہوا کہ ہم محمد ﷺ کو جادوگر کہہ دیتے ہیں کیونکہ یہ ایسا کلام لایا ہے ایسی کتاب لایا ہے جس کا کوئی جوڑ نہیں جو کہیں بھی نہ بولی جاتی ہے، نہ سمجھی جاتی ہے، صرف یہ اسی کی زبان سے نکلتی ہے تو لہٰذا یہ وہ اعلیٰ کتاب جس کو پڑھنے کی مجھے اور آپ کو اللہ نے توفیق دی ہے اور یہ ہمارے اُوپر اللہ کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں قرآن کی طرف موڑ دیا، تھوڑا سہی زیادہ سہی، مقصد علم کی نہریں بہانا نہیں ہے، مقصد قرآن کے ساتھ Touch رہنا ہے، قرآن کے ساتھ جُڑے رہنا ہے، قرآن کے ساتھ وقت گزرتا رہے ورنہ اس کا معنی اور مفہوم تو اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے۔ بعض اوقات ہمیں کچھ باتیں یاد رہتی ہیں اور کچھ بھول جاتی ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ چھوڑ دیا جائے اگر یاد نہیں رہتا ایسی بات نہیں ہے بلکہ اس کی برکتیں Store ہو جاتی ہیں جو انشاءاللہ آپ کی زندگی سے ظاہر ہوں گی آپ کی زندگی سے نہیں تو آپ کی اولاد سے ظاہر ہوں گی لہٰذا قرآن کبھی بھی ضائع نہیں جاتا ہے

وَمَا عَلَّمۡنٰهُ الشِّعۡرَ وَمَا يَنۡۢبَغِىۡ لَهٗ ‌ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ وَّقُرۡاٰنٌ مُّبِيۡنٌ ۙ‏.

اور ہم نے اپنے نبی کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ اس کی شان کے لائق ہے بلکہ یہ تو ایک نصیحت ہے اور قرآن ہے جو بالکل واضح ہے۔

لِّيُنۡذِرَ مَنۡ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الۡقَوۡلُ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ‏.

تا کہ خبردار کر دے اُس کو جو زندہ ہے اور کافروں پر حُجت اتمام کر دے۔

تفسیر:

یہ دونوں آیتیں ایک پورا موضوع ہیں

اور ہم نے اپنے نبی کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ اس کی شان کے لائق ہے بلکہ یہ تو ایک نصیحت ہے اور قرآن ہے جو بالکل واضح ہے اور یہ اُس کو خبردار کرتا ہے جو زندہ ہے اور کافروں کے اُوپر حُجت اتمام کر دیتا ہے (کافروں کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا ہے)

وَمَا عَلَّمۡنٰهُ الشِّعۡرَ وَمَا يَنۡۢبَغِىۡ لَهٗ ‌ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ وَّقُرۡاٰنٌ مُّبِيۡنٌ ۙ‏.

اور ہم نے اپنے نبی کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ اس کی شان کے لائق ہے بلکہ یہ تو ایک نصیحت ہے اور قرآن ہے جو بالکل واضح ہے۔

کفار حضورﷺ کو شاعر کہا کرتے ،حضورﷺ کو اکثر یہ لوگ اسی لفظ سے یاد کرتے تھے کہ یہ شاعری کرتا ہے اللہ نے خود جواب دیا یہ بھی قرآن کا وصف ہے کہ اللہ نے کسی بھی جگہ حضور کو جواب نہیں دینے دیا کہا خود جواب نہ دو تمہاری دلیل دینے کے لئے تمہارا رب خود موجود ہے، تم کہتے ہو شاعر ہے ہم نے تو اس کو شعر سکھایا ہی نہیں۔

شعر کی تعریف:

شعر کی تعریف یہ ہے کہ دو ایسے قطعات جو ہم وزن اور ہم قافیہ ہوں اگر قرآن پر غور کریں تو قرآن کا تھوڑا تھوڑا اسلوب اس طرح کا ہے کہ یہ شعر ہی لگتا ہے جیسے:

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡ ثَرَ .فَصَلِّ لَرَ بِّکَ وَ انۡحَرۡ .اِنَّ شَا نِئَکَ هُوَ الۡاَ بۡتَرُ

الۡکَوۡ ثَر ،وَ انۡحَرۡ ،الۡاَ بۡتَرُ ان ہم قافیہ اور ہم وزن الفاظ کو پڑھ کر لگتا ہے کہ یہ جیسے شعر ہی ہیں۔

مُدۡ هَآ مَّتٰنِ،تُکَذِّ بٰنِ، عَیۡنٰنِ،فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ

کافرین، عالمین، رحمین ......یہ سارے الفاظ ایک جیسے اسلوب پر پورے اُترتے ہیں تو سُننے والے کو دھوکہ لگتا ہے کہ شاید شاعری ہے حالانکہ شاعری کا قرآن سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ،شاعری تو قرآن کے اسلوب پر پوری نہیں اُترتی یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کی خوبصورتی اس طرح سے بنائی گئی ہے کہ پڑھنے والے کا دل بور نہیں ہوتا، پڑھنے والے کا دل راغب رہے اور اُس کو ایک عجیب قسم کی فرحت اور مزا آتا رہے پڑھتے ہوئے ،اس لئے قرآن کے الفاظ کو اس طرح سے جوڑا گیا ہے ورنہ یہ شاعری نہیں ہے۔

دوسرا شعر کے حوالے سے عربوں میں یہ بات مشہور تھی کہ شعر وہ ہوتا ہے جس میں رج کر جھوٹ بولا جائے (استغفر اللہ) یہ ان کی لغت کے اندر شعر کی Definition ہے اور عربوں میں جو شُعراء پائے جاتے تھے وہ زمین و آسمان کے قلابے ملاتے تھے اپنی تعریف کے لئے اور رج کے جھوٹ بولتے تھے اور جو جتنا زیادہ بہتر جھوٹ بولتا وہ اُتنا زیادہ اچھا شاعر کہلاتا تو یہ حضورﷺ کو شاعر ثابت کرنا چاہتے تھے کہ جس طرح ہم جھوٹ بول بول کر اپنی باتیں کرتے ہیں اسی طرح یہ بھی جھوٹ بولتا ہے اُن کے نزدیک شعر یہ تھا یعنی جتنا زیادہ جھوٹ بولو گے اُتنا اچھا شاعر سمجھا جائے گا شاعر لوگ جو شعر لکھتے ہیں جب اپنے محبوب کی تعریف کرتے ہیں تو دیکھا ہوگا کہ وہ کتنے جھوٹ بولتے ہیں اُس کی جھیل جیسی آنکھوں کی تعریف کریں گے اُس کی صراحی جیسی گردن کی بات کریں گے، اُس کی زلفوں کا ذکر کریں گے، بڑی لمبی چھوڑیں گے غالب اور دیگر شُعراء کی شاعری آپ کے سامنے ہے ایسا شعر قرآن نہیں ہوسکتا۔

حضرت عمرؓ اسلام لانے سے پہلے آپ حرم شریف سے گُزر رہے تھے اور حضورﷺ بھی کعبہ شریف میں قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے اُنہوں نے دیکھا کچھ پڑھ رہے ہیں کیونکہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے اس لئے علم نہیں تھا کہ قرآن پڑھ رہے ہیں تو ایک ستون کے پیچھے کھڑے ہوگئے اور سُننے لگے کہ حضور پڑھتے کیا ہیں؟ دل میں خیال آیا کہ یہ بہت بڑا شاعر ہے ابھی حضرت عمرؓ کے دل میں یہ خیال آیا اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ آیت اتاردی اور حضورﷺ نے اُس کی تلاوت کی کہ اے نبی!!! یہ آپ کو شاعر کہتے ہیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ میرا نبی شاعر نہیں ہوسکتا ہے چونکہ

عربی تھی آپ فوراً سمجھ گئے کہا عجیب انسان ہے میں نے تو ابھی یہ سوچا ہی ہے اور اس کو بات کا علم ہو گیا ہے اس کو پتا چل گیا کہ میرے ذہن میں کیا ہے یہ بہت بڑا جادوگر ہے پھر حضورﷺ نے اگلی آیت پڑھی تم اگر سوچتے ہو کہ یہ جادوگر ہے تو یہ جادوگر بھی نہیں ہے بس یہیں سے حضرت عمرؓ کے اسلام کی ابتداء ہوئی اور آپ کو محسوس ہو گیا کہ نہیں یہ کلام کچھ اور ہے جو بھی سوچتا ہوں، جو بھی ذہن میں آتا ہے حضورﷺ کو اس کا علم ہو جاتا ہے تو لہٰذا شعر کے حوالے سے اللہ تردید فرما رہا ہے کہ ہم نے اپنے نبی کو شعر سکھایا ہی نہیں اور نہ شعر کہنا اس کی شان ہے، تمہارے جو شاعر ہیں میں جانتا ہوں اُن کے مُنہ کس طرح کے ہیں میرے محمد جیسا تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا اور تم کہتے ہو یہ شاعر ہے یہ شاعر نہیں ہے اس کی شان ہی نہیں ہے اس کا بہت بڑا منصب ہے۔

ہمیں یاد ہے کہ جب ہم بچپن میں سُنتے تھے کہ فلاں لڑکا شاعری کرتا ہے تو فوراً ذہن میں آتا تھا کہ ''ہلیا ای اے'' ابھی دیکھا نہیں، ملے نہیں لیکن ذہن میں آجاتا تھا کہ کام خراب ہے، دماغ کھسک گیا ہے اس لئے شاعر بن گیا ہے۔

حضورﷺ کو شاعر کہنا اُس کی شان کے خلاف ہے میرا نبی تو بڑا بلند مرتبے والا ہے یہ تو اس کی شایانِ شان ہی نہیں اس کی شان بڑی بلند ہے تمہیں غلطی لگی ہے میرا نبی نہ تو شاعر ہے اور نہ قرآن شعر ہے ہم نے ایسا کلام اپنے نبی پر اُتارا ہی نہیں ہے تو اللہ خود کفار کو جواب دے رہا ہے کہ میرے نبی کی شان بلند ہے تم میرے نبی کو شاعر نہ کہو۔

آگے اللہ نے غلط فہمی نکال دی کہ یہ جو پڑھتا ہے کیا پڑھتا ہے اور تم جو سُنتے ہو کیا سُنتے ہو؟

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ.

یہ تو صرف ایک نصیحت ہے اور قرآن ہے، بالکل واضح ہے

اب اللہ نے یہاں ایک نصیحت کر دی ہے قرآن پاک کا اصل مبداء و معاد اللہ نے اس میں رکھ دیا ہے تم کہہ رہے ہو یہ شاعری ہے، نہیں یہ تمہیں Advice کر رہا ہے جنت میں کیسے جانا ہے، دوزخ سے کیسے بچنا ہے، نیکی کیسے کرنی ہے، اللہ کو کس طرح راضی کرنا ہے، کس طرح اُس کے عذاب سے بچنا ہے یہ نصیحت ہے اور واضح پیغام ہے، کوئی شے چھپی نہیں ہے اس کے اندر یہ ایک واضح کتاب ہے، کوئی شے چھپائی نہیں اپنی ذات کو بھی اس کے اندر واضح کر دیا ہے۔ پوری سورت اللہ کی ذات کی معرفت میں اتاری گئی۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. اَللّٰهُ الصَّمَدُ. لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ. وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

اللہ فرما رہا ہے کہ میری ذات بھی چھپی ہوئی تھی میری ذات کا بھی کسی کو علم نہیں تھا اپنی ذات کی معرفت بھی میں نے اس کے اندر بیان کر دی تو لہٰذا قرآن کا دعویٰ ہے کوئی شے بھی اس میں نہیں چھپی ہے ہر چیز اللہ نے واضح بیان فرما دی۔

''کوئی خشک اور تر شے ایسی نہیں جو اللہ نے قرآن میں بیان نہ کی ہو''

ہم نے ہر شے واضح کر دی کچھ چھپا ہی نہیں تو اللہ نے واضح کر دیا کہ یہ شاعری نہیں بلکہ یہ قرآن ہے، نصیحت ہے اور میرا ذکر ہے۔

یہاں ایک بات قابلِ غور ہے!!!!!

اللہ نے حضورﷺ کو اپنا ذکر کہا فرمایا میرا نبی ہی میرا ذکر ہے اور یہ قرآن ہے

حضورﷺ کو اللہ نے قرآن کہا اور حضرت عائشہؓ نے اس کی تصدیق کی ہے حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا بتایئے: حضورﷺ کے اخلاق کیسے ہیں ؟فرمایا تمہیں پتا نہیں کہ حضورﷺ کی عادتیں ہی قرآن ہیں۔

''قرآن حضور ہے اور حضور قرآن ہیں''

صفحوں کے اُوپر خاموش قرآن ہے اور حضور بولتا قرآن ہیں، آپ زبان سے بولتے تھے اور اللہ کی معرفتیں بیان کرتے تھے۔

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّ يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

تاکہ خبردار کردے اُس کو جو زندہ ہے اور کافروں پر حُجت اتمام کردے

یہ ہم نے اس لئے اُتارا تاکہ آپ اُسے خبردار کردیں جو زندہ ہے قرآن ایک Warning ہے، قرآن ایک Ultimatum ہے قرآن ایک گھنٹی ہے، قرآن ایک Alarm ہے اُس کے لئے جو زندہ ہے۔ یہ قرآن کی آیت اس قدر بڑی اور اس میں اس قدر وسعت ہے کہ کسی بھی شخص کو ہم اس کے اندر شامل کرسکتے ہیں، زمین کے اُوپر جتنے بھی زندہ لوگ ہیں چاہے وہ ہندو ہیں، چاہے وہ سکھ ہیں، چاہے وہ یہودی ہیں وہ انسان کسی بھی نسل سے تعلق رکھتا ہو قرآن کہتا ہے میں اُس کے لئے ہدایت بن کرآیا ہوں، میں اُس کے لئے Alarm بن کرآیا ہوں دھیان کرو!!!

کہا یہ زندہ کو خبردار کرتا ہے اور جو مرچکا ہے اُس کے لئے نہیں ہے قرآن صرف زندگی تک تمہیں خبردار کرتا ہے اُس کے بعد اس کا کوئی معاملہ نہیں ہے ابھی موقع ہے سمجھ لو، ابھی موقع ہے پڑھ لو، ابھی موقع ہے جان لو، ابھی موقع ہے اس پرغور کرلو اسکے معاملات دیکھ لو ہمیں کیا ہوگیا ہے ہم کیوں یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، عشاء کی نماز تو ہم پڑھ لیں گے ہم یہاں قرآن پرغور کرنے کے لئے بیٹھے ہیں قرآن کہہ رہا ہے میں زندہ کتاب ہوں، تمہاری سانسیں چل رہی ہیں، ابھی تم زندہ ہو قرآن کہہ رہا ہے میرا فائدہ اُٹھالو، میری طرف آجاؤ میرے معاملات دیکھ لو تو لہٰذا یہ زندہ کتاب ہے قرآن کے معاملات پرغور کیا جائے تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ آج دُنیا میں جو لوگ مُسلمان ہورہے ہیں بظاہر تو حضورﷺ کی ہستی موجود نہیں ہے، آقاﷺ بظاہر موجود نہیں ہیں تو لوگ ہرآئے دن مُسلمان ہورہے ہیں امریکہ میں تو دوسرا بڑا مذہب اسلام ہے۔

''دُنیا کے ہر مُلک میں سینکڑوں کے لحاظ سے لوگ مسلمان ہورہے ہیں، کیوں ہورہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے''؟؟

اس کی ایک بہت بڑی وجہ میں آپ کو بتانے جارہا ہوں وہ لوگ جب قرآن پڑھتے ہیں یا اُن میں سے کوئی اسلام کی طرف آتا ہے تو ہمارے پاس Reference میں دینے کے لئے قرآن کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ جواب پوچھنے کے لئے کعبہ کے امام سے مل لو، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہاں دُنیا میں ایک بہت بڑا عالمِ دین ہے جاؤ جاکر اُس سے مل لو، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں مولوی صاحب سے جاکر مل لو۔ ہم کہتے ہیں فلاں Book Shop پہ چلے جاؤ اور وہاں جاکر قرآن Purchase کرلو اور اُن لوگوں کے لئے قرآن ایک Mysterious کتاب ہے پُراسرار کتاب، وہ کہتے ہیں قرآن ایک عجیب کتاب ہے وہ کہتے ہیں قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس میں مُستقبل کی باتیں ہیں، جس میں حال کی باتیں ہیں، جس میں ماضی کے قصّے ہیں اور وہ اسی کو ذہن میں رکھتے ہوئے اُسے دھیان سے کھولتے ہیں اور غور کرتے ہیں اور اُن میں سے 99% تو وضو بھی نہیں کرتے کیونکہ اُن کے نزدیک ایک Book ہے یہ ایک عام کتاب ہے اک عجیب کتاب ہے یہ اُس کا واقعہ بیان کررہا ہوں جس نے اسلام قبول کیا اور اُس نے کہا میرے لئے قرآن اس طرح تھا کہ میرے اندر Queries چلتی رہتی کہ میں پڑھوں اس کو کہ یہ کیسی کتاب ہے؟

وہ لوگ جب پڑھتے ہیں کتاب (قرآنِ پاک) کو تو دھیان سے پڑھتے ہیں کہ یہ کیا ہے، کیا کہا جا رہا ہے؟ غور سے پڑھتے ہیں جونہی غور سے پڑھتے ہیں قرآن ٹھک کر کے اُن کے دل میں لگ جاتا ہے اور اگر ہم اپنی طرف دیکھیں تو ہمارے ساتھ یہ مسئلہ نہیں ہم اسے بڑی مقدس کتاب، بڑی اعلیٰ اور ارفع کتاب جس میں کوئی شک نہیں ہے اور وضو کر کے با قاعدہ صحیح طرح سے دوپٹہ، ٹوپی لے کر اور موٹے سے غلاف میں سے نکال کر پڑھتے ہیں۔ اصل مقصد کی طرف دھیان ہی نہیں کہ اس کو پڑھنا کیسے ہے؟ قرآن کہہ رہا ہے کہ میں ایک Alarm ہوں، ایک زبردست قسم کی خطرے کی گھنٹی ہوں اُس کے لئے جو دھیان سے پڑھے گا، مجھے پڑھ کر اُس کے آنسو نہ نکلیں تو کہنا، مجھے پڑھ کر اُس کا دل ڈر نہ جائے تو کہنا، مجھے پڑھ کر اُس کے دل میں اللہ اور رسول کی محبت نہ اُترے تو کہنا اب جُونہی وہ قرآن ایسے پڑھتے ہیں تو قرآن اپنے اثر سے اُن کا دل روشن کر دیتا ہے اور وہ کلمہ پڑھ کر مُسلمان ہو جاتے ہیں اُنہیں کسی اور شے کی طرف جانے کی ضرورت نہیں رہتی۔

آج ہمارے عُلماء نے مولویوں نے مل کر سارے تو نہیں لیکن جنہوں نے یہ ظلم کیا اللہ اُنہیں ہدایت عطا فرمائے کہ قرآن کا جو اصل ماخذ تھا جو قرآن کا اصل رنگ تھا:

''یہ خبردار!!! کرنے کے لئے آیا تھا لوگوں نے یہ چیز چھوڑ دی''

اور قرآن کو اپنی تقریروں کے لئے استعمال کیا جانے لگا، اپنی شان بڑھانے کے لئے قرآن کا استعمال کرنے لگے اپنے اُوپر پیسے پھینکوانے کے لئے قرآن کو استعمال کرنے لگے کیا یہ اس لئے آیا تھا، یہ اس لئے اُترا تھا؟

وہ نومسلم کہنے لگا میں نہیں جانتا آپ کے کسی عالم کو، کسی مبلغ کو یا کسی کی میں نے تقریر نہیں سُنی مجھے میرے دوست نے صرف اتنا کہا تھا کہ تم قرآن پڑھو اور جب میں نے قرآن کھولا تو سورۃ البقرہ نے ہی مجھے مسلمان کر دیا باقی قرآن تو بہت آگے ہیں۔ قرآن کہہ رہا ہے میں اُس کے لئے آیا ہوں جو زندہ ہے زمین پر اور ہم نے اسے قبروں کے اُوپر کھڑا ہو کر پڑھنا شروع کر دیا ہے قبروں میں مُردوں کو ثواب ضرور ہوتا ہے ٹھیک ہے اس سے انکار نہیں ہے لیکن:

غور کریں!!!! کیا قرآن اس لئے اُترا ہے، کیا قرآن اس لئے اللہ نے اُتارا قرآن بھی سوچ رہا ہے کہ یہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے؟ دسوں پر شروع کر دیا، قُلوں پر شروع کر دیا، چالیسوں پر شروع کر دیا، بڑی بات ہوئی تو رمضان میں دوڑ لگانا شروع کر دی یہ بہت بڑا دُکھ ہے ہماری قوم کو اللہ صحیح طرح قرآن پڑھنے کی توفیق دے۔

وَّ يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

ہم نے کافروں پر حُجت اتمام کر دی قرآن نازل ہونے کے بعد آپ کافروں کے پاس کوئی گنجائش نہیں رہی، اس نے ہر شے کھول دی، اس نے ہر شے سامنے رکھ دی ہے اب کسی کافر کا قیامت کے دن کوئی بہانہ، کوئی Comment کسی حوالے سے بھی میں نہیں سُنوں گا، میں نے حُجت اتمام کر دی، میں نے محمد کی شان بھی بیان کر دی، میں نے اپنی ذات میں معرفت بھی بیان کر دی، میں نے جنت کے ذکر بھی کر دیئے، میں نے دوزخ کی تمام تہیں بھی بیان کر دیں، میں نے زمین و آسمان کے سارے رنگ کھول دیئے اس کے اندر، تمہاری پیدائش کے مرحلے بیان کر دیئے اس میں، آدمؑ سے لے کر حضور ﷺ تک سارے نبیوں کے قصے لکھ دیئے بتاؤ تمہیں اور کیا چاہیئے؟ کوئی Comment نہیں دے گا اُس دن، میں دیکھوں گا اُس دن میں نے کافروں پر حُجت اتمام کر دی، کوئی بہانہ نہیں چھوڑا، کسی طرح کوئی آ کر میرے سامنے کہے مولا! مجھے پتہ ہی نہیں تھا تیرا قرآن اُترا ہوا تھا؟

ہم نے قرآن کو اس طرح کھول کر سامنے رکھ دیا کی تمہیں اپنے بچہ کا شاید علم نہ ہو لیکن قرآن کا علم ہوگا یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ قرآن کی تعلیم ہم نے لوگوں تک پہنچانے کے انتظامات نہ کیے ہوں، ہم نے حجت اتمام کردی تو لہٰذا یہ خوبصورت انداز قرآن نے استعمال کیا۔

اللہ نے قرآن کو حُجت کہا ہے اور حُجت دلیل کو کہتے ہیں یہ میری دلیل ہے اور اس کے بعد تمہیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں اور اصل دلیل کے ساتھ اللہ نے ہمیں قرآن کی طرف بُلایا اور قرآن کے مضامین دلالت کے طور پر پیش کر دیئے اب کسی کے لئے چاہے کوئی مسلمان ہے، چاہے کوئی کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہے، کسی بھی طبقہ سے ہے، کسی بھی ذات سے ہے، کسی بھی عمر سے ہے اُس کے لئے قرآن دلیل بنے گا یہاں بھی اور وہاں بھی، قیامت کے دن قرآن اُس کے لئے دلالت کے طور پر پیش ہو جائے گا اور کہے گا مولا!!

میں گواہی دیتا ہوں، میری دلیل ہے اس کے لئے تو اس کو جنت عطا فرما دے۔

حضورﷺ نے فرمایا:

دو دلیلیں اور دو سفارشیں جس کے حق میں کھڑی ہو گئیں کوئی بھی اُس کا عمل اُسے دوزخ میں نہیں لے جا پائے گا ایک رمضان اور دوسرا قرآن یہ دونوں چیزیں جس کے حق میں ہو گئیں وہ کبھی بھی ناکام نہیں ہوگا۔

قرآن دلیل ہے ہمارے لئے دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ،قرآن کے اصل اسلوب ، اصل مقصد کی طرف اللہ نے ہمیں ان آیتوں کے ذریعے بُلایا ہے اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

لیکچر نمبر:۱۰

آیت نمبر:۷۱تا۸۱

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا خَلَقۡنَا لَهُمۡ مِّمَّا عَمِلَتۡ اَیۡدِیۡنَاۤ اَنۡعَامًا فَهُمۡ لَهَا مٰلِكُوۡنَ ۝

کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ایسی مخلوق سے ان کے لئے مویشی پیدا کیے ہیں جو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہیں اور اب یہ ان کے مالک ہیں۔

وَذَلَّلۡنٰهَا لَهُمۡ فَمِنۡهَا رَكُوۡبُهُمۡ وَمِنۡهَا یَاۡكُلُوۡنَ ۝

ہم نے تابعدار بنا دیا ان میں سے بعض پر وہ سواری کرتے ہیں اور بعض کا گوشت کھاتے ہیں۔

وَلَهُمۡ فِیۡهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا یَشۡكُرُوۡنَ ۝

اوران کے لئے ان مویشوں میں اور بھی نفع کی چیزیں ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا وہ شکرادا نہیں کرتے۔

وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ۝

اوران ظالموں نے اللہ کو چھوڑ کر اور خُدا بنا لیے ہیں کہ شاید وہ ان کی مدد کریں۔

لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ نَصۡرَهُمۡ وَهُمۡ لَهُمۡ جُنۡدٌ مُّحۡضَرُوۡنَ ۝

یہ جھوٹے خدا اُن کی کچھ مدد نہیں کر سکتے اور یہ کفار کے تیار شُدہ لشکر ہیں جو (قیامت کے دن) حاضر کیے جائیں گے۔

فَلَا یَحۡزُنۡكَ قَوۡلُهُمۡ اِنَّا نَعۡلَمُ مَا یُسِرُّوۡنَ وَمَا یُعۡلِنُوۡنَ ۝

ان کی باتوں سے اے نبی ﷺ آپ رنجیدہ نہ ہوا کریں ہم خوب جانتے ہیں جس بات کو وہ چھپاتے ہیں اور جس بات کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

اَوَلَمۡ یَرَ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰهُ مِنۡ نُّطۡفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیۡمٌ مُّبِیۡنٌ ۝

کیا انسان اس حقیقت کو نہیں جانتا کہ ہم نے اُسے ایک قطرے سے پیدا کیا ہے پس وہ ہمارا کُھلا دشمن بن بیٹھا ہے۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلۡقَهٗ قَالَ مَنۡ یُّحۡیِ الۡعِظَامَ وَهِیَ رَمِیۡمٌ ۝

اور ہمارے لئے عجیب وغریب مثالیں بیان کرتا ہے اور اُس نے اپنی پیدائش کو کیوں بھلا دیا ہے اور کہتا ہے کون زندہ کرسکتا ہے ہڈیوں کو جبکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں؟

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِىٓ اَنْشَاَ هَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ o

آپ ﷺ فرمادیجئے انہیں وہی زندہ کرسکتا ہے جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا اور وہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے۔

الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَ خْضَرِ نَارًا فَاِ ذَ آ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْ قِدُوْنَ o

جس نے اپنی حکمت سے تمہارے لئے سبز درختوں میں آگ رکھ دی اور پھر تم اُس سے اور آگ سلگا لیتے ہو۔

اَوَلَيْسَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ o

تو کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ قادرِ مطلق جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ تمھارے جیسی چھوٹی سی مخلوق کو پیدا کر سکے بے شک کو وہ ایسا کرسکتا ہے اور وہی پیدا فرمانے والا علم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بہت خوبصورت دلیلوں سے اپنی معرفت بیان فرمائی ہے۔

عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ معرفت کیا ہے؟ کہا جاتا ہے کہ قرآن سے اللہ کی معرفت ملتی ہے تو سب سے یہ پہلے جاننا ضروری ہے کہ **معرفت کیا ہوتی ہے؟؟؟**

اکثر سُنا ہوگا کہ لوگ کہتے ہیں فلاں بندہ بڑی معرفت والا ہے، فلاں بزرگ بڑی معرفت والے ہیں۔

معرفت کیا ہے؟

معرفت پہچان کو کہتے ہیں اور پہچان اُسے ہوتی ہے جس نے کسی کو دیکھا ہو، اگر کوئی دیکھتا ہے تو پہچانتا ہے۔

جب مختلف چیزوں کا علم ہوتا ہے تو پھر اُس کی پہچان بھی ہو جاتی ہے مثلاً اگر کسی نے کسی کو پہچاننا ہوگا تو اُس کو چہرہ ذہن میں ہوگا اور اُس کے نقش و نگار ذہن میں ہوں گے وہ جونہی سامنے آئے گا تو وہ اس کو میچ کرے گا۔

پھر ذہن کے اُس خاکے سے جو اللہ نے اُس کے ذہن میں رکھا ہوگا اُس سے میچ کرے گا تو وہ جان جائے گا کہ یہ میرا باپ ہے، یہ میرا بھائی ہے، یہ میری بہن ہے، یہ میرا بیٹا ہے کیونکہ اُس کے ذہن میں ایک خاکہ تھا اور اُس خاکے سے اُس نے میچ کر لیا۔

اب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنا خاکہ عطا کر رہا ہے اپنا Sketch دے رہا ہے کہ یہ میں ہوں، یہ معرفت ہے، معرفت کوئی بہت بڑے پہاڑ پر چڑھنے کا نام نہیں ہے۔

''معرفت اسی شے کا نام ہے کہ اللہ کی قدرتوں کا علم حاصل ہوتا جائے''

اللہ والا کون ہوتا ہے؟؟؟

اللہ والا وہ ہوتا ہے جو اللہ کی قدرتوں کا بہت گہرائی میں علم رکھتا ہو اور اُسے علم ہو کہ فلاں فلاں جگہ میرا رب کیا کر رہا ہے اور کیسے کر رہا ہے، اللہ کی مختلف خوبیوں کا علم ہونا، اللہ کی مختلف خوبیوں کو جاننا اسے معرفت کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ اور کوئی معرفت نہیں ہے اگر کوئی ہواؤں میں اُڑ کر دکھائے ،کوئی پانی پر چل کر دکھائے ، پھونکیں مار کر بچے پیدا کر دے،کاروبار آپ کے دُ گنا کر دے لیکن وہ اللہ کے حوالے سے کچھ نہ جانتا ہوتو وہ صرف جادوگر اور شعبدہ باز اور چھلانگیں لگانے والا ہے اُس کا معرفت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ۔

''جس کا شریعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اُس کا معرفت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں''

تو آج کل بہت سارے دونمبر مرد اور عورتیں معرفت کا دعویٰ کرتے نظر آتے ہیں۔

جیسے کسی بیٹی نے کہا کہ کوئی عورت ہے وہ کہتی ہے کہ میرے اندر حضور آ جاتے ہیں، میرے اندر حضور کی حاضری ہوتی ہے (استغفر اللہ) اس طرح کے الفاظ کہہ کر کیا لوگوں کو مُتاثر کر رہی ہو ہاں صرف بیوقوف قسم کے لوگ متاثر ہو سکتے ہیں، بڑے خوش ہوں گے اور کہیں گے واہ جی! کیا بات ہے، لیکن جو سمجھدار ہوتا ہے وہ پہچان لیتا ہے وہ ان پر یقین نہیں کرتے ہیں اللہ کے ہاں ایسے لوگوں کی کوئی اوقات نہیں جو اس طرح کا دعویٰ کرتے ہیں کہ داتا صاحب میرے مُصلیٰ پر نماز پڑھ کر گئے ہیں، غوث اعظم آئے تھے ابھی تھوڑی دیر پہلے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ معرفت مل گئی، معرفت اس چیز کا نام نہیں ہے۔

''معرفت اُسے کہتے ہیں جو قرآن کے اندر ہے جو قرآن بیان کر رہا ہے وہی اصل میں معرفت ہے''

جس کا تعلق نہ قرآن سے، نہ حدیث سے، نہ روزے سے، نہ نماز سے وہ کتنی ہی ایسی باتیں کرے، فضول ہے اُس کا کوئی تعلق نہیں قرآن سے، اس لئے ایسے شخص کا جہاں ذکر سُنیں اُس کی باتوں پر مذاق سے ہنس جایا کریں، اُس کی عقل پر اور اُس کی سوچ پر کہ ایسے لوگوں کا کوئی دور دور تک معرفت سے تعلق نہیں ہے اور یہ لوگوں کے ایمان لُوٹ رہے ہیں ایسے لوگوں کا دین میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَاماً فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ہ

کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ایسی مخلوق سے ان کے لئے مویشی پیدا کیے ہیں جو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہیں اور اب یہ ان کے مالک ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اپنی ذات کی معرفت بیان کی ہے کہ کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان کے لئے مویشی پیدا کیے۔

مویشی کی Definition: وہ جانور جو انسان کے کام آئے ، دودھ میں، گوشت میں، سواری میں

آپ اگر غور کریں تو ہمارے سارے نظام جانوروں سے جُڑے ہوئے ہیں، دودھ کا زیادہ تر حصہ جانوروں سے آتا ہے، گوشت بھی ہم جانوروں کا استعمال کرتے ہیں، جوتے بھی انہی کے چمڑے سے بنتے ہیں اور اسی طرح زندگی کے بہت سارے معاملات جانوروں سے تعلق رکھتے ہیں۔

تو اللہ نے بڑے فخر سے یہاں جانوروں کا ذکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہاں توجہ دلائی کہ کیا تمہیں علم نہیں کہ یہ جو جانور ہیں ان کا کتنا بڑا حصہ ہے تمہاری زندگی میں ہے۔

''اور ہم نے اسے اپنے ہاتھوں سے بنایا''

یاد رکھئے!! اللہ تعالیٰ جب کسی شے کو بناتا ہے تو اُس کے دو طریقے ہوتے ہیں۔

(۱) کسی شے کو اپنے ہاتھوں سے بنانا یعنی اُس شے کو بنانے میں اُس کی اپنی ذات Involve ہوتی ہے۔

(۲) اس طریقہ میں وہ اپنی ذات کو Involve نہیں کرتا بلکہ وہ کہتا ہے ''کُن ہوجا فیکُون'' تو وہ ہو جاتی ہے یہ اللہ کا کسی شے کو تخلیق کرنے کا دوسرا طریقہ ہے۔

ایک یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے تخلیق کرے اب اللہ کے ہاتھ کیسے ہیں انسانی عقل اس سے عاجز ہے اللہ کے ہاتھ ایسے نہیں ہیں جیسے یہ ہمارے ہاتھ ہیں یہ صرف ایک مثال دی گئی ہے یہاں اللہ نے ''اَیْدِیْنَآ'' لفظ استعمال کیا ہے لیکن اس سے مُراد وہ ہاتھ نہیں ہیں جیسے ہمارے ہاتھ ہیں۔ اس لئے کہ اللہ کی ذات کسی بھی عقد میں نہیں آسکتی اور اُس نے اپنے لئے کہا کہ:

''وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ''

اور اُس جیسا کوئی ہو ہی نہیں سکتا

جو تم سوچ رہے ہو اللہ کے ہاتھ ایسے ہوں گے، وہ ویسا نہیں ہے یہ صرف ایک تمثیل دی گئی ہے۔

''جب اللہ کسی شے کو بہت زیادہ عزت دینا چاہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے''

آدمؑ کے لئے بھی اللہ نے یہی فرمایا کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے ان کے جسم کو تخلیق کیا لہٰذا آدم کو عزت دی یہاں بھی اللہ تعالیٰ یہی فرما رہا ہے کہ میں نے مویشیوں کو اُس مخلوق سے پیدا فرمایا جو ہم نے اپنے ہاتھوں سے تخلیق کی اور پھر آگے کتنا خوبصورت جملہ فرمایا:

لَهَا مٰلِكُوْنَ اب تم ان کے مالک بنے ہوئے ہو

بنائی میں نے ہے ان کی شکلیں میں نے تخلیق کیں ان کے اندر سارے اعضاء میں نے سیٹ کیے اور اب تم ان کے مالک بن کر بیٹھے ہوئے ہو، کہتے ہو یہ میری بکری، میری گائے، میرا اُونٹ ہے، بنائی ہوئی ساری چیزیں میری استعمال کرتے ہو اور کہتے ہو میں مالک ہوں کہا کیسے عجیب لوگ ہو؟ چیزیں ساری میری ہیں اور تم ان کے مالک بنے بیٹھے ہو۔

جانوروں کو یہاں اللہ نے اپنی دلیل کے طور پر پیش کیا اور بڑے عجیب وغریب قسم کے جانور پیدا کیے قرآن میں اللہ نے اُونٹ کا ذکر کیا:

''تم دیکھتے نہیں اُونٹ کی طرف ہم نے کیسا پیارا پیدا کیا''

دنیا کی مثال لے لیں کوئی شے بڑی پیاری بن جائے تو پھر ہم اُس کی Advertise کرتے ہیں، اُس کے بینرز لگائے جاتے ہیں تو پیاری شے بنانے والا دُنیا کو بتاتا ہے کہ آؤ دیکھو میں نے کتنی خوبصورت شے بنائی ہے، آؤ تمہیں دکھاؤں میں نے کیسی خوبصورت Product بنائی ہے۔

اُونٹ کا ذکر کس قدر خوبصورت انداز میں کیا اور پھر اس پر باقاعدہ سائنسدانوں نے ریسرچ کی اور اُونٹ وہ واحد جانور ہے جو تین مہینے تک بغیر کچھ پیئے زندہ رہ سکتا ہے اور دُنیا میں یہ خاصیت کسی اور جانور میں نہیں ہے، پانی کی روٹی سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور جب غور کیا گیا تو علم ہوا اللہ نے اس کے معدہ میں ایک چھوٹا سا Store بنایا ہوا ہے وہاں یہ پانی Store کر لیتا ہے، یہ ریگستان کا جانور ہے اور صحرا میں پایا جاتا ہے چونکہ صحرا میں پانی ہی کم ہوتا ہے تو اللہ نے اس کے معدہ میں سٹور بنا دیا اور اگر پانی نہ بھی ملے تو یہ بھاگتا رہتا ہے اور تین مہینے پانی کے بغیر گزارا کر سکتا ہے، پھر اس کے پاؤں چپٹے اور چوڑے بنائے، آپ تیز رفتار گھوڑا صحرا میں اُونٹ کے ساتھ چھوڑیں تو وہ پیچھے رہ جائے گا اور اُونٹ آگے نکل جائے گا، اپنے چپٹے پاؤں کی وجہ سے یہ تیز دوڑ سکتا ہے، پھر یہ سواری کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور گوشت بھی استعمال کیا جاتا ہے اس کا دودھ اور گوشت بہت ساری بیماریوں کا علاج ہے اسی طرح حضور ﷺ نے اُونٹ کو سواری کے لئے استعمال کیا آپ کی اُونٹنی کا نام ''قصویٰ'' تھا اسی طرح آپ نے سواری کے لئے گھوڑا، خچر اور گدھا بھی استعمال کیا ہے لیکن ہمارے ہاں لفظ گدھا معروف معنوں میں بیوقوف کے لئے استعمال ہوتا ہے اور جسے بیوقوف کہنا ہو تو اُسے گدھا کہہ دیتے ہیں لیکن حضور ﷺ کے جانور کے

لئے گدھے کا لفظ استعمال نہیں کریں گے بلکہ حضورﷺ کی سواری (گدھا) کے لئے ''دراز گوش''یعنی بڑے کانوں والا لفظ استعمال کریں گے، باقی دنیا میں سارے گدھے ہیں لیکن حضورﷺ کا دراز گوش ہے۔

اسی طرح حضورﷺ نے بکری کے دودھ اور گوشت کو بھی استعمال کیا ہے، پُٹھ اور ران کا گوشت حضورﷺ کو زیادہ پسند تھا۔

پس اللہ نے اُونٹ کا ذکر قرآن میں کر کے یہ ثابت کر دیا کہ میرے جانوروں کی تخلیق بہت خوبصورت ہے۔

پھر اللہ نے شہد کی مکھی، مچھر کا ذکر کیا، مکڑی کا ذکر کیا، مکڑی کے جالے کا ذکر کیا دیکھو اس طرح کا خوبصورت ڈبوں کا نظام بنا سکتا ہے کوئی انسان دیکھو!!! میں نے کیسی کیسی چیزیں بنائی۔

وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ

ہم نے تابعدار بنا دیا ان میں سے بعض پر وہ سواری کرتے ہیں اور بعض کا گوشت کھاتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آگے بڑی خوبصورت بات بیان کی کہ دیکھو!! ہم نے انہیں تمہارے تابع کر دیا آپ نے دیکھا ہوگا کہ عظیم الجسامت، منوں ٹنوں بھاری اور لمبا ہاتھی اور آگے اُس کے ساٹھ، ستر کلو کا ایک بندہ ہے جس نے اُسے سنبھالا ہوا ہے، آدمی نے چھ سات فُٹ کی رسی اُس کے گلے میں ڈالی ہے اور وہ ہاتھی کو لے کر چل رہا ہے، ہاتھی اُس کے پیچھے چل رہا ہے اتنا منوں ٹنوں وزنی ہاتھی اور اگر وہ چاہے تو ایک جھٹکے سے انسان کی ہڈیاں توڑ سکتا ہے لیکن نہیں اللہ نے اُس کے دل میں ڈالا ہے کہ تُو نے انسان کے تابع رہنا ہے، انسان کی خدمت کرنی ہے، انسان سے پیار کرنا ہے، انسان کے لئے کبھی بھی نقصان کا باعث نہیں بننا اسی طرح اتنے بڑے بڑے گینڈے ان سب کو انسانوں کے تابع کر دیا کہا کس نے ان کے دلوں میں تمہاری عزت ڈالی ہے؟ فرمایا تمہارا خدا ہی ہے جس نے انہیں تمہارے تابع کر دیا، بعض پہ تم سواری کرتے ہو اور بعض کا تم گوشت کھاتے ہو، پھر فرمایا میں نے ان میں اور بھی تمہارے لئے نفع کی چیزیں پیدا کیں، یہ جو گرم کپڑے تم نے پہنے ہیں یہ بھی انہی کی اُون سے بنے ہیں اسی طرح پینے کی بہت ساری چیزیں جانوروں سے پیدا کر دیں۔

فرمایا کیا وہ شکر ادا نہیں کرتے ؟؟؟ یہاں یہ کہنا چاہئے مولا!!! ہم شکر ادا کرتے ہیں کہ تو نے ہمیں اتنی اعلیٰ نعمتیں عطا کی ہیں، وہ تو شکر نہیں کرتے مولا!! ہم شکر کرتے ہیں۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ

اور ان ظالموں نے اللہ کو چھوڑ کر اور خُدا بنا لیے ہیں کہ شاید وہ ان کی مدد کریں

ان ظالموں نے اللہ کو چھوڑ کر اور خدا بنا لیے ہیں کہ شاید وہ ان کی مدد کریں؟ اب یہاں اللہ الگ انداز میں اپنی معرفت دینے لگا ہے۔ فرمایا لات، عُزیٰ، ہبل اس طرح کے بڑے بڑے بتوں کو اپنا خدا بنا لیا اسی طرح پتھروں کو انہوں نے اپنا خدا بنا لیا اور اپنی ذات کو بھی پوجنا شروع کر دیا لیکن وہ ان کی مدد نہیں کریں گے اس لئے کہ وہ جھوٹے خدا ہیں اور یہ کفار کے تیار شُدہ لشکر ہیں۔

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ

یہ جھوٹے خدا اُن کی کچھ مدد نہیں کر سکتے اور یہ کفار کے تیار شُدہ لشکر ہیں جو (قیامت کے دن) حاضر کیے جائیں گے۔

اللہ نے یہاں ''خدا'' کا لفظ استعمال کیا اور یہاں ایک بات قابلِ غور!!! ہے کہ خدا کا سارے کا سارا انحصار مدد کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔اللہ ہماری مدد کرتا ہے دُنیا کی ہر چیز اُس کی مدد ہے مثلاً اُس نے ہمیں پیدا کیا، ماں باپ دیئے، روٹی، پانی دیا، روزانہ وہ ہمیں سوئے ہوئے جگا دیتا ہے، پھر ہمیں روح عطا فرماتا ہے، پھر ہمارے لئے روٹی، پانی کا انتظام کرتا ہے، سورج چمکا رہا ہے، چاند کو روشنی دے رہا ہے، ہمیں سانسیں دے رہا ہے یہ ساری چیزیں زندگی گزارنے میں مدد دیتی ہیں، بہت ساری بیماریوں اور نقصانات سے ہمیں روز بچا لیتا ہے اور ہمیں پتہ بھی نہیں لیکن وہ ہماری مدد کر رہا ہے۔

اس آیت کو بعض بدنصیب اللہ والوں پر فِٹ کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن کہہ رہا ہے کوئی بھی مدد نہیں کر سکتا اور پیرانِ عُظام، اللہ کے نیک بندوں پر یہ جملہ اُٹھا کر فِٹ کر دیتے ہیں اگر غور کیا جائے تو کفار کو کہا جا رہا ہے لیکن اس آیت کو اللہ والوں پر فِٹ کر دیا جاتا ہے اور جو ایسا کرتے ہیں پڑھتے تو وہ قرآن ہیں لیکن سمجھ کر نہیں پڑھتے، آگے، پیچھے دیکھتے نہیں اور درمیان والے لفظ کو بنیاد بناتے ہیں اللہ والوں پر تنقید کرنے کے لئے کہ **لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ هُمْ** اور اس آیت کا Reference پیش کر دیتے ہیں۔

یہ لفظ کفار کے لئے ہے کہ اُن کے جھوٹے خدا اُن کی کچھ مدد نہیں کر سکتے اور لوگ اس آیت کو اللہ والوں پر Fit کر دیتے ہیں، نیک لوگوں کی شان کو لوگ اس طرح بدنام کرتے ہیں **لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ هُمْ** یہ اُن جھوٹے خداؤں کے لئے اتارا کہ وہ مدد نہیں کر سکتے تو پتھر کے بُت کیا کسی کی مدد کر سکتے ہیں؟ پچھلے دنوں ہمارے کسی سٹوڈنٹ کا Phone آیا کہا سر میں بہت پریشان ہوں، حضور ﷺ پر درود شریف پڑھنے کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں، ایک دن اپنی کسی عزیز کو چھوڑنے جا رہا تھا تو راستے میں حضور کی محبت کی گفتگو ہوئی میں نے کہا میں سارا دن کثرت سے درور شریف پڑھتا ہوں تو اُس نے کہا درود شریف پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں (استغفر اللہ) وہ کہنے لگا پہلے تو مجھے کانوں پر یقین نہ آیا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے؟ کہنے لگی وہ تو اللہ نے قرآن میں خود کہا میں پڑھ رہا ہوں اپنے نبی پر درود فرشتے بھی نبی پر درود پڑھ رہے ہیں، کوئی فائدہ تو نہیں لکھا اس کا قرآن میں، کہنے لگی میں نے قرآن میں خود پڑھا ہے اور مجھے باقاعدہ مدرسے سے یہ تعلیم ملی ہے اور ہمیں باقاعدہ قرآن کی آیت دکھائی گئی ہے کہ:

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں

کہا دکھاؤ کوئی فائدہ لکھا ہے اس کا قرآن میں؟

وہ سٹوڈنٹ کہنے لگا حضور یہ بات سُن کر میرا دماغ چکرا گیا کہ یہ قرآن سے بات کر رہی کہ درود پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں؟

اللہ ہدایت دے اُسے جس نے ایسا جملہ حضور ﷺ کے لئے کہہ دیا، فرمایا اُس نے شاید یہ حدیث نہیں سُنی۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کے دس درجے بلند فرمائے گا، دس نیکیاں عطا فرمائے گا اور دس گناہ معاف فرمائے گا''

اور ساتھ یہ بھی کہا کہ دیکھو!!! قرآن کو Follow کرو قرآن میں حضرت مریمؑ کا ذکر ہے تم صرف ان کا ذکر کرو تم حضرت عائشہؓ، خدیجہؓ، فاطمہؓ کا ذکر کیوں کرتے ہو؟ کوئی ہے ذکر ان کا قرآن میں؟؟؟ (استغفر اللہ)

اللہ پوچھے ایسے لوگوں کو قرآن میں تو حضرت آسیہؓ کا بھی ذکر ہے، قرآن میں نوحؑ کی بیوی اور بیٹے کا بھی ذکر موجود ہے، قرآن میں حضور ﷺ کی بیویوں کا ذکر بھی موجود ہے، پڑھتے تو وہ بھی قرآن ہیں، لیکن اُنہیں کسی نے بتایا ہی نہیں، سمجھایا ہی نہیں پڑھتے تو وہ بھی قرآن ہیں لیکن ''محبتِ مصطفےٰ ﷺ'' کی عینک کو اتار کر قرآن پڑھتے ہیں۔

لہٰذا اندھے ہو کر قرآن پڑھتے ہیں، قرآن کو توجہ سے نہیں پڑھتے بس اتنا کہہ دیتے ہیں کہ قرآن میں لکھا ہے **لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ هُمْ** یہ اللہ والے کوئی مدد نہیں کر سکتے تم کیوں ان کے پاس جاتے ہو، کیوں بیٹھتے ہو ان کے پاس؟ یہ سب باطل عقائد ہیں قرآن کو اگر کوئی صحیح پڑھے تو اُس کو اللہ والوں کی محبت عطا ہوتی ہے۔ قرآن میں اللہ نے لکھا ہے:

ان رحمت اللہ قریب من المحسنین

بے شک اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہے۔

یہ آیت نہیں پڑھیں گے اُنہیں پتہ ہے کہ اگر یہ آیت پڑھی تو جھوٹے ثابت ہو جائیں گے۔

فَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ

ان کی باتوں سے اے نبی ﷺ آپ رنجیدہ نہ ہوا کریں ہم خوب جانتے ہیں جس بات کو وہ چھپاتے ہیں اور جس بات کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

فرمایا اے نبی ﷺ!!! یہ جو باتیں آپ کو کر رہے ہیں ان کی باتیں آپ کے دل کو رنجیدہ نہ کریں، آپ پریشان نہ ہوا کریں، کیسی تسلی ہے یہ اللہ کی کیسی عجیب باتیں کرتے ہیں ان کی باتوں پر دھیان نہ دیں:

اِنَّا نَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ

جو یہ چھپا رہے ہیں اور جو ظاہر کر رہے ہیں میں سب جانتا ہوں اے نبی ﷺ مجھے سب پتہ ہے۔ آپ Tension نہ لیں جیسے کوئی بڑا آ جائے اور کہے اوئے!! تو Tension نہ لے میں آ گیا واں، میں ہے واں، Tension دی کوئی گل نہیں **فَلَا یَحْزُنْکَ** ان کی باتوں کی آپ پریشانی نہ لیں اللہ اپنے نبی کو یہاں یہی فرما رہا ہے۔ یہ اللہ کی حضور سے محبت کا ایک رنگ ہے جو قرآن میں اللہ نے بیان کیا ہے۔

کیا انسان اس حقیقت کو نہیں جانتا کہ ہم نے اُسے ایک قطرے سے پیدا کیا ہے پس وہ ہمارا کُھلا دشمن بن بیٹھا ہے۔

اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ

کیا انسان اس حقیقت کو نہیں جانتا کہ ہم نے اُسے ایک قطرے سے پیدا کیا ہے پس وہ ہمارا کُھلا دشمن بن بیٹھا ہے۔

پھر فرمایا کیا انسان دیکھتا نہیں کہ ہم نے اسے ایک گندے نطفے سے پیدا کیا اپنی پیدائش کی طرف غور کرو تمہیں میں نے کس طرح بنایا؟ تم میرے اور میرے نبی کے خلاف باتیں کرتے ہو اپنی زبانوں کو کھولتے ہو؟ ذرا اپنی پیدائش کی طرف غور کرو۔

یاد رکھئے!!! اللہ کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ انسان خود ہے ہمارا اپنا

"نفس" اللہ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے تو لہٰذا اللہ نے تمہیں تمہاری ایک پہچان دی ہے تو قرآن کہتا ہے کہ پہچانو اپنے آپ کو ہم نے تمہیں ایک نطفے سے پیدا کیا ہے اور سائنس اس بات پر حیران ہے کہ وہ ایک ایسا Drop ہے جس کپڑے پر لگے وہ ناپاک ہو جاتا ہے، جس زمین پر گرے وہ ناپاک ہو جاتی ہے لیکن انسان کی تخلیق اُس کے اندر سے کی اور فرمایا ہم نے تمہیں اُس نطفے سے پیدا کیا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

''جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا''

رب کو پہچاننے کے لئے تمہیں اپنے آپ کو پہچاننا ہوگا کہ تم کیا شے ہو تمہاری اوقات کیا ہے؟ تمہارا اللہ اور اُس کے آگے کیا رُتبہ اور مقام ہے؟ کہا تم میرے آگے کھڑے ہونے کی جراءت کیسے کر سکتے ہو تم اپنی پیدائش کو دیکھو وہ کیسے ہوئی؟

یہ آیت انسان کے اندر سے تکبر کو نکال دیتی ہے یہ جو لوگ پھنے خاں بنے پھرتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں، اپنی ذات پر فخر محسوس کرتے ہیں ،اپنے آپ کو اور اپنے چہرے اور اپنی نسل کو بڑا نمایاں کر کے پیش کرتے ہیں، قرآن یہاں انسان کو اُس کی اوقات دکھا رہا ہے کہ اپنی اوقات کو دیکھو!!!

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلاً وَّ نَسِیَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِيْمٌ

اور ہمارے لئے عجیب وغریب مثالیں بیان کرتا ہے اور اُس نے اپنی پیدائش کو کیوں بھلا دیا ہے اور کہتا ہے کون زندہ کر سکتا ہے ہڈیوں کو جبکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں؟

پس وہ ہمارا کھلا دشمن بن بیٹھا ہے اور ہمارے لئے عجیب وغریب مثالیں بیان کرتا ہے

حضورﷺ کے پاس آ کر عجیب باتیں کرتے تھے کہ بتائیں آپ کا خُدا لکڑی کا ہے یا پتھر کا ہے؟ آپ کے خُدا کے کتنے ہاتھ ہیں؟ آپ کے خُدا کے کتنے سر ہیں؟ کیا وہ بولتا ہے؟ کیا وہ کھاتا ہے، پیتا ہے؟ تو اللہ قرآن میں فرما رہا ہے کہ کیا میرے لئے عجیب وغریب باتیں کر رہے ہو؟ کیونکہ ان کا عقیدہ دیکھے ہوئے خدا پر بھی نہیں تھا تو لہٰذا ان دیکھے پر کیسے یقین کر لیتے تو اللہ فرما رہا ہے کہ میرے بارے میں عجیب مثالیں بیان کرتے ہو اور اپنی پیدائش کو بھول گئے ہو، ہم نے تجھے کیسے بنایا؟

پھر یہ بھی حضورﷺ کو کہا کرتے تھے کہ کون زندہ کرے گا بوسیدہ ہڈیوں کو قیامت کے دن???

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَ هَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ

آپ ﷺ فرما دیجئے انہیں وہی زندہ کر سکتا ہے جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا اور وہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے۔

تو اللہ نے فرمایا اے نبیﷺ فرما دیجئے!! جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا وہی انہیں دوسری بار پیدا کر سکتا ہے، ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہم زندہ کر سکتے ہیں۔

وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ

فرمایا میں ہر اُس شے کو جانتا ہوں جو میں نے بنائی ہے۔

مثال:

جس کمپنی نے شے بنائی ہو وہ جانتی ہے کہاں نٹ کسنا ہے، کہاں پیچ لگانا ہے اور کہاں کیل لگانا ہے، کہاں سے کونسی شے نکالنی ہے اور کونسی شے ڈالنی ہے، کمپنی کو پتہ ہے تو قرآن میں اللہ کہہ رہا ہے کہ کمپنی میری ہے میں نے ہی بنایا انسان کو، تو مجھے پتہ ہے میں نے کیسے اسے زندہ کرنا ہے؟ اتنا بڑا عقیدہ ہے دوبارہ جی اُٹھنے کا جس کو سورۃ یٰسین کھول کر بیان کر رہی ہے، فرمایا دوبارہ زندہ کرنا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَ خْضَرِ نَارًا فَاِ ذَ آ اَنْتُمْ مِّنْہُ تُوْ قِدُوْنَ

جس نے اپنی حکمت سے تمہارے لئے سبز درختوں میں آگ رکھ دی اور پھر تم اُس سے اور آگ سلگا لیتے ہو۔

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ہم نے سبز درخت کے اندر آگ رکھی ہے بظاہر درخت سبز ہے لیکن جب تم اُس درخت کو کاٹتے ہو تو اُس لکڑی سے آگ نکلتی ہے ،اُس سبز درخت کے اندر آگ کو کس نے چھپایا ہوا ہے؟

(۱) وہ ہستی اللہ کی ہے جس نے آگ کو اُس سبز درخت میں چھپایا ہوا ہے۔

(۲) دوسرا اس میں مُرادوہ چیز جو ہمیں دیکھنے میں بظاہر جیسی نظر آتی ہے اُس کی حقیقت کچھ اور ہے وہ اللہ جانتا ہے۔

کہا بظاہر دیکھنے میں یہ تمہیں درخت نظر آتا اور اس کے پتے بھی سبز نظر آتے ہیں، اس کی تمہیں شکل نظر آرہی ہے اور تمہیں بڑا خوبصورت نظر آرہا ہے۔

فرمایا بظاہر تمہیں کوئی چیز بہت اچھی لگے لیکن کوئی پتہ نہیں اُس میں تمہارے لئے کوئی نقصان ہو،تمہارے لئے وہ چیز دُنیا اور آخرت کی بربادی کا باعث بن جائے ،اُس کے اندر سے آگ جیسی کوئی چیز برآمد ہو جائے ، بظاہر دیکھنے میں تمہیں بہت اچھا معاملہ لگ رہا تھا لیکن اللہ خوب جانتا ہے کہ کون سی چیز کی حقیقت کیا ہے؟

فرمایا زندگی کے بہت سارے معاملات میں میری طرف دھیان رکھو میں چاہوں تو اُس میں تمہارے لئے برائی پیدا کردوں حالانکہ تمہیں وہ چیز اچھی لگ رہی ہو۔

اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ بَلٰی وَھُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ہ

تو کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ قادرِ مطلق جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ تمھارے جیسی چھوٹی سی مخلوق کو پیدا کر سکے بے شک کو وہ ایسا کر سکتا ہے اور وہی پیدا فرمانے والا علم والا ہے۔

اللہ آسمان اور زمین کو پیدا کر سکتا ہے تو اُس کے لئے تم جیسی چھوٹی شے کو پیدا کرنا کون سا مشکل کام ہے؟ بات ہی ختم کر دی کہا زمین وآسمان کے سائز کو دیکھو، اس کے پھیلاؤ کو دیکھو، اس کی وسعت کو دیکھو، پہاڑوں کی طرف دھیان کرو ہم نے کتنے کتنے بڑے بنائے؟

سائنس دان اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ زمین سے بھی بڑے سیارے ہیں اور اگر زمین کو اُٹھا کر اُس سیارے میں رکھ دیا جائے تو ہماری زمین اُس میں اس طرح گم ہو جائے جس طرح جنگل میں سوئی گم ہو جاتی ہے، اتنے اتنے بڑے حجم کے سائنس دان سیارے دریافت کر چکے ہیں اور انہیں اپنی دور بینوں سے یہ دیکھ چکے ہیں۔

ذرا سوچئے!!!! جس زمین کا یہ حال ہے کہ وہ اگر دوسرے سیارے میں رکھ دی جائے تو وہ جنگل میں سوئی کی طرح گم ہو جائے گی تو انسان کی پھر کیا اوقات ہے اُس زمین میں ہمارا کیا سائز ہے؟ چھ فُٹ ہمارا قد نہیں ہے، ہم سے بڑے بڑے پہاڑ ہیں، ماؤنٹ ایورسٹ 29000 فُٹ بلند چوٹی ہے، کے ٹو جیسی بلند چوٹیاں، ، بحر ہند جیسے بڑے بڑے سمندر اور وہیل مچھلی جیسے منوں ٹنوں وزنی جانور، انسان کی حقیقت ہی کیا ہے؟ اللہ فرمارہا ہے کہ تیرے جیسی چھوٹی شے میرے آگے کیا ہے؟ میں نے زمین وآسمان پیدا کر دیئے۔

’’زمین وآسمان میری تخلیق ہیں کتنے فخر سے اللہ بیان کررہا ہے‘‘

اللہ کو کتنی خوشی ہے اپنی تخلیق کی اور وہ کتنی Advertise کررہا ہے اپنی تخلیق کی ،فخر سے بیان کررہا ہے میرے زمین وآسمان ، میں نے بنائے ہیں ، میں نے تخلیق کیے ، میرے ستارے ، میری راتیں ، میرے دن.......

مولا!!!! ہم ایمان لائے تیری ان حکمتوں پر ، تری تخلیقات پر ہم دل سے ایمان لائے اور واقعی ہی ہم جیسی چھوٹی مخلوق کوئی شے نہیں ، ہم کسی گنتی میں نہیں آتے ، ان ستاروں ، سیاروں ، سورج ، چاند کی عمر دیکھ لیں کتنی ہوگئی ہے اور ہم انسانوں کی عمر کتنی ہوگی کوئی ساٹھ یا ستر سال ہوگی اور اللہ نے کتنی خوبصورت بات فرمائی اے انسان!!!! اس کے باوجود میں نے ساری چیزیں تیرے لئے پیدا کردیں۔

یہ کھیتیاں ہیں سرسبز تیری غذا کے واسطے

یہ سورج، چانداور ستارے تیری ضیا کے واسطے

اور تو کسی اور کے لئے نہیں

تو ہے صرف خدا کے واسطے

یہ سب چیزیں تیرے لئے ہیں اور تجھے ہم نے اپنے لئے پیدا کیا اور اگر ان چیزوں کو دیکھ کر تو میری ذات سے دور ہوتا ہے تو تجھ سے بڑا بیوقوف کوئی نہیں ہے۔

وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ

وہی پیدا کرنے والا ہے اور وہی جاننے والا ہے

اللہ ہمیں ان حکمتوں پر غور وفکر کرنے توفیق عطا فرمائے (آمین)

آیت نمبر: ۸۲تا۸۳

قرآن کے نازل ہونے کا اصل مقصد یہی ہے کہ اس کو سمجھا جائے اور قرآن آسان کورس کا اصل مقصد یہی ہے کہ لوگوں میں یہ شعور بیدار کیا جائے کہ اصل قرآن ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ ہی ہے۔ایک بزرگ نے بڑی خوبصورت بات کی کہ کہا جاتا ہے جب قرآن کو پڑھا جائے تو شیطان دور بھاگ جاتا ہے لیکن اگر قرآن کو بغیر ترجمے کے ہی پڑھا جائے اور صرف عربی ہی پڑھی جائے غور وفکر نہ کیا جائے تو شیطان کیسے بھاگ سکتا ہے؟؟؟اور مزید فرماتے ہیں جو قرآن کو بغیر سمجھے پڑھتا ہے شیطان بجائے اس کے دور بھاگے بلکہ وہ اُس کے قریب کھڑا ہو کر ہنستا ہے وہ کہتا ہے ٹھیک ہے پڑھتا رہ تیرے اس طرح پڑھتے رہنے سے نہ تمہیں کوئی فرق پڑنا ہے اور نہ مجھے کوئی فرق پڑھنا ہے۔

قرآن عربوں کے اُوپر جب اُترا تو حضورﷺ با قاعدہ اُنہیں بٹھا کر سمجھایا کرتے تھے کہ یہ آیت آئی ہے اور اس کا یہ معنیٰ ہے، یہ مفہوم ہے حالانکہ وہ صدیوں سے عرب تھے، اُن کی زبان بھی عربی، اُن کا دور بھی عربی تھا پھر بھی اُنہیں سمجھنے کی ضرورت تھی، وہ باقاعدہ بیٹھ کر سمجھا کرتے تھے تو ہماری تو زبان بھی عربی نہیں، ہماری تو مادری زبان اُردو ہے یا پنجابی ہے تو جب عربوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے تو ہمیں کتنی ضرورت ہو گی۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور دیگر صحابہ بیٹھ کر حضورﷺ سے سمجھا کرتے تھے، خود زبان دان تھے خود زبان کے ماہر تھے لیکن انہیں بھی قرآن کے مسائل میں حضورﷺ سے پوچھنا پڑتا تھا کہ حضور ہمیں بتا دیجئے ہم عربی ہیں آپ ہمیں قرآن سمجھائیں گے تو ہمیں سمجھ آئے گی اور اللہ نے حضورﷺ کا قرآن میں منصب بیان فرمایا ہے:

کہ یہ قرآن کو سکھاتے ہیں تو سکھانے کا مطلب کیا تھا؟ ایک تو خود عربی ہیں تو پھر کیا سکھاتے تھے؟ قرآن عربی میں اُتر رہا ہے، اب عربی حضورﷺ کو بھی آتی ہے اور صحابہ کرامؓ کو بھی آتی تھی اور ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حضورﷺ اُنہیں عربی بتا دیتے تو کام ختم ہو جاتا لیکن اس کے باوجود اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ آپ سکھائیں انہیں تو جب عربوں کو ضرورت ہے سمجھنے کی تو ہم پنجابی جن کی مادری زبان عربی نہیں اور نہ عربی زبان سے شغف رکھتے ہیں تو ہمیں کتنی ضرورت ہے سمجھنے کی؟؟؟؟

ہمیں قرآن کو ترجمے اور تفسیر سے سمجھنے کی ضرورت ہے تب کہیں جا کر قرآن، قرآن بنے گا تو لہٰذا یہ شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے جو آج حالات پیدا ہو چکے ہیں، گھروں کے اندر قرآن کو بغیر ترجمے سے پڑھا جاتا ہے، علماء کا اس بات پر سخت موقف ہے کہ گھروں میں بغیر ترجمے کے قرآن نہ رکھا جائے ہاں اگر آپ کو عربی بہت اچھی آتی ہے اور آپ کو پتہ ہے آپ کیا پڑھ رہے ہیں تو آپ گھروں میں بغیر ترجمے کے قرآن پڑھیں اور جب عربی نہیں آتی تو ترجمے کے بغیر قرآن رکھنے کا مقصد کیا ہے؟؟

قرآن کے ساتھ یہ زیادتی اور ظلم کرنا چھوڑ دیں، جب تک آپ اس کو ترجمے اور تفسیر سے نہیں پڑھیں گے یہ اپنی اصل حالت میں آپ سے خطاب نہیں کر سکے گا۔

اِنَّمَآ اَمۡرُهٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَيۡـًٔا اَنۡ يَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ

اُس کا حکم جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اتنا ہی ہے کہ وہ فرماتا ہے اُس کو ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔

فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ

پس وہ ایسی ذات ہے جو ہر عیب سے پاک ہے، جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اُسی کی طرف تمہیں واپس لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ نے اپنی معرفت کی انتہا ان دو آیتوں کے اندر ڈالی ہے، بڑی محبت اور بڑا پیار ان دو آیتوں میں اُنڈیل دیا گیا ہے اور بڑے خاص انداز میں سورۃ یٰسین کو ختم کیا ہے۔

اِنَّمَاۤ اَمۡرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ

اُس کا حکم جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اتنا ہی ہے کہ وہ فرماتا ہے اُس کو ہوجا، پس وہ ہوجاتی ہے۔

فرمایا میں جب کسی شے کا حکم دیتا ہوں تو میرے اور تمہارے حکم کرنے میں فرق ہے، تم بھی حکم کرتے ہوگے، تم بھی ارادہ کرتے ہوگے، دن اور رات جب تم اپنا کام کرتے ہو تو تم بھی ارادہ کرتے ہوگے۔

مثال:

فرض کریں کہ اگر میں نے لیکچر دینے کا ارادہ کیا تو مجھے اس کے لئے بہت ساری چیزوں کی ضرورت ہے وہ چیزیں ساری موجود ہوں گی تو ہی لیکچر ہوگا، ہم مجبور ہیں، بے بس ہیں ہمیں بہت ساری چیزوں کی حاجت ہے، اسی طرح اگر کسی جگہ جانا چاہتے ہیں تو اُس جگہ جانے کے لئے ہمیں بہت ساری چیزوں کی ضرورت ہے وہ چیزیں جب ساری یکجا ہوں گی تو اُس جگہ جانے کا معاملہ بنے گا جہاں ہم جانا چاہتے ہیں، دُنیا میں ہر انساں چیزوں کے ساتھ مجبور ہے اُسے مجبور کر دیا گیا ہے وہ خود کچھ نہیں کرسکتا جب تک اُس کے ساتھ مختلف وسائل نہ جُڑیں، وسیلے نہ پیدا ہوں تو انسان کچھ نہیں کرسکتا لیکن اللہ فرما رہا ہے کہ میرا معاملہ تمہارے جیسا نہیں ہے، میرا رنگ اور ہے، میرا انداز اور ہے۔

فرمایا میں جب ارادہ کرتا ہوں اس کا مطلب ہے وہ ارادہ کرتا ہے، نیت وہ بھی کرتا ہے

وہ کسی شے کا جب ارادہ کرتا ہے تو اُس کو کہتا ہے کُنۡ ہوجا۔

اس میں ایک بات بڑی قابلِ غور ہے کہ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ارادہ کرتے ہی وہ چیز ہوجاتی، عام طور پر ہم دُنیا میں بھی یہی کہتے ہیں کہ یار یہ شخص جو ارادہ کرتا ہے وہ شے ہوجاتی ہے، جو سوچتا ہے وہ ہوجاتا ہے تو اللہ کا معاملہ بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا کہ وہ صرف ارادہ ہی کرتا اور آگے وہ چیز خود ہی ہوجاتی کیونکہ اُس کا ارادہ ہوگیا تھا لیکن ایسا اللہ نے نہیں کیا فرمایا میں بھی کچھ کہتا ہوں، میں اُس ارادے کو پورا کرنے کے لئے ایک لفظ کہتا ہوں ''کُنۡ'' ہوجا۔

مثال:

ایک طرف اللہ کا ارادہ ہے اور ایک طرف وہ چیز ہے جو ہوجاتی ہے اور درمیان میں یہ لفظ کُنۡ ہے ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ کُنۡ کی ضرورت بھی نہ ہوتی اللہ کا ارادہ ہی کافی تھا جب اللہ کا ارادہ ہوگیا ہے تو پھر کُنۡ کی حاجت کیوں؟؟؟

اور وہ اتنا عظیم، اعلیٰ اور برتر ہے کہ جو وہ سوچے، جو وہ چاہے، جو اُس کے ذہن میں آئے ہوجائے لیکن فرمایا میں ایسا نہیں کرتا میں کہتا ہوں **کُـــــنۡ ہوجا تو فَیَکُوۡن** وہ ہوجاتی ہے۔

تو پتہ چلا کہ اللہ نے بھی کسی وسیلے کو اندر ڈالا ہے اللہ بھی کسی وسیلے کے ساتھ چلتا ہے اپنے ہی لفظ کا وسیلہ خود لے لیا، اپنی ہی ذات کا وسیلہ خود لے لیا، وہ بہت بڑی برتر ذات ہے وہ دوسروں کا وسیلہ نہیں لے گا، اُس نے اپنے ہی لفظ، اپنی ہی ذات کا وسیلہ لیا اور پھر کہا ہو جا۔

ایک بات اس سے یہ واضح ہوگئی کہ اللہ نے بھی کسی وسیلے سے اس کائنات کو تخلیق کیا ہے اور وہ وسیلہ لفظ کُنْ ہے اور لفظ کُنْ ہو جا اُس کو ہر بار نہیں بولنا پڑا بلکہ اُس نے ایک بار ہی بول دیا اور اُس کے بعد قیامت تک کے لئے وہ کُنْ ہو چکا اُس کو ہر بار ہر نئی چیز کے لئے کُنْ نہیں کہنا پڑتا ہے، یہ اُس کی عظمتیں اور برکتیں ہیں۔

اب کُنْ تو اللہ کا حکم ہے اور وہ اپنے سارے کام ایسے ہی کرتا ہے، اُس نے ساری کائنات کو ایسے ہی تخلیق کیا ہے، اب جو لوگ اللہ کے ذکر میں اسی طرح رہتے ہیں، گندھے ہوئے ہیں اللہ کے ذکر سے، اللہ کی یاد سے اُنہیں یہ برکت ملی ہوئی ہے وہ بھی لفظ کُنْ کی تاثیر پا جاتے ہیں۔

اس کائنات میں سب سے زیادہ لفظ کُنْ والے ''محمدِ مصطفیٰ ﷺ'' ہیں سب سے زیادہ لفظ ''کُنْ'' کی تاثیر جسے اللہ نے دی ہے وہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ جب چاند دو ٹکڑے کرنے کے لئے کہا گیا تو حضور ﷺ نے بھی یہی انداز اختیار کیا آپ نے ارادہ کیا پہلے اور اُس پہاڑ پر چڑھ گئے لیکن چاند دو ٹکڑے صرف ارادہ سے نہیں ہوا بلکہ آپ ﷺ نے اُس کی طرف انگلی اٹھائی، انگلی اٹھانا حضور ﷺ کا کُنْ ہے، سورج کو انگلی کے اشارہ سے عصر کے مقام پر واپس پلٹایا اس میں بھی حضور ﷺ کا انگلی اٹھانا کُنْ ہے، درخت کو اشارہ کیا درخت چلتا ہوا آ گیا حضور ﷺ کے قدموں میں تو حضور ﷺ وہی عمل کر رہے ہیں جو اللہ کُنْ کہہ کر فرماتا ہے اُس کو کسی وسیلے کی ضرورت نہیں لیکن حضور ﷺ نے یہی عمل کُنْ کہہ کر کیا۔

توجہ طلب بات ہے!!!

حضور ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کیا، سورج عصر کے مقام پر واپس پلٹا، درخت اشارہ سے چل کر آ گیا، کنکروں نے کلمہ پڑھا اصل میں وہ کون تھا جس نے یہ سب کچھ کیا ذرا قرآن کے اس مضمون پر غور کریں اور ہم مجبور ہیں کہ ہم عشق مصطفیٰ کی عینک لگا کر قرآن پڑھتے ہیں، ہمیں سکھایا ہی یہ گیا ہے کہ ہر قرآن کی آیت نبی کی محبت کی آیت ہے، ہر آیت حضور ﷺ سے عشق سے بھری ہوئی ہے۔

قرآن کی اس آیت پر غور کریں:

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

''اُس کا حکم جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اتنا ہی ہے کہ وہ فرماتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے''

اس پوری آیت میں کہیں پہ بھی اللہ نے اپنا نام نامی، اسمِ گرامی استعمال نہیں کیا صرف اتنا کہا اَمْرُهٗٓ اُس کا حکم یہاں ''وہ اُس کون ہے''؟

وہ محمدِ مصطفیٰ ﷺ بھی ہو سکتے ہیں، حضور ﷺ بھی ہو سکتے ہیں کہ اُس کا حکم جب وہ کسی شے کا ارادہ کرتا ہے۔

نبی کی اتنی بلند شان ہے کہ فرمایا میرا نبی اتنی بلند شان والا ہے کہ جب وہ کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو جس طرح میری ذات ہر چیز پر قدرت رکھتی ہے اسی طرح میں نے اپنے نبی کو اپنی ہی طرف سے یہ شے تحفہ میں دے دی ہے، وہ بھی اس طرح کر سکتا ہے اور وہ کچھ کر کے دکھایا جو انسان سوچ بھی نہیں سکتا ہے اللہ نے حضور ﷺ کی ذات سے معجزے لوگوں کو دکھائے ہیں بہت سی مثالیں ہیں:

صحابہ کرام ایک غزوہ میں ہیں شدید پیاس کا عالم ہے اور قریب کوئی کُنواں موجود نہیں ہے دور دور تک صحابہ کو پانی کی تلاش میں بھیجا گیا لیکن کنواں کہیں نہ ملا

ایک پانی کا پیالہ کہیں سے مل جائے کہا حضورﷺ اُس کو کیا کرنا ہے فرمایا آپ بس لے آیئے پانی کا پیالہ لایا گیا حضورﷺ نے اپنی دس کی دس انگلیاں اُس پانی کے پیالے میں رکھ دیں لوگوں نے دیکھا کی حضورﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے اور کئی سو صحابہ کرام نے پانی پیا یہ کون ہے جو پانی کے چشمے نکال رہا ہے، یہ کون ہے جو سورج کو پلٹا رہا ہے، یہ کون ہے جو چاند کو دو ٹکڑے کر رہا ہے، یہ کون ہے جس کے ہاتھوں میں آ کر کنکروں نے کلمہ پڑھا ہے۔

اُٹھ گئی جس طرف دم میں دم آ گیا

اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

اُونٹ اُسے سجدے کریں، بکریاں اُسے سجدے کریں سارا جہاں اُس کی محبت میں جل رہا ہے۔

زمین جل رہی ہے، آسماں جل رہا ہے

محمد کی محبت میں جہاں جل رہا ہے

اسی لئے بزرگوں نے کہا:

محمد دی حقیقت نُوں پا کوئی نہیں سکدا

ایہہ تھاں چُپ دی جاے الا کوئی نہیں سکدا

حضرت صدیق اکبرؓ کو پتہ چل گیا کہ حضورﷺ کیا ہیں ساتھ رہتے تھے نا اس لئے جان گئے، بہت قریب رہے اور کثرت سے یہ چیزیں دیکھتے رہے، پتہ چل گیا کہ یہ بات کچھ اور ہے تو ایک دن اپنی آرزو کا اظہار حضورﷺ سے کیا: فرمایا حضور!!

''آپ کو سجدہ کرنا چاہتا ہوں''

حضرت صدیقِ اکبرؓ نے اتنی بڑی بات کہہ دی جو شریعت کے خلاف تھی اور حضورﷺ نے شریعت کی پاسداری کی اس سے منع بھی فرمایا۔

فرمایا: اے ابوبکر!! **''سجدہ صرف اللہ کی ذات کو جائز ہے''**

تو حضرت صدیقِ اکبرؓ خاموش ہو گئے اور آگے سے کوئی Comment نہیں کیا اور دوبارہ اس آرزو کا اظہار نہیں کیا لیکن سمجھ دار بندہ اس بات پر ہی سوچ لیتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایسا کیوں کہا؟

''صدیقِ اکبر خالی محبت والے نہیں تھے وہ باعمل صحابی تھے وہ حضورﷺ کے ساتھ سچی محبت کرنے والے تھے''

وہ تو حضورﷺ کے دین کے مُحافظ ہیں وہ ایسا جملہ کیوں بولیں گے اس کا مطلب کچھ ایسا ابوبکرؓ نے دیکھا جو کسی اور نے نہیں دیکھا تو مصطفیٰ اور خدا میں صرف ایک باریک سی لائن کھینچ دی ہے، ایک طرف مصطفیٰ ہیں اور ایک طرف خدا ہیں اور درمیان میں ایک لائن کھینچ دی ہے، باقی ساری عزتیں اور محبتیں حضورﷺ کے نام کر دیں۔

اب یہی کُــــنْ کی تاثیر بزرگوں کے اندر آتی ہے، اللہ والوں کے اندر، نیک لوگوں کے اندر، اولیاء کرام کے اندر، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضور غوثِ اعظمؓ بڑے بڑے اللہ والے ساری دُنیا میں ہیں تو قرآن کہہ رہا کہ میری عادت ہے کہ میں کُــنْ کہتا ہوں اور اُس کے بعد وہ ہو جاتا ہے یہی تاثیر اللہ والوں کو بھی حاصل ہوتی ہے اور وہ اسے استعمال کر سکتے ہیں اور کرتے بھی ہیں لیکن یاد رکھئے !!

زیادہ تر اولیاء کرام نے اس سے پرہیز کیا ہے اور جو خاصیت اللہ نے اُنہیں یہ دی ہے اُس سے دور رہنے میں ہی عافیت سمجھی ہے کیونکہ یہ نبی کا مقام ہے۔

''نبوت کُھل کر اپنا اظہار کرتی ہے ولایت چھپی ہوئی ہوتی ہے''

نبی کو حکم ہے کہ وہ کُھل کر اپنی نبوت کا اظہار کرے تاکہ لوگ اُس کے پاس آئیں اُس کا کلمہ پڑھیں، ولی کو حکم ہے کہ وہ چھپائے اپنے آپ کو، ہاں اگر اللہ چاہے تو اللہ خود عام کر دے اُسے، جس طرح اللہ نے بہت سارے بزرگوں کو عام کر دیا لیکن آپ کیا سمجھتے ہیں کہ صرف یہی ولی ہیں دُنیا میں، نہیں بلکہ ہر گلی میں ولی پایا جاتا ہے، ہر محلے میں، ہر علاقے میں ولی پایا جاتا ہے لیکن اللہ اُسے چھپاتا ہے کیونکہ ولایت کی علامت ہے کہ اُسے چھپایا جائے۔

تو جو خود اپنے آپ کو ولی بناتا پھرے اور مُفکرِ دوراں، خطیبِ عالی شاں، اور بڑی بڑی سکنز پر اپنے لئے خود ہی القابات لکھوا تا جائے، لوگوں کو پتہ بھی نہ ہو تو وہ صرف ایک ڈھونگ ہے لوگوں کو Attract کرنے کا ایک طریقہ ہے، ولایت تو چھپی ہوئی ہوتی ہے یہ دکھانے کی شے نہیں اور جو لوگ خود زبانوں سے اس کا اظہار کریں:

''وہ اور سب کچھ ہو سکتے ہیں لیکن اللہ کے ولی نہیں ہو سکتے''

تو یہی **کُنْ فَیَکُوْن** کی تاثیر کی اللہ نے بزرگوں میں رکھی ہوئی ہے لیکن بزرگ زیادہ اس کو استعمال نہیں کرتے ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ

''اللہ کی مرضی کو زیادہ پسند کرتے ہیں''

وہ کہتے ہیں مولا!!! جو تو چاہتا ہے میں بھی وہی چاہتا ہوں میں کُنْ کہہ سکتا ہوں تو نے مجھے اس لفظ کو کہنے کا اختیار دیا ہے۔

حدیثِ قدسی:

اللہ فرماتا ہے اپنے نبی سے اے نبی!!! جب کوئی میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، میں اُس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، میں اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سُنتا ہے، بظاہر وہ بندہ ہے لیکن اُس کے اندر ساری قوتیں میری آجاتی ہیں۔

اس حدیثِ پاک سے واضح ہے کہ اللہ اپنے اختیارات اپنے بندوں کی طرف تفویض کرتا ہے لیکن یاد رکھئے!!

''بندہ بننے میں زیادہ بہتری ہے''

''خدا خدا ہی رہے اور بندہ بندہ ہی رہے''

خدا بننے کے شوقین جتنے دُنیا میں آئے وہ مارے گئے اور جو بندہ بن کر رہے اللہ نے اُن کا نام بلند کر دیا لہٰذا اللہ بننے کی طرف نہ جاؤ بندہ بننے کی طرف آؤ، بزرگوں نے بھی اس پر عمل کیا حالانکہ قوتیں موجود ہیں، لیکن یہ اللہ کے ہاں دُعا کرتے ہیں، یہ روتے ہیں، یہ توبہ کرتے ہیں، یہ اپنے آپ کو عاجزی کا ایک مجسمہ بنا کر پیش کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں۔

مولا!!! ''میری مرضی نہیں تیری مرضی چلے گی''

''تو جو چاہتا ہے میں بھی وہ چاہتا ہوں''

کبھی کبھی بڑی ضرورت پڑے تو ضرور استعمال کر لیتے ہیں لیکن عادتاً وہ ایسا نہیں کرتے، یہ معاملہ ایک ترتیب سے طے ہوتا ہے اس کی کچھ منازل ہیں۔

(۱) سب سے پہلے فنافی الشیخ کی منزل آتی ہے۔

(۲) دوسرے نمبر پر فنافی الرسول کی منزل آتی ہے۔

(۳) تیسرے نمبر پر فنافی اللہ کی منزل آتی ہے۔

ان تینوں منازل سے گزر کر فنافی اللہ سے بقاباللہ میں کُنْ کی تاثیر حاصل ہوتی ہے۔

سب سے پہلے شیخ میں فنا ہوا جاتا ہے، جو آپ کے مُرشد ہیں، جو آپ کے پیر ہیں، جن سے آپ نے اللہ اللہ سیکھی ہے، اُن کی ذات کے ساتھ ایک خاص قسم کا تعلق Develop ہوتا ہے، بڑی برکت سے وہ تعلق جب بڑا اعلیٰ بنتا ہے تو ایک وقت آتا ہے شیخ پیچھے ہٹ جاتا ہے اُسے (مُرید) کو رسول کے سپرد کر دیتا ہے پھر آقا ﷺ اُس مرید کی تربیت کرتے ہیں، حضور ﷺ کے زیرِ سایہ ہوتا ہے، حضور ﷺ اُس کی طرف نظرِ رحمت فرماتے ہیں پھر وہ حضور ﷺ کی محبت میں فنا ہوتا ہے جب حضور ﷺ بھی اُسے برکت دے دیتے ہیں پھر آقا ﷺ اُس کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کر دیتے ہیں اسے فنافی اللہ کہتے ہیں (اللہ کے رستہ میں فنا ہونا)

فنافی الشیخ یہ ہے کہ شیخ کا ظاہر و باطن اپنایا جائے، شیخ کے ظاہر کے ساتھ اپنا ظاہر جوڑ دیا جائے اور شیخ کے باطن کے ساتھ اپنا باطن جوڑ دیا جائے، جس طرح کا شیخ ظاہراً نظر آتا ہے ایک مُرید بھی ویسا ہی نظر آئے، شیخ اگر دُعا کرتا ہے تو تاثیر آتی ہے اور ایک مُرید بھی اگر دُعا کرے تو تاثیر آنی چاہئے اسے فنافی الشیخ کہتے ہیں۔

فنافی الشیخ کے بعد مُرید حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچتا ہے، آقا ﷺ کی ذاتِ مبارکہ اتنی رحمت والی ہے، اتنے فضل والی ہے، اتنے کرم والی ہے، اتنی محبت والی ہے کہ جب وہ فنافی الرسول ہوگا تو اُس کے دل میں ہر انسان کے لئے مُحبت پیدا ہوگی، اُس کو کوئی بُرا نہیں لگے گا اور اتنی نرمی اُس کی طبیعت میں آتی ہے اس قدر لوگوں کے لئے نرم ہو جاتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے کبھی اس کے مُنہ سے کوئی سخت بات نہیں سُنی، اسے فنافی الرسول کہتے ہیں۔ حضور ﷺ کی ذات میں فنا ہو جانا، حضور ﷺ کی سُنتیں پوری کرنے ذوق پیدا ہونا یہ فنافی الرسول ہے۔

فنافی الشیخ کے بعد فنافی اللہ کی منزل آتی ہے مرید کی سوچ اتنی بلند ہو جائے کہ جس طرح سورج کافروں، ہندوؤں اور سکھوں اور مُسلمانوں پر بھی چمکتا ہے، جس طرح اللہ سب کو روٹی، رزق اور پانی دیتا ہے ایسے ہی وہ انسان کسی کو نہیں دیکھتا چھوٹا، بڑا، کافر مُسلمان، نیک، بد سارے کے سارے مُسلمان اُس کی مُحبت سے فیض یاب ہونا شروع ہو جاتے ہیں، ہر ایک سے وہ پیار کرتا ہے، چاہے کوئی کافر آ جائے وہ اُس سے بھی محبت کرتا ہے اسے فنافی اللہ کہتے ہیں۔

اب یہاں تک جب کوئی پہنچتا ہے تو سوچ کی ایک خاص بلندی آتی ہے تو پھر ''کُــنْ'' کی کیفیت اُسے نصیب ہوتی ہے اور اُس کے ہاتھوں میں اللہ یہ کرم اور فضل دے دیتا ہے کہ ٹھیک ہے اب یہ تیرا حصہ ہے اب تو بھی کُنْ کہہ اور کام کر لے۔

حضور ﷺ کی ساری زندگی اس بات پہ گواہ ہے آپ ﷺ چاہتے تو آسمانوں سے فرشتے آ کر آپ کا کام کرتے، آپ چاہتے تو ساری زندگی فرشتوں کے ساتھ گزار لیتے، آپ چاہتے تو حوریں جنت سے آپ کی صاحبزادی کا دوپٹہ اور کپڑے لے کر آیا کرتیں، آپ چاہتے تو سونے کے انبار آپ کے ساتھ ساتھ چلتے، حضور ﷺ یہ سب کچھ کر سکتے تھے لیکن حضور ﷺ نے ساری زندگی غربت میں گزاری ہے، ساری زندگی اللہ کی مرضی سے گزاری ہے کہا مولا!!! کر میں سب کچھ سکتا ہوں لیکن تیری مرضی چاہتا ہوں، تیرا محبوب ہوں، تیرا کرم اور فضل میرے دامن میں ہے کر میں سب کچھ سکتا ہوں میں خوب جانتا ہوں کہ میں

کون ہوں، مجھے میری پہچان ہے کہ میں کون ہوں لیکن اس کے باوجود مولا تیری ہی مرضی چلے گی، تو مجھے شعبِ ابی طالب میں تین سال تک پیاسا رکھ محمدؐ کی زبان پر شکوہ نہیں آئے گا، تو مجھے بدر کے میدان میں ۳۱۳ ساتھیوں کے ساتھ بھیج کر مجھ سے دُعا منگوا اُس وقت بھی محمدؐ کی زبان پر کوئی شکوہ نہیں آئے گا، تو مجھے اُحد کے میدان میں لے جا میرے دانت ٹوٹ جائیں لیکن مُحمدؐ کی زبان پر کوئی شکوہ نہیں آئے گا، تو مجھے خندق کُھدوانے پہ لگا دے میں کھود دوں گا، تو میرے نواسے کو شہید کر دے میں اُس وقت بھی تجھ سے کوئی شکوہ نہیں کروں گا۔ یہ اختیار حضور ﷺ کو حاصل تھے لیکن حضور ﷺ کبھی بھی کُــنْ کے اُس لفظ کو استعمال نہیں کیا بلکہ آپ نے اپنے رب کی مرضی کو ہی سامنے رکھا۔

لہٰذا قرآن کہہ رہا ہے کہ میری عادت ہے میں ایسا ہی کرتا ہوں لیکن بندوں کے لئے یہی کافی ہے کہ اپنے رب کے زیرِ سایہ رہ کر زندگی گزاریں اپنے رب سے اُوپر جانے کی کوشش نہ کریں، اللہ کے نظام میں دخل اندازی کرنا، اپنی دعاؤں کے ذریعے، اپنے معاملات کے ذریعے یہ اللہ کو پسند نہیں ہے گو وہ بڑی محبت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ میری ذات بڑی بلند اور اعلیٰ ہے اور اُس کو خود سب سے زیادہ خیال محمدِ مصطفیٰ ﷺ نے رکھا ہے کہ اللہ کی ذات کا فرق مجھ سے رہے حالانکہ آپ چاہتے تو بہت سارے طریقوں سے اس فرق کو مٹا سکتے تھے لیکن ساری زندگی محبت اور پیار سے گزار کر یہ ثابت کر دیا کہ نہیں

''میں اُس کا بندہ ہوں اور وہ میرا خدا ہے''

یہ حضور ﷺ کی عظمت ہے آقا ﷺ کا ایک بہت بڑا رنگ ہے جس کی طرف لوگوں کی کبھی نظر ہی نہیں گئی، کبھی اس انداز سے لوگوں نے حضور ﷺ کو دیکھا ہی نہیں، حضور ﷺ نے یہ کتنا بڑا احسان کیا کہ:

''اللہ کی ذات کو اللہ رہنے دیا اور اپنی ذات کو نبی رہنے دیا''

ہمیں بھی یہ چاہئے کہ ہم اپنے معاملات میں اللہ کی مرضی کے تابع رہیں، اللہ کی مرضی کے تابع زندگی گزاریں اور کہیں:

''مولا جو تیری مرضی ہے مجھے بھی وہی پسند ہے''

اور جب کوئی ایسا کہہ دیتا ہے تو قرآن کے الفاظ بڑے پیارے ہیں پھر قرآن بھی بڑی خوبصورت رہنمائی کرتا ہے اے بندے!! تم یوں کہو:

میں نے سارے کام اللہ کے سُپرد کر دیئے اگر تم یہ کہو گے

''میں اپنے ہر کام کو اللہ کے سُپرد کرتا ہوں''

تو اللہ بھی فرماتا ہے: **واللہ بصیر بالعباد**

''میں بھی اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہوں''

میرے کس کس بندے نے اپنا کام میرے سُپرد کیا ہوا ہے پھر میں بھی اُس کے کام کو دیکھنے والا ہوں، ہے کون وہ بندہ فرشتو!! پیچھے ہٹو ذرا مجھے دیدار تو کرواؤ جس نے اپنا کام میرے سپرد کیا ہے، اللہ فرماتا ہے:

میں اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہوں

جب آپ یہ عمل کریں گے تو اللہ کی ذات مہربانیوں کی انتہا کر دیتی ہے اور وہ کہتا ہے اگر تو چاہتا تو میرے معاملات میں آ سکتا تھا لیکن تو نے اپنے معاملات کو میرے سُپرد کر دیا۔

فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ

پس وہ ایسی ذات ہے جو ہر عیب سے پاک ہے، جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اُسی کی طرف تمہیں واپس لوٹ کر جانا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھوں میں ساری قدرت ہے اللہ نے یہاں بِیَــدِہٖ لفظ استعمال کیا اب یہاں ہاتھ سے مُراد ویسے ہاتھ نہیں ہیں جو ہمارے ہیں بلکہ اس سے مُراد اُس کی قدرت ہے، ہر چیز کی ملکیت ہے۔

وَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ

اور اُسی کی طرف تم نے واپس لوٹ کر جانا ہے، تمہیں کچھ بھی میں بنا دُوں، تم بڑے بڑے قطب بنو، ولی بنو، ابدال بنو، تم صدر، وزیرِ اعظم بنو، تم کروڑ پتی، ارب پتی بنو، تم زندگی کے بڑے بڑے خوبصورت اعلیٰ معاملات کو دیکھ بھی لو پھر بھی موت آ کر رہے گی، تمہارے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، تم کبھی بھی اُس سے فرار حاصل نہیں کر سکتے، اتنی رحمتیں اور برکتیں دے دیں، سورۃ یٰسین کی برکتیں تمہارے ساتھ جوڑ دیں لیکن یاد رکھنا تم نے واپس میرے پاس ہی آنا ہے، تم نے اپنے معاملات پر کڑی نظر رکھنی ہے تم نے میری طرف ضرور آنا ہے۔

آغاز کیا تھا قرآن پاک کی قسم کے ساتھ :

یٰسٓ ۰ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ۰ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ

آپ میرے رسولوں میں سے ہیں اور اُوپر سے نیچے کی طرف رسول آتا ہے۔

سورۃ یٰسین کا آغاز اُوپر سے نیچے کی طرف کیا اور اختتام نیچے سے اُوپر کی طرف کیا :

وَّ اِلَیۡــہِ تُــرۡ جَعُوۡنَ اور یہ کہہ کر بند کر دیا سورۃ یٰسین کو، ہم نے رسول بھیجے تھے نیچے کی طرف اور اب وہ سارے رسول مل کر اور تم بھی میرے پاس واپس آؤ گے، رسول بھی آئیں گے اور تم بھی آؤ گے۔

انسان جب کسی لمبے سفر پر جاتا ہے تو جو بھیج رہا ہو وہ یہ کہہ کر بھیجتا ہے کہ پُتر جہاں بھی جاؤ گے واپس تو آنا ہی ہے، تو اللہ نے پورے جہاں کی سیر کروائی تو اللہ نے سورۃ یٰسین میں سارے جہاں کی سیر کروائی، جانوروں کا ذکر، پہاڑوں کا ذکر، نبیوں کا ذکر، رسولوں کا ذکر، ولیوں کا ذکر، میاں بیوی، جنت، دوزخ سارے معاملات پڑھنے کے بعد اللہ کہہ رہا ہے اب واپس آ جاؤ میرے پاس، ختم ہو گیا اب سارا سلسلہ، سارے معاملات ہم نے سمیٹ دیئے اب آؤ میرے پاس واپس!!!

تو آیئے!!! سورۃ یٰسین سے جو اللہ نے کرم نوازیاں دی ہیں اور جو نیا راستہ آپ کے سامنے رکھا گیا ہے کہ یہ "کُــنۡ" کی کیفیات اللہ ہمیں بھی دے سکتا ہے اور اُس کے سارے انداز آپ کے سامنے کھول دیئے گئے ہیں اللہ ہمیں سمجھنے اور غور وفکر کی توفیق عطا فرمائے (آمین)